بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ ﷺ

اسلامی عقائد کا بیان

ISLAMI AQAID
Ka Bayan

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

تفصیلی فہرست

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
پہلا حصہ (عقائد کا بیان)		مرنے کے بعد روح کا بدن سے تعلق۔	100
عقائد متعلقۂ ذات و صفاتِ باری تعالیٰ۔	2	منکر و نکیر کے سوالات۔	106
عقائد متعلقۂ نبوّت۔	28	عذابِ قبر۔	111
نبی و رسول کی تعریف۔	28	انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔	114
قراءت متواترہ کا انکار کفر ہے۔	33	علاماتِ قیامت۔	116
نسخ کی تحقیق۔	34	قیامت کا منکر کافر ہے۔	129
عصمتِ انبیاء۔	38	حشر کا بیان۔	130
انبیائے کرام علیہم السلام سے احکام تبلیغیہ میں سہو و نسیان محال ہے۔	41	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا۔	138
زمین کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔	44	حساب و کتاب۔	141
نبی کو اللہ عزوجل کے حضور چوڑے چمار کی مثل کہنا کلمۂ کفر ہے۔	56	حوضِ کوثر۔	145
معجزہ، اِرہاص، کرامت، معونت اور استدراج کی تعریف۔	58	میزان و لواء الحمد و صراط۔	146
خصائصِ حضورِ اکرم سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم۔	60	جنت کا بیان۔	152
مرتبۂ شفاعتِ کبریٰ۔	70	دوزخ کا بیان۔	163
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بعدِ ایمان ہر فرض پر مقدّم و اہم ہے۔	74	ایمان و کفر کا بیان۔	172
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بعدِ وفات بھی فرض ہے۔	75	اصولِ عقائد میں تقلید جائز نہیں۔	177
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا عمل کو بہ نظرِ حقارت دیکھنا کفر ہے۔	79	کافر یا مرتد کے واسطے اُس کے مرنے کے بعد دعائے مغفرت کفر ہے۔	185
فرشتوں کا بیان۔	90	مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے۔	185
جنّات کا بیان۔	96	حدیثِ پاک کے مطابق یہ امت تہتر فرقے ہوجائے گی، اُن میں ایک فرقہ جنتی ہوگا۔	187
عالمِ برزخ کا بیان۔	98		

قادیانی کے کفریات۔	190
رافضیوں کے عقائد۔	205
وہابیہ کے عقائد وکفریات۔	214
غیرمقلدین کے عقائد وکفریات۔	235
بدعت کے معنی۔	235
امامت کا بیان۔	237
خلافتِ راشدہ۔	241
صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر، خیر ہی سے ہونا فرض ہے۔	252
شیخین کریمین کی خلافت کا انکار فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔	253
صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب جنّتی ہیں۔	254
خلافتِ راشدہ کب تک رہی؟	257
اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت نہ رکھنے والا ملعون وخارجی ہے۔	262
ولایت کا بیان۔	264
طریقت منافیٔ شریعت نہیں۔	265
اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر امورِ غیبیہ منکشف ہوتے ہیں۔	268
کراماتِ اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا منکر گمراہ ہے۔	269
استمداد، استعانت وایصالِ ثواب وعرس۔	271
شرائطِ بیعت۔	278

اسلامی عقائد کا بیان

بہارِ شریعت
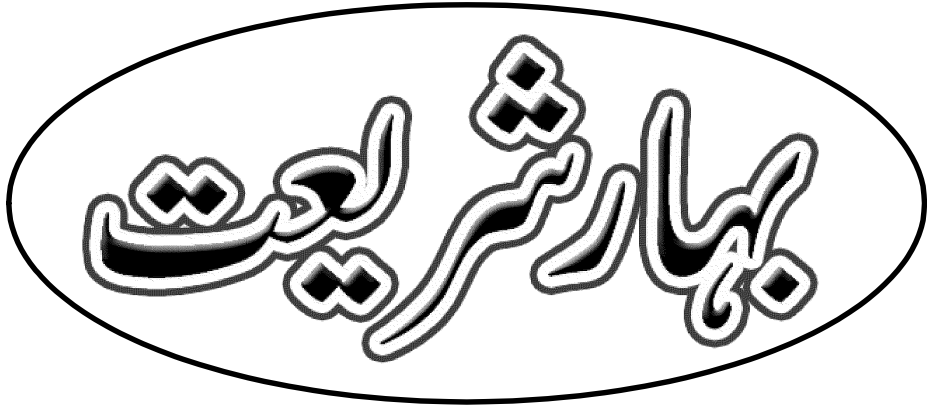
حصہ اوّل (1)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

الحمد للّٰه الذي أنزل القرآن، وهدانا به إلى عقائد الإيمان، وأظهر هذا الدين القويم على سائر الأديان، والصلاة والسلام الأتمان في كلّ حين وان على سيّد ولد عدنان، سيّد الإنس والجان، الذي جعله اللّٰه تعالى مطّلعا على الغيوب فعلم ما يكون وما كان، وعلى اٰله وصحبه وابنه وحزبه ومن تبعهم بإحسان، واجعلنا منهم يا رحمٰن! يا منّان!

فقیر بارگاہ قادری ابو العلا امجد علی اعظمی رضوی عرض کرتا ہے کہ زمانہ کی حالت نے اس طرف متوجہ کیا کہ عوام بھائیوں کے لیے صحیح مسائل کا ایک سلسلہ عام فہم زبان میں لکھا جائے، جس میں ضروری روزمرّہ کے مسائل ہوں۔ باوجود بے فرصتی اور بے مایگی کے توکّلاً علی اللہ اس کام کو شروع کیا، ایک حصّہ لکھنے پایا تھا کہ یہ خیال ہوا کہ اعمال کی درستی عقائد کی صحت پر متفرع ہے، اور بہتیرے مسلمان ایسے ہیں کہ اُصولِ مذہب سے آگاہ نہیں، ایسوں کے لیے سچّے عقائدِ ضروری کے سرمایہ کی بہت شدید حاجت ہے۔

خصوصاً اس پُر آشوب زمانہ میں کہ گندم نما جَو فروش بکثرت ہیں، کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے، بلکہ عالم کہلاتے ہیں اور حقیقۃً اسلام سے ان کو کچھ علاقہ نہیں۔ عام ناواقف مسلمان اُن کے دامِ تزویر میں آکر مذہب اور دین سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، لہٰذا اُس حصہ یعنی کتاب الطہارۃ کو اِس سلسلہ کا حصّہ دوم کیا اور اُن بھائیوں کے لیے اس سے پہلے حصّہ میں اسلامی سچے عقائد بیان کیے۔ اُمید کہ برادرانِ اسلام اس کتاب کے مطالعہ سے ایمان تازہ کریں اور اس فقیر کے لیے عفو و عافیتِ دارین اور ایمان و مذہبِ اہلسنت پر خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلَى الإِیْمَانِ وَتَوَفَّنَا عَلَى الإِسْلاَمِ وَارْزُقْنَا شَفَاعَةَ خَیْرِ الأَنَامِ عَلَیْهِ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ، وَأَدْخِلْنَا بجاهِهِ عِنْدَکَ دَارَ السَّلاَمِ اٰمِیْن یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! وَالْحَمدُ للّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

عقائد متعلقہ ذات و صفاتِ الٰہی جَلّ جلالہٗ

عقیدہ (۱): اللہ (عزوجل) ایک ہے[1]، کوئی اس کا شریک نہیں[2]، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں[3] نہ احکام میں[4]، نہ اسماء میں[5]، واجب الوجود ہے[6]، یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم مُحال[7]، قدیم ہے[8]

---

❶...... ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پ۳۰، الإخلاص: ۱.

﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ پ۲، البقرة: ۱۶۳.

❷...... ﴿لَا شَرِيْكَ لَهٗ﴾ پ۸، الأنعام: ۱۶۳.

❸...... في "منح الروض الأزهر" في "شرح الفقه الأكبر" للقارئ، ص۱٤: (والله تعالى واحد) أي: في ذاته (لا من طريق العدد) أي: حتى لا يتوهم أن يكون بعده أحد (ولكن من طريق أنّه لا شريك له) أي: في نعته السرمديّ لا في ذاته ولا في صفاته).

وفي "حاشية الصاوي"، پ۳۰، الإخلاص، تحت الآية ۱: (والتنزه عن الشبيه والنظير والمثيل في الذات والصفات والأفعال)، ج٦، ص۲٤٥۱. وانظر للتفصيل رسالة الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن: "**اعتقاد الأحباب في الجميل والمصطفى والآل والأصحاب**" المعروف بہ ''دس عقیدے''، ج۲۹، ص۳۳۹۔

❹...... ﴿وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ اَحَدًا﴾ پ۱٥، الكهف: ۲٦.

في "تفسير الطبري"، ج۸، ص۲۱۲، تحت الآية: (يقول: ولا يجعل الله في قضائه، وحكمه في خلقه أحداً سواه شريكاً، بل هو المنفرد بالحكم والقضاء فيهم، وتدبيرهم وتصريفهم فيما شاء وأحبّ)۔

❺...... ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾ پ۱٦، مريم: ٦٥، في "التفسير الكبير" تحت الآية: (المراد أنّه سبحانه ليس له شريك في اسمه).

❻...... في "منح الروض الأزهر" في "شرح الفقه الأكبر" للقارئ، ص۱٥: (لايشبه شيئاً من الأشياء من خلقه) أي: مخلوقاته، وهذا لأنّه تعالى واجب الوجود لذاته وماسواه ممكن الوجود في حد ذاته، فواجب الوجود هوالصمد الغنيّ الذي لايفتقر إلى شيء، ويحتاج كل ممكن إليه في إيجاده وإمداده، قال الله تعالى: ﴿وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ﴾.

❼...... یعنی اُس کا موجود نہ ہونا، ناممکن ہے۔

❽...... في "المعتقد المنتقد"، ص۱۸: (ومنه أنّه قديم، لا أوّل له ـ أي: لم يسبق وجوده عدم ـ وليس تحت لفظ القديم معنى في حقّ الله تعالى سوى إثبات وجود، ونفي عدم سابق ـ فلا تظنن أنّ القدم معنى زائد على الذات القديمة، فيلزمك أن تقول إنّ ذلك المعنى أيضاً قديم بقدم زائد عليه ويتسلسل إلى غير نهاية ـ ومعنى القدم في حقه تعالى ـ أي: امتناع سبق العدم عليه ـ هو معنى كونه **أزليا**، وليس بمعنى تطاول الزمان، فإنّ ذلك وصف للمحدثات كما في قوله تعالى: ﴿كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾.

یعنی ہمیشہ سے ہے، اَزَلی کے بھی یہی معنی ہیں، باقی ہے[1] یعنی ہمیشہ رہے گا اور اِسی کو اَبد ی بھی کہتے ہیں۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اُس کی عبادت و پرستش کی جائے۔[2]

عقیدہ (۲): وہ بے پرواہ ہے، کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اُس کا محتاج۔[3]

عقیدہ (۳): اس کی ذات کا اِدراک عقلاً مُحال[4] کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اُس کو محیط ہوتی ہے[5] اور اُس کو کوئی اِحاطہ نہیں کرسکتا[6]، البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اِجمالاً اُس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفتِ ذات حاصل ہوتی ہے۔

---

1. ...... ﴿كُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ پ ٢٠، القصص: ٨٨.
وفي "المعتقد المنتقد"، و منه أنّه باق، ليس لوجوده آخر۔ أي: يستحيل أن يلحقه عدم۔ وهو معنى كونه **أبديا**).
انظر للتفصيل: "المسامرة بشرح المسايرة"، الأصل الثاني والثالث، تحت قوله: (أنّه تعالى قديم لا أوّل له، وأنّ اللّٰه تعالى أبدي ليس لوجوده آخر)، ص٢٢۔ ٢٤.

2. ...... ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ﴾ پ١، البقرة: ٢١.
﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ﴾ پ٧، الأنعام: ١٠٢.
﴿وَقَضٰى رَبُّکَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ پ١٥، بني اسرآئيل: ٢٣.
﴿أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ پ١٢، يوسف: ٤٠.

3. ...... ﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ پ٣٠، الإخلاص: ٢.
وفي "منح الروض الأزهر" في "شرح الفقه الأكبر"، ص١٤: ﴿ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴾ أي: المستغني عن كل أحد والمحتاج إليه كل أحد.

4. ...... یعنی اس کی ذات کا عقل کے ذریعے اِحاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

5. ...... یعنی اس کا اِحاطہ کیے ہوئے ہوتی ہے۔

6. ...... في "التفسير الكبير"، پ٧، الأنعام، تحت الآية : ١٠٣: ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ﴾ المرئي إذا كان له حد ونهاية وأدركه البصر بجميع حدوده وجوانبه ونهاياته، صار كأنّ ذلك الأبصار أحاط به فتسمى هذه الرؤية إدراكاً، أما إذا لم يحط البصر بجوانب المرئي لم تسم تلك الرؤية إدراكاً. فالحاصل: أنّ الرؤية جنس تحتها نوعان: رؤية مع الإحاطة، ورؤية لا مع الإحاطة، والرؤية مع الإحاطة هي المسماة بالإدراك فنفي الإدراك يفيد نفي نوع واحد من نوعي الرؤية، ونفي النوع لا يوجب نفي الجنس، فلم يلزم من نفي الإدراك عن اللّٰه تعالى نفي الرؤية عن اللّٰه تعالى)، ج٥، ص١٠٠.

عقیدہ (۴): اُس کی صفتیں نہ عین ہیں نہ غیر[1]، یعنی صفات اُسی ذات ہی کا نام ہوایسا نہیں اور نہ اُس سے کسی طرح کسی نحوِ وجود میں جدا ہوسکیں[2] کہ نفسِ ذات کی مقتضٰی ہیں اور عینِ ذات کو لازم۔[3]

عقیدہ (۵): جس طرح اُس کی ذات قدیم اَزلی اَبدی ہے، صفات بھی قدیم اَزلی اَبدی ہیں۔[4]

عقیدہ (۶): اُس کی صفات نہ مخلوق ہیں[5] نہ زیرِقدرت داخل۔

عقیدہ (۷): ذات وصفات کے سِوا سب چیزیں حادث ہیں، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔[6]

عقیدہ (۸): صفاتِ الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے، گمراہ بددین ہے۔[7]

1...... في "المسايرة"، ص۳۹۲: (ليست صفاته من قبيل الأعراض ولا عينه ولا غيره).

وفي "شرح العقائد النسفية"، ص۴۷۔۴۸: (وهي لا هو ولا غيره، يعني: أنّ صفات اللّٰه تعالى ليست عين الذات ولا غير الذات......الخ).

2...... یعنی کسی بھی طور پر صفات، ذات سے جدا ہوکر نہیں پائی جاسکتیں۔

3...... بلاتشبیہ اس کو یوں سمجھیں کہ پھول کی خوشبو پھول کی صفت ہے جو پھول کے ساتھ ہی پائی جاتی ہے، مگر اس خوشبو کو ہم پھول نہیں کہتے، اور نہ ہی اُسے پھول سے جدا کہہ سکتے ہیں۔

4...... في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص۲۳: (لم يحدث له اسم ولا صفة) يعني: أنّ صفات اللّٰه وأسمائه كلها أزلية لا بداية لها، وأبدية لا نهاية لها، لم يتجدد له تعالى صفة من صفاته ولا اسم من أسمائه، لأنّه سبحانه واجب الوجود لذاته الكامل في ذاته وصفاته، فلو حدث له صفة أو زال عنه نعت لكان قبل حدوث تلك الصفة وبعد زوال ذلك النعت ناقصا عن مقام الكمال، و هو في حقه سبحانه من المحال، فصفاته تعالى كلها أزلية أبدية).

وفي "المعتمد المستند"، ص۴۶۔۴۷: (وبالجملة: فالذي نعتقده في دين اللّٰه تعالى أنّ له عزوجل صفات أزلية قديمة قائمة بذاته عزوجل، لوازم لنفس ذاته تعالى، ومقتضَيات لها بحيث لا تقدير للذات بدونها......إلخ).

5...... في "الفقه الأكبر"، ص۲۵: (صفاته في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة). "المعتقد المنتقد"، ص۴۹.

6...... وفي "شرح العقائد النسفية"، ص۲۴: (والعالم) أي: ما سوى اللّٰه تعالى من الموجودات مما يعلم به الصانع يقال عالم الأجسام وعالم الأعراض وعالم النباتات وعالم الحيوان إلى غير ذلك، فتخرج صفات اللّٰه تعالى؛ لأنّها ليست غير الذات كما أنّها ليست عينها (بجميع أجزائه) من السموات وما فيها والأرض وما عليها (محدث).

7...... في "المعتقد المنتقد"، ص۴۹: (صفات اللّٰه تعالى في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة، فمن قال: إنّها مخلوقة أو محدثة، أو وقف فيها بأن لا يحكم بأنها قديمة أو حادثة، أو شك فيها، أو تردد في هذه المسألة ونحوها فهو كافر باللّٰه تعالى). =

عقیدہ (۹): جو عالَم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے، کافر ہے۔[1]

عقیدہ (۱۰): نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا، نہ اُس کے لیے بی بی، جو اُسے باپ یا بیٹا بتائے یا اُس کے لیے بی بی ثابت کرے کافر ہے[2]، بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بد دین ہے۔

= قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمٰن في حاشيته، ص٥٠: تحت قوله: "فهو كافر": (هذا نص سيدنا الإمام الأعظم رضي اللّٰه تعالى عنه في "الفقه الأكبر" وقد تواتر عن الصحابة الكرام والتابعين والمجتهدين الأعلام عليهم الرضوان التام إكفار القائل بخلق الكلام كما نقلنا نصوص كثير منهم في **"سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح"** وهم القدوة للفقهاء الكرام في إكفار كل من أنكر قطعياً، والمتكلمون خصّوه بالضروري وهو الأحوط. ١٢

وفي "منح الروض الأزهر"، ص٢٥، تحت قوله: (فهو كافر باللّٰه) أي: ببعض صفاته، وهو مكلف بأن يكون عارفاً بذاته وجميع صفاته إلاّ أن الجهل والشك الموجبين للكفر مخصوصان بصفات اللّٰه المذكورة من النعوت المسطورة المشهورة، أعني: الحياة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والإرادة والتخليق والترزيق.

1...... في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج٢، ص٢٨٣: (نقطع على كفر من قال بقدم العالم، أو بقائه، أو شك في ذلك). و"المعتقد المنتقد، ص١٩.

2...... ﴿ **لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ** ﴾ پ٣٠، الإخلاص:٣.

﴿**مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا**﴾ پ٢٩، الجن : ٣.

﴿**وَمَا يَنْبَغِی لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا**﴾ پ١٦، مريم: ٩٢.

﴿**قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ**﴾ پ٢٥، الزخرف: ٨١.

﴿ **وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا**﴾ پ١٥، بنی اسرائيل:١١١.

في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج٢، ص٢٨٣: (من ادّعى له ولداً أو صاحبة أو والداً أو متولدٌ من شيء...... فذلك كله كفر بإجماع المسلمين)، ملتقطاً.

وفي "مجمع الأنهر"، كتاب السير والجهاد، ج٢، ص٥٠٤، و"البحر الرائق"، ج٥، ص٢٠٢: (إذا وصف اللّٰه تعالى بما لا يليق به... أوجعل له شريكا أو ولدا أو زوجة... يكفر).

وفي "التاتارخانية"، كتاب أحكام المرتدين، ج٥، ص٤٦٣: (وفي "خزانة الفقه": لو قال: للّٰه تعالى شريك، أوولد، أوزوجة،... كفر).

عقیدہ (۱۱): وہ حَی ہے، یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے ہاتھ میں ہے، جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔[1]

عقیدہ (۱۲): وہ ہر ممکن پر قادر ہے، کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر نہیں۔[2]

عقیدہ (۱۳): جو چیز مُحال ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اُس کی قدرت اُسے شامل ہو، کہ مُحال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہوسکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہوسکے گا، پھر مُحال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا مُحال ہے یعنی نہیں ہوسکتا تو یہ اگر زیرِ قدرت ہو تو موجود ہوسکے گا تو مُحال نہ رہا اور اس کو مُحال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یوہیں فنائے باری مُحال ہے، اگر تحتِ قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ مُحال پر قدرت ماننا اللہ (عزوجل) کی اُلوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔[3]

عقیدہ (۱۴): ہر مقدور کے لیے ضرور نہیں کہ موجود ہو جائے، البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگرچہ کبھی موجود نہ ہو۔

عقیدہ (۱۵): وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اُس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے، یعنی عیب ونقصان کا اُس میں ہونا مُحال ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو، نہ نقصان، وہ بھی اُس کے لیے مُحال، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، مُحال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ مُحالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی

---

1. ...... ﴿هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ پ۳، البقرة: ۲۵۵.
   ﴿وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ﴾ پ۱۸، المؤمنون: ۸۰.
2. ...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ پ۱، البقرة: ۲۰.
   في "حاشية الصاوي"، ج۱، ص۳۸ تحت هذه الآية: وقوله: ﴿قَدِيْرٌ﴾ من القدرة وهو صفة أزلية قائمة بذاته تعالى تتعلق بالممكنات إيجادًا أو إعدامًا على وفق الإرادة والعلم).
   في "التفسير الكبير"، پ۱۵، الكهف: ۲۵: (أنّه تعالى قادر على كل الممكنات) ج۷، ص۴۵۴.
   في "المسايرة"، ص۳۹۱: (وقدرته على كلّ الممكنات).
3. ...... انظر للتفصيل: "الفتاوى الرضوية"، "سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح" ج۱۵، ص۳۲۲.

باطل محض ہے، کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان! نقصان تو اُس مُحال کا ہے کہ تعلّقِ قدرت کی اُس میں صلاحیت نہیں۔ (1)

عقیدہ (۱۶): حیات، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، اِرادہ اُس کے صفاتِ ذاتیہ ہیں، مگر کان، آنکھ، زبان سے اُس کا سننا، دیکھنا، کلام کرنا نہیں، کہ یہ سب اَجسام ہیں اوراَجسام سے وہ پاک۔ ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے، ہر باریک سے باریک کو کہ خُوردبین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے، بلکہ اُس کا دیکھنا اور سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں، ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔ (2)

---

(1)...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص٣٩٣: (يستحيل عليه) سبحانه (سمات النقص كالجهل والكذب) بل يستحيل عليه كل صفة لا كمال فيها ولا نقص؛ لأنّ كلا من صفات الإله صفة كمال)، انظر للتفصيل: "المسامرة بشرح المسايرة"، واتفقوا على أنّ ذلك غير واقع، ص٢٠٤ ـ ٢١٠، و"الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٣٢٠ـ٣٢٢.

(2)...... ﴿**اَللّٰهُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ**﴾ پ٣، ال عمران:٢.

﴿**وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ**﴾ پ٧، المائدة:١٢٠.

﴿**اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ**﴾ پ٢٤، المؤمن: ٢٠.

﴿**وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَكْلِیْمًا**﴾ پ٦، النساء:١٦٤.

﴿**اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا**﴾ پ٢٨، الطلاق:١٢.

﴿**اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ**﴾ پ٦، المائدة:١. ﴿**اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ**﴾ پ١٢، هود: ١٠٧.

في "فقه الأكبر"، ص١٥ـ١٩: (لم يزل ولا يزال بأسمائه وصفاته الذاتية والفعلية، أمّا الذاتية فالحياة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والإرادة).

في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص٣٩١ـ٣٩٢: (وصفات ذاته حياته بلا روح حالَّة، وعلمه وقدرته وإرادته وسمعه بلا صماخ لكل خفي كوقع أرجل النملة) على الأجسام اللينة (وكلام النفس) فإنّه تعالى يسمع كلاّ منهما (وبصره بلا حدقة يقلبها، تعالى رب العالمين عن ذلك) أي: عن الصماخ والحدقة ونحوهما من صفات المخلوقين (لكل موجود) متعلق بقوله وبصره، فهو متعلق بكلّ موجود، قديم أو حادث، جليل أو دقيق (كأرجل النملة السوداء على الصخرة السوداء في الليلة الظلماء، ولخفايا السرائر، متكلم بكلام قائم بنفسه أزلاً وأبداً)، ملتقطاً۔

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٥٣ـ٢٥٦: (له) سبحانه وتعالى (صفات قديمة قائمة بذاته، لا هو ولا غيره، هي الحياة، والعلم، والقدرة، والسمع) وهو صفة أزلية قائمة بذاته تعالى تتعلق بالمسموعات أوالموجودات فتدرك إدراكاً تاماً لا على سبيل التخيل والتوهم، ولا على طريق تأثر حاسة ووصول هواء، (و) الخامسة (البصر) وعرفه اللاقاني أيضاً بأنّه صفة أزلية =

عقیدہ (۱۷): مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم ہے[1]، حادث ومخلوق نہیں، جو قرآنِ عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امامِ اعظم و دیگر ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُسے کافر کہا[2]، بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اُس کی تکفیر ثابت ہے۔[3]

عقیدہ (۱۸): اُس کا کلام آواز سے پاک ہے[4] اور یہ قرآنِ عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے، مَصاحِف میں لکھتے ہیں، اُسی کا کلام قدیم بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث، یعنی ہمارا پڑھنا حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا قدیم اور ہمارا لکھنا حادث اور جو لکھا قدیم، ہمارا سننا حادث ہے اور جو ہم نے سنا قدیم، ہمارا حفظ کرنا حادث ہے اور

= تتعلق بالمبصرات أو بالموجودات فتدرك إدراكاً تاماً لا على سبيل التخيل والتوهم ولا على طريق تأثير حاسة ووصول شعاع، (و) السادسة (الإرادة، و) السابعة (التكوين، و) الثامنة (الكلام الذي ليس من جنس الحروف والأصوات)؛ لأنّها أعراض حادثة وكلامه تعالى قديم فهو منزه عنها، ملتقطاً.

1 ...... في "الفقه الأكبر"، ص۲۸: (والقرآن كلام اللّٰه تعالى فهو قديم).

2 ...... وفي "منح الروض الأزهر"، ص۲٦: (قال الإمام الأعظم في كتابه "الوصية": من قال بأنّ كلام اللّٰه تعالى مخلوق فهو كافر باللّٰه العظيم)، ملتقطاً.

وفي "منح الروض الأزهر"، ص۲۹: (واعلم أنّ ما جاء في كلام الإمام الأعظم وغيره من علماء الأنام من تكفير القائل بخلق القرآن فمحمول على كفران النعمة لا كفر الخروج من الملة).

وفي "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۵۸: (ذكر ابن الكمال في بعض رسائله: أنّ أبا حنيفة وأبا يوسف رضي اللّٰه تعالى عنهما تناظرا ستة أشهر، ثم استقر رأيهما على أنّ من قال بخلق القرآن فهو كافر، وقد ذكر في الأصول أنّ قول أبي حنيفة إنّ القائل بخلق القرآن كافر محمول على الشتم لا على الحقيقة فهو دليل على أنّ القائل به مبتدع ضال لا كافر).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص۳۸: (ومنكر أصل الكلام كافر لثبوته بالكتاب والإجماع، وكذا منكر قدمه إن أراد المعنى القائم بذاته، واتفق السلف على منع أن يقال القرآن مخلوق وإن أريد به اللفظي، والاختلاف في التكفير كما قيل).

قال الإمام أحمد رضا في "حاشيته"، ص۳۸: قوله: (وكذا منكر قدمه) أي: (فيه تكفير الكرامية وهو مسلك الفقهاء، أمّا جمهور المتكلمين فيأبون الإكفار إلّا بإنكار شيء من ضروريات الدين، وهو الأحوط المأخوذ المعتمد عندنا وعند المصنف العلام تبعاً للمحققين. ۱۲ إمام أهل السنة رضي اللّٰه تعالى عنه.

3 ...... انظر "الفتاوى الرضوية"، ج۱۵، ص۳۷۹۔۳۸٤.

4 ...... في "منح الروض الأزهر"، للقارئ، ص۱۷: (إنّ كلامه ليس من جنس الحروف والأصوات).

جو ہم نے حفظ کیا قدیم[1]، ....

❶...... قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص٣٥: (وإنّما المذهب ما عليه أئمة السلف أنّ كلام اللّٰه تعالى واحد لا تعدد فيه أصلا، لم ينفصل ولن ينفصل عن الرحمن، ولم يحل في قلب ولا لسان، ولا أوراق ولا آذان، ومع ذلك ليس المحفوظ في صدورنا إلّا هو، ولا المتلو بأفواهنا إلّا هو، ولا المكتوب في مصاحفنا إلّا هو، ولا المسموع بأسماعنا إلّا هو، لا يحل لأحد أن يقول بحدوث المحفوظ المتلو المكتوب المسموع، إنّما الحادث نحن، وحفظنا، وألسننا، وتلاوتنا، وأيدينا، وكتابتنا، وآذاننا، وسماعتنا، والقرآن القديم القائم بذاته تعالى هو المتجلي على قلوبنا بكسوة المفهوم، وألسنتنا بصورة المنطوق، ومصاحفنا بلباس المنقوش، وآذاننا بزيّ المسموع فهو المفهوم المنطوق المنقوش المسموع لا شيء آخر غيره دالاً عليه، وذلك من دون أن يكون له انفصال عن اللّٰه سبحانه وتعالى، أو اتصال بالحوادث أو حلول في شيء مما ذكر، وكيف يحلّ القديم في الحادث، ولا وجود للحادث مع القديم، إنّما الوجود للقديم وللحادث منه إضافة لتكريم، ومعلوم أنّ تعدد التجلي لا يقتضي تعدد المتجلي.

ے دمبدم گر لباس گشت بدل شخص صاحب لباس را چه خلل

عرف هذا من عرف، ومن لم يقدر على فهمه فعليه أن يؤمن به كما يؤمن باللّٰه وسائر صفاته من دون إدراك الكنه).

وقد فصل وحقق الإمام أحمد رضا هذه المسألة في رسالته: **"أنوار المنان في توحيد القرآن"**، وقال في آخره، ص٢٧٠-٢٧١: (وذلك قول أئمتنا السلف إنّ القرآن واحد حقيقي أزلي، وهو المتجلّي في جميع المجالي، ليس على قدمه بحدوثها أثر، ولا على وحدته بكثرتها ضرر، ولا لغيره فيها عين ولا أثر، القراءة والكتابة والحفظ والسمع والألسن والبنان والقلوب والآذان، كلها حوادث عرضة للغيار، والمقروء المكتوب المحفوظ المسموع هو القرآن القديم حقيقة وحقا ليس في الدار غيره ديّار، والعجب أنّه لم يحل فيها ولم تخل عنه، ولم يتصل بها ولم تبن منه، وهذا هو السر الذي لا يفهمه إلّا العارفون، ﴿**وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ**﴾ إنّ من العلم كهيأة المكنون لا يعلمه إلّا العلماء باللّٰه، فإذا نطقوا به لاينكره إلّا أهل الغرة باللّٰه۔ رواه في "مسند الفردوس" عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالى عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم.

والمسألة وإن كانت من أصعب ما يكون فلم آلُ بحمد اللّٰه تعالى جهداً في الإيضاح حتى آض بعونه تعالى ليلها كنهارها، بل قد استغنيت عن المصباح بالإصباح. وبالجملة فاحفظ عنّي هذا الحرف المبين ينفعك يوم لا ينفع مال ولابنون إلّا من أتى اللّٰه بقلب سليم، أنّك إن قلت إنّ جبريل حدث الآن بحدوث الفحل أو لم يزل فحلا مذ وجد فقد ضللت ضلالا مهينا، وإن قلت إنّ الفحل لم يكن جبريل بل شيء آخر عليه دليل فقد بهتّ بهتا مبينا، ولكن قل هو جبريل قطعا تصور به، فكذا إن زعمت أنّ القرآن حدث بحدوث المكتوب أو المقروء أو لم يزل أصواتا ونقوشا من الأزل فقد أخطأت الحق بلا مرية، وإن زعمت أنّ

یعنی متجلّی قدیم ہےاورتجلّی حادث۔[1]

عقیدہ (۱۹): اُس کا علم ہر شے کو محیط یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات، مُحالات، سب کو اَزل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور اَبد تک جانے گا، اشیاء بدلتی ہیں اور اُس کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وَسوسوں پر اُس کو خبر ہے اور اُس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔[2]

عقیدہ (۲۰): وہ غیب وشہادت[3] سب کو جانتا ہے[4] علمِ ذاتی اُس کا خاصہ ہے، جو شخص علمِ ذاتی، غیب خواہ

المكتوب المقروء ليس كلام الله الأزلي بل شيء غيره يؤدي مؤدّاه فقد أعظمت الفرية، ولكن قل هو القرآن حقا تطوّر به، وهكذا كلما اعتراك شبهة في هذا المجال، فاعرضها على حديث الفحل تنكشف لك جلية الحال، وما التوفيق إلّا بالله المهيمن المتعال).

1 ...... متجلّی یعنی کلامِ الٰہی، قدیم ہے، اورتجلّی یعنی ہمارا پڑھنا، سننا، لکھنا، یاد کرنا یہ سب حادث ہے۔

2 ...... ﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ پ۲۸، التغابن: ٤.

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾پ۷، الأنعام:٥٩.

﴿وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوْا بِهِ إِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ پ۲۹، الملك: ۱۳ ـ ۱٤، ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴾ پ۲۸،الطلاق:۱۲.

في "التفسير الكبير"، تحت الآية: (يعني بكل شيء من الكليات والجزئيات) ج۱۰، ص٥٦٧.

في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص۱٦، تحت قوله: **(والعلم)** أي:من الصفات الذاتية، وهي صفة أزلية تنكشف المعلومات عند تعلقها بها، فالله تعالى عالم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات، وأنّه تعالى يعلم الجهر والسرّ وما يكون أخفى منه من المغيبات، بل أحاط بكلّ شيء علماً من الجزئيات والكليات والموجودات والمعدومات والممكنات والمستحيلات، فهو بكل شيء عليم من الذوات والصفات بعلم قديم لم يزل موصوفا به على وجه الكمال، لا بعلم حادث حاصل في ذاته بالقبول والانفعال والتغير والانتقال، تعالى الله عن ذلك شأنه وتعظم عما نهاك برهانه.

في "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲٥٤: (العلم) وهي صفة تنكشف بها المعلومات عند تعلقها بها سواء كانت المعلومات موجودة أو معدومة، محالة كانت أو ممكنة، قديمة كانت أو حادثة، متناهية كانت أو غير متناهية، جزئية كانت أو كلية، وبالجملة جميع ما يمكن أن يتعلق به العلم فهو معلوم لله تعالى.

3 ...... پوشیدہ اور ظاہر۔

4 ...... ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ پ۲۸، الحشر: ۲۲.

شہادت کا غیرِ خدا کے لیے ثابت کرے کافر ہے۔[1] علمِ ذاتی کے یہ معنی کہ بے خدا کے دیے خود حاصل ہو۔

عقیدہ (۲۱): وہی ہر شے کا خالق ہے[2]، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اُسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔[3]

عقیدہ (۲۲): حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے[4]، ملائکہ وغیرہم وسائل و وسائط ہیں۔[5]

عقیدہ (۲۳): ہر بھلائی، بُرائی اُس نے اپنے علمِ ازلی کے موافق مقدّر فرمادی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمّہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا، اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اُس کے لیے

---

1 ...... في "الدولة المكية بـالـمادة الغيبية"، ص٣٩: (العلم ذاتي مختص بالمولى سبحانه وتعالى لا يمكن لغيره، ومن أثبت شيئا منه ولو أدنى من أدنى من أدنى من ذرة لأحد من العالمين فقد كفر وأشرك وبار وهلك)، ملتقطاً.

انظر التفصيل: "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٤٣٦-٤٣٧.

2 ...... ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ﴾ پ١٣، الرعد: ١٦.

3 ...... ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ پ٢٣، الصافات: ٩٦.

في "شرح العقائد النسفية"، ص٧٦: (والله تعالى خالق لأفعال العباد من الكفر والإيمان والطاعة والعصيان).

في "اليواقيت"، ص١٨٩: (المبحث الرابع والعشرون: في أنّ الله تعالى خالق لأفعال العبد كما هو خالق لذواتهم).

4 ...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ پ٢٧، الذّٰريٰت: ٥٨.

5 ...... ﴿فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا﴾ پ٢٦، الذّٰريٰت: ٤. ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا﴾ پ ٣٠، النازعات: ٥.

في "تفسير البغوي"، پ٣٠، تحت الآية:٥ ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا﴾ قال ابن عباس: هم الملائكة وكّلوا بأمور عرّفهم الله عزوجل العمل بها. قال عبدالرحمن بن سابط: يدبر الأمر في الدنيا أربعة جبريل وميكائيل وملك الموت وإسرافيل عليهم السلام، أمّا جبريل فموكل بالوحي والبطش وهزم الجيوش، وأمّا ميكائيل فموكل بالمطر والنبات والأرزاق، وأمّا ملك الموت فموكل بقبض الأنفس، وأمّا إسرافيل فهو صاحب الصور، ولا ينزل إلّا للأمر العظيم. ج٤، ص، ٤١١.

وفي "كنز العمال"، كتاب البيوع، قسم الأقوال، الجزء ٤، ص١٣، الحديث:٩٣١٧: ((إنّ لله تعالى ملائكة موكلين بأرزاق بني آدم، ثم قال لهم: أيما عبد وجدتموه جعل الهمّ همّا واحدًا، فضمنوا رزقه السموات والأرض وبني آدم، وأيما عبد وجدتموه طلبه فإن تحرى العدل فطيبوا له ويسروا، وإن تعدى إلى غير ذلك فخلوا بينه وبين ما يريد، ثم لا ينال فوق الدرجة التي كتبتها له)).

بھلائی لکھتا تو اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔[1] تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اُمت کا مجوس بتایا۔[2]

عقیدہ (۲۴): قضا تین[۳] قسم ہے۔

مُبرَمِ حقیقی، کہ علمِ الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں۔

اور معلّقِ[۲] محض، کہ صُحفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔

اور معلّق[۳] شبیہ بہ مُبرَم، کہ صُحفِ ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مُبرَمِ حقیقی ہے اُس کی تبدیل ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو اُنھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔[3] ملائکہ قومِ لوط پر عذاب لے کر آئے، سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبیّنا الکریم وعلیہ افضل الصّلاۃ والتسلیم کہ رحمتِ محضہ تھے، اُن کا نامِ پاک ہی ابراہیم ہے، یعنی ابِ رحیم[4]، مہربان باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے ساعی

1...... في " الفقه الأكبر"، ص٤٠: (وكان الله تعالى عالما في الأزل بالأشياء قبل كونها، وهو الذي قدّر الأشياء وقضاها).

في"شرح النووي"، كتاب الإيمان، ج١، ص٢٧: (**واعلم :** أنّ مذهب أهل الحق إثبات القدر ومعناه: أنّ الله تبارك وتعالى قدّر الأشياء في القدم وعلم سبحانه أنّها ستقع في أوقات معلومة عنده سبحانه وتعالى وعلى صفات مخصوصة فهي تقع على حسب ما قدّرها سبحانه وتعالى ...... والله سبحانه وتعالى خالق الخير والشرجميعًا لا يكون شيء منهما إلّا بمشيّته، فهما مضافان إلى الله سبحانه وتعالى خلقًا وإيجادًا، وإلى الفاعلين لهما من عباده فعلاً واكتسابًا والله أعلم. قال الخطابي: وقد يحسب كثير من الناس: أنّ معنى القضاء والقدر إجبارُ اللّهِ سبحانه العبد وقهره على ما قدره وقضاه وليس الأمركما يتوهمونه، وإنّما معناه الإخبار عن تقدم علم الله سبحانه وتعالى بما يكون من اكتساب العبد وصدورها عن تقدير منه وخلق لها خيرها وشرها، ملتقطاً. "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٢٨٥.

وانظر "شرح السنة" للبغوي، باب الإيمان بالقدر، ج١، ص١٤٠-١٤١.

2...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((القدرية مجوس هذه الأمة)) وقال: ((لكل أمة مجوس ومجوس هذه الأمة الذين يقولون لا قدرَ)). "سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، الحديث:٤٦٩١، ٤٦٩٢، ص١٥٦٧.

3...... "مکتوبات إمام رباني"، فارسی، مکتوب نمبر ٢١٧، ج١، ص١٢٣-١٢٤.

4...... في"تفسير القرطبي"، پ١، البقرة: ١٢٤، ج١، الجزء الثاني، ص٧٤، تحت الآية: ﴿**وَإِذِ ابْتَلٰٓى إِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ** ...إلخ﴾ وإبراهيم تفسيره بالسّريانية فيما ذكر الماوردي، وبالعربية فيما ذكر ابن عطية: أب رحيم. قال السُّهيلي:

ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے، اُن کا رب فرماتا ہے۔

﴿ یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴾[1]

''ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں۔''

یہ قرآنِ عظیم نے اُن بے دینوں کا رَد فرمایا جو محبوبانِ خدا کی بارگاہِ عزت میں کوئی عزت ووجاہت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کے حضور کوئی دَم نہیں مارسکتا، حالانکہ اُن کا رب عزوجل اُن کی وجاہت اپنی بارگاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ: ''ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں''، حدیث میں ہے: شبِ معراج حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز سے گفتگو کررہا ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت فرمایا: ''کہ یہ کون ہیں؟'' عرض کی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، فرمایا: ''کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں؟'' عرض کی: اُن کا رب جانتا ہے کہ اُن کے مزاج میں تیزی ہے۔[2] جب آیۂ کریمہ ﴿ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ﴾[3] نازل ہوئی کہ ''بیشک عنقریب تمھیں تمھارا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔''

حضور سیّدالمحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذاً لَّا أَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِّنْ أُمَّتِيْ فِي النَّارِ)).[4]

''ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا، اگر میرا ایک اُمتی بھی آگ میں ہو۔''

وكثيراً ما يقع الاتفاق بين السّرياني والعربي أو يقاربه في اللفظ؛ ألا ترى أنّ إبراهيم تفسيره: أب راحم؛ لرحمته بالأطفال، ولذلك جعل هو وسارة زوجته كافلين لأطفال المؤمنين الذين يموتون صغاراً إلى يوم القيامة). و"تفسير روح البيان"، ج١، ص٢٢١.

1 ...... پ١٢، هود: ٧٤.

2 ...... عن عبد الله بن مسعود عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((سمعت كلاماً في السماء، فقلت: يا جبريل! من هذا؟)) قال: هذا موسى، قلت: ((ومن يناجي؟)) قال: ربه تعالى، قلت: ((ويرفع صوته على ربه؟)) قال: إنّ الله عزوجل قد عرف له حدَّته. "حلية الأولياء"، ج١٠، ص٤١٧، الحديث: ١٥٧٠٨. "كنز العمال"، كتاب الفضائل، فضائل سائر الأنبياء، رقم: ٣٢٣٨٥، ج٦، الجزء ١١، ص٢٣٢. "فتح الباري"، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، ج٧، ص١٨٠، تحت الحديث: ٣٨٨٧.

3 ...... پ٣٠، الضحى: ٥.

4 ...... "التفسير الكبير"، پ٣٠، الضحى: تحت الآية: ٥، ج١١، ص١٩٤.

یہ تو شانیں بہت رفیع ہیں، جن پر رفعت عزت وجاہت ختم ہے۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم مسلمان ماں باپ کا کچّا بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے اُس کے لیے حدیث میں فرمایا: کہ ''روزِ قیامت اللہ عزوجل سے اپنے ماں باپ کی بخشش کے لیے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرض دار سے، یہاں تک کہ فرمایا جائے گا:

((أَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ)). [1]

''اے کچے بچے! اپنے رب سے جھگڑنے والے! اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا۔''

خیر یہ تو جملۂ معترضہ تھا، مگر ایمان والوں کے لیے بہت نافع اور شیاطین الانس کی خباثت کا دافع تھا، کہنا یہ ہے کہ قومِ لوط پر عذاب قضائے مُبرَم حقیقی تھا، خلیل اللہ علیہ الصّلاۃ والسلام اس میں جھگڑے تو اُنھیں ارشاد ہوا:

﴿يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ ... اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝﴾ [2]

''اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو ... بیشک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔''

اور وہ جو ظاہر قضائے معلّق ہے، اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے، اُن کی ہمّت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسّط حالت میں ہے، جسے صُحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں: ''میں قضائے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں''[3]،..........

---

1 ...... عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ السقط ليراغم ربه إذا أدخل أبويه النار، فيقال: أيها السقط المراغم ربه أدخل أبويك الجنة، فيجرهما بسرره حتى يدخلهما الجنة)). قال أبو علي: يراغم ربه، يغاضب. "سنن ابن ماجه"، أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء فيمن أصيب بسقط، الحديث: ١٦٠٨، ج٢، ص٢٧٣.

2 ...... ﴿يٰۤاِبْرٰهِيْمُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا إِنَّهُ قَدْ جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ﴾ پ١٢، هود: ٧٦.

3 ...... حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان ''میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں'' پر کلام کرتے ہوئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: (بدان ارشدک اللّٰہ تعالی سبحانہ قضا بر دو قسم است، قضاء معلق وقضاء مبرم در قضاء معلق احتمال تغییر وتبدیل است، ودر قضاء مبرم تغییر وتبدیل را مجال نیست قال اللّٰہ سبحانہ وتعالی: ﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ [پ٢٦، ق: ٢٩] این در قضاء مبرم است، ودر قضاء معلق میفرماید: ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتَابِ﴾ [پ١٣، الرعد: ٣٩] حضرت قبلہ گاهی ام قدّس سرّہ میفرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدّس سرّہ در بعضی از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضاءِ مبرَم هیچکس را مجال نیست کہ تبدیل بدهد مگر مرا کہ اگر خواهم انجا هم

تصرّف بکنم، وازین سخن تعجّب بسیار میکردند واستبعاد میفرمودند، واین نقل مدتها در خزینۂ ذھنِ این فقیر بود تا آنکہ حضرتِ حق سبحانہ وتعالی باین دولتِ عظمی مشرف ساخت، روزے در صد ودفع بلیّہ بودم کہ بہ بعضی از دوستان نامزد شدہ بود دوران وقت التجا وتضرّع ونیاز وخشوعِ تمام داشتم ظاھر شد کہ درلوح محفوظ قضاء این امر معلق بامرے نیست ومشروط بشرطے، نہ یک گونہ یاس وناامیدی دست دادوسخنِ حضرت سید محی الدین قدّس سرّہ بیاد آمد مرّۃً، ثانیۃ باز ملتجی ومتضرع گشت دراہِ عجز ونیاز پیش گرفتہ متوجّہ شد بمحض فضل وکرم ظاھر ساختند کہ قضاءِ معلق بردوگونہ است، قضائے است کہ تعلیق او را در لوح محفوظ ظاھر ساختہ اندو ملائکہ را بر ان اطلاع دادہ، وقضائیکہ تعلیقِ اونزدِ خدا ست جلّ شانُہ، وبس ودرلوح محفوظ صورتِ قضاءِ مبرم دارد(کہ بظاھر درلوح محفوظ مشروط بامرے نساختہ اند بلکہ مطلق گذاشتہ لیکن نفس الامر مقید بقید ومشروط بشرط است ۱۲ حاشیہ) واین قسم اخیر از قضاء معلّق نیز احتمالِ تبدیل دارد، در رنگ قسم اول از انجا معلوم شد کہ سخنِ سید مصروف با ینقسم اخیر است کہ صورت قضاء مبرم وارد نہ بقضاء کہ بحقیقت مبرم است کہ تصرف وتبدیل دران محالست عقلاً وشرعاً کما لا یخفی، والحق کہ کم کسے رابر حقیقتِ آن قضاء اطلاع است فکیف کہ درانجا تصرّف نماید، وبلیّہ کہ متوجہِ آن دوست شدہ بود دران قسم اخیر یافت ومعلوم شد کہ حضرت حق سبحانہ وتعالی دفع آن بلیّہ فرمود). "مكتوبات إمام رباني"، فارسی، مکتوب نمبر ۲۱۷، ج۱، ص۱۲۳۔۱۲۴.

یعنی: جان لے اللہ تجھے ہدایت عطا فرمائے اے پیارے بھائی! قضاء کی دوقسمیں ہیں: قضاءِ معلق اور قضاءِ مبرم۔ قضاءِ معلق یہ ہے کہ اس میں تبدیلی کا احتمال ہوتا ہے جبکہ قضاءِ مبرم وہ ہے جس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ترجمۂ کنزالایمان: میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔ یہ قضائے مبرم کی مثال ہے جبکہ قضائے معلق کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔ میرے پیر بزرگوار قدّس سرہ فرماتے تھے کہ حضرت پیر سید محی الدین جیلانی قدس سرہ الربانی نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر کیا کہ قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کرنے کا اختیار نہیں مگر مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہوں تو اس میں تصرف کروں۔ ان کی اس بات سے میرے پیر بزرگوار بہت تعجب کرتے تھے اور اس کو بعید جانتے تھے اور یہ بات اس فقیر (شیخ احمد فاروقی سرہندی) کے ذہن میں کافی مدت تک رہی یہاں تک کہ حق تعالی نے مجھے بھی اس دولت عظمی سے مشرف فرمادیا (یعنی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمہ کی دعا سے بھی قضائے مبرم میں تبدیلی ہوگئی، مترجم)، چنانچہ ایک دن میرے کسی دوست کے ساتھ حاکم وقت کی طرف سے کوئی مسئلہ پیش آ گیا تو میں نے اس کے دفع کے لئے گریہ وزاری کی اور خوب خشوع وخضوع کیا تو جانب حق تعالی کی طرف سے بطور کشف والہام مجھے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ لوح محفوظ میں معلق نہیں کہ

.... اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا:

((إِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا أُبْرِمَ)).[1]

''بیشک دُعا قضائے مُبرم کو ٹال دیتی ہے۔''

کسی چیز سے بآسانی ٹل جائے، پس مجھے ایک قسم کی مایوسی ہوئی تو پیر دستگیر سید محی الدین قدس سرہ النورانی کا ارشاد دوبارہ یاد آ گیا تو میں نے دوبارہ حق تعالی کی بارگاہ میں آہ وزاری اور عجز وانکساری کی تو مجھے محض فضل وکرم سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ قضائے معلق کی دو قسمیں ہیں ایک قسم قضائے معلق کی وہ ہے کہ اس کی تعلیق لوح محفوظ میں ظاہر کی گئی ہے اور فرشتگانِ الٰہی کو اس کی اطلاع دی گئی ہے اور دوسری قسم قضائے معلق کی وہ ہے کہ اس کی تعلیق خدائے بزرگ وبرتر کے نزدیک ہے اور لوح محفوظ میں وہ قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے، (درحقیقت یہ قسم نہ تو مطلق معلق ہے اور نہ مطلق مبرم بلکہ مشابہ بہ مبرم ہے جو کہ بظاہر لوح محفوظ میں مطلق نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں مشروط بشرط ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ خاصانِ خدا کی دعاؤں سے ٹل جاتی ہے، حاشیہ بر مکتوب بتصرف ما) اور یہ بھی قضائے معلق کی طرح تبدیلی کا احتمال رکھتی ہے۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت پیر دستگیر علیہ الرحمہ کا ارشاد (میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں، مترجم) اس قسم اخیر (یعنی مشابہ بہ مبرم) کے بارے میں ہے نہ کہ مبرم حقیقی کے بارے میں، کیونکہ اس (مبرم حقیقی) میں تصرف وتبدیلی عقلی وشرعی لحاظ سے محال ہے، حق بات یہ ہے کہ بہت کم لوگ ہیں کہ جو اس قضاء (مشابہ بہ مبرم) کی خبر رکھتے ہیں اور کیونکر رکھ سکتے ہیں جبکہ اس میں تصرف نہیں ہو پاتا، اور میرے دوست کو جو آزمائش پیش آئی تھی اسی کے سبب سے میں نے اس قسم کو دریافت کیا اور حضرت حق سبحانہ وتعالی نے اس فقیر کی دعا سے اس کی آزمائش کو دور کر دیا۔

1...... "كنز العمال"، كتاب الأذكار، ج١، الجزء الثاني، ص٢٨، الحديث:٣١١٧. بألفاظ متقاربة.

قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن في "المعتمد المستند" حاشيه نمبر ٧٧، ص٥٤ ـ٥٥: (أقول: أخرج أبو الشيخ في كتاب الثواب عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ((أكثر من الدعاء، فإنّ الدعاء يردّ القضاء المبرم))، وأخرج الديلمي في "مسند الفردوس" عن أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه وابن عساكر عن نمير بن أوس الأشعري مرسلًا كِلاهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((الدعاء جند من أجناد الله مجند يرد القضاء بعد أن يبرم)). وتحقيق المقام على ما ألهمني الملك العلام أنّ الأحكام الإلهية التشريعية كما تأتي على وجهين: (١) مطلق عن التقييد بوقت كعامتها و(٢) مقيد به كقوله تعالى: ﴿**فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا**﴾، پ٤، النساء: ١٥، فلما نزل حدّ الزنا قال صلّى الله تعالى عليه وسلم: ((خذوا عنّي قد جعل الله لهنّ سبيلا)).الحديث.

رواه "مسلم" كتاب الحدود، باب حد الزنا، الحديث: ١٦٩٠، ص٩٢٨ وغيره عن عبادة رضي الله تعالى عنه.

والمطلق يكون في علم الله مؤبدًا أو مقيدًا، وهذا الأخير هوالذي يأتيه النسخ فيظن أنّ الحكم تبدل؛ لأنّ المطلق يكون ظاهره التأبيد حتى سبق إلى بعض الخواطر أنّ النسخ رفع الحكم، وإنّما هو بيان مدته عندنا وعند المحققين، كذلك الأحكام التكوينية سواء بسواء، فمقيد صراحة كأن يقال لملك الموت عليه الصلاة والسلام:اقبض روح فلان في الوقت الفلاني إلّا أن يدعو فلان، **مطلق نافذ** في علم الله تعالى وهو المبرم حقيقة، **ومصروف** بدعاء مثلا **وهو المعلق الشبيه بالمبرم**، فيكون مبرماً في ظن الخلق لعدم الإشارة إلى التقييد معلّقا في الواقع، فالمراد في الحديث الشريف هو هذا، أمّا المبرم الحقيقي فلا رادّ لقضائه ولا معقب لحكمه وإلّا لزم الجهل، تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا، فاحفظ هذا فلعلك لا تجده إلّا منّا، وبالله التوفيق .١٢ إمام أهل السنة رضى الله تعالى عنه.

یعنی: (میں کہتا ہوں): ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دعا کی کثرت کرو اس لئے کہ دعا قضاء مبرم کو ٹال دیتی ہے''۔اور دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے اور ابن عساکر نے نمیر بن اوس اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے مرسلا دونوں نے نبی علیہ السلام سے روایت کیا فرمایا: ''دعا اللہ کے لشکروں میں سے ایک ساز وسامان والا لشکر ہے جو قضاء کو مبرم ہونے کے بعد ٹال دیتا ہے''۔اور اس مقام کی تحقیق اس طور پر جو مجھے ملک علام (اللہ تبارک وتعالی) نے الہام کی وہ یہ ہے کہ احکام الٰہیہ تشریعیہ جیسا کہ آگے آئیں گے دو وجہوں پر ہیں پہلا مطلق جس میں کسی وقت کی قید نہیں جیسے عام احکام (دوسرا) وقت کے ساتھ مقید جیسے اللہ تعالی کا فرمان: ترجمۂ کنزالایمان، سورۃ النساء آیت ۱۵: پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے۔تو جب قرآن میں زنا کی حد نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے لے لو بیشک اللہ نے ان عورتوں کے لئے سبیل مقرر فرمائی۔الحدیث۔اس کو روایت کیا مسلم وغیرہ نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے،اور مطلق علم الٰہی میں یا تو مؤبد ہوتا ہے یعنی ہر زمانے کے لئے (یا مقید) یعنی کسی خاص زمانے کے لئے اور یہی اخیر حکم وہ ہے جس میں نسخ آتا ہے، گمان یہ ہوتا ہے کہ حکم بدل گیا اس لئے کہ مطلق (جس میں کسی وقت کی قید نہ ہو) کا ظاہر مؤبد ہے یعنی ہمیشہ کے لئے ہونا ہے یہاں تک کہ کچھ اذہان کی طرف اس خیال نے سبقت کی کہ نسخ حکم کو اٹھا دینے کا نام ہے اور ہمارے نزدیک اور محققین کے نزدیک وہ حکم کی مدت بیان کرنا ہے، اور احکام تکوینیہ بھی اسی طرح برابر (یعنی دو قسموں پر) ہیں تو ایک وہ جو صراحۃً مقید ہو جیسے ملک الموت علیہ الصلوۃ والسلام سے کہا جائے کہ فلاں کی روح فلاں وقت میں قبض کر مگر یہ کہ فلاں اس کے حق میں دعا کرے (تو اس وقت میں قبض نہ کر)، اور دوسرا مطلق ہے جو علمِ الٰہی میں نافذ ہونے والا ہے اور یہی حقیقۃً مبرم ہے، اور قضاء کی ایک قسم وہ ہے جو مثلاً کسی کی دعا سے ٹل جائے اور وہ معلق مشابہ مبرم ہے تو (یہ قسم) مخلوق کے گمان میں مبرم ہوتی ہے اس لئے کہ اس میں قید وقت کا اشارہ نہیں اور واقع میں (کسی شرط پر) معلق ہوتی ہے اور مراد حدیث شریف میں یہی ہے، رہا مبرم حقیقی تو (وہ مراد نہیں) اس لئے کہ اللہ تعالی کی قضاءِ (مبرم) کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور کوئی اس کے حکم کو باطل کرنے والا نہیں ورنہ جہل باری لازم آئے گا اللہ تعالی اس سے بہت بلند ہے اس کو یاد رکھو اس لئے کہ شاید یہ تمہیں ہمارے سوا کسی اور سے نہ ملے۔اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔۱۲

وانظر لتفصيل هذه المسألة: "**أحسن الوعاء لآداب الدعاء**" و"**ذيل المدعا لأحسن الوعاء**"، ص١٢٧-١٣١.

مسئلہ(۱): قضا وقدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور وفکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیق وفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔[1] ما وشما[2] کس گنتی میں...! اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالٰی نے آدمی کو مثلِ پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس وحرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوعِ اختیار[3] دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیّا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اُس پر مؤاخذہ ہے۔[4]

1...... عن ثوبان قال: اجتمع أربعون رجلاً من الصحابة ينظرون في القدر والجبر، **فيهم أبو بكر وعمر** رضي الله تعالى عنهما، فنزل الروح الأمين جبريل فقال: يا محمد! اخرج على أمتك فقد أحدثوا، فخرج عليهم في ساعة لم يكن يخرج عليهم فيها، فأنكروا ذلك منه وخرج عليهم ملتمعا لونه متوردة وجنتاه كأنما تفقأ بحب الرمان الحامض، فنهضوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حاسرين أذرعهم ترعد أكفهم و أذرعهم، فقالوا: تبنا إلى الله و رسوله فقال: ((أولى لكم إن كدتم لتوجبون، أتاني الروح الأمين فقال: أخرج على أمتك يا محمد فقد أحدثت)). رواه الطبراني في "المعجم الكبير"، الحديث: ١٤٢٣، ج٢، ص٩٥.

عن أبي هريرة قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نتنازع في القدر، فغضب حتى احمرّ وجهه حتى كأنّما فقىء في وجنتيه الرمان، فقال: ((أبهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر، عزمت عليكم ألّا تنازعوا فيه)). "سنن الترمذي"، كتاب القدر، باب ما جاء من التشديد... إلخ، الحديث: ٢١٤٠، ج٤، ص٥١.

2...... ہم اور آپ۔

3...... ایک طرح کا اختیار۔

4...... في "منح الروض الأزهر"، ص٤٢-٤٣: (فللعباد أفعال اختيارية يثابون عليها إن كانت طاعة، ويعاقبون عليها إن كانت معصية، لا كما زعمت الجبرية أن لا فعل للعبد أصلا كسبا ولا خلقا، وأنّ حركاته بمنزلة حركات الجمادات لا قدرةَ له عليها، لا مؤثرة، ولا كاسبة في مقام الاعتبار ولا قصد ولا إرادة ولا اختيار، وهذا باطل، لأنّا نفرق بين حركة البطش وحركة الرعش، ونعلم أنّ الأول باختياره دون الثاني لاضطراره).

في "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٦٢: (للعباد) المكلفين بالأمر والنهي (اختيارات لأفعالهم بها، يثابون) أي: يثيبهم الله تعالى يوم القيامة على ما صدر منهم من الخير مما خلقه الله تعالى منسوبا إليهم بسبب خلق الله تعالى إرادتهم له، (عليها)، أي: لأجل تلك الاختيارات، (يعاقبون) أي: يعاقبهم الله تعالى يوم القيامة حيث صدر منهم بها أفعالا من الشر خلقها تعالى لهم منسوبة إليهم بسبب خلقه إرادتهم لها وحيث ثبت أنّ للإنسان اختيارا خلقه الله تعالى فيه، فقد انتفى مذهب الجبرية القائلين بأن الإنسان مجبور على فعل الخير والشر، ثم إنّ ذلك الاختيار الذي خلقه الله تعالى في الإنسان بخلق الله تعالى عنده لا به، ولا فيه، ولا منه أفعال الخير والشر، فينسبها للإنسان فيكون اختيار الإنسان المخلوق فيه بمنزلة يده المخلوقة له بحيث لا تأثير

اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا، دونوں گمراہی ہیں۔ (1)

مسئلہ (۲): بُرا کام کرکے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیتِ الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بُری بات ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے، اسے منجانب اللہ کہے اور جو برائی سرزد ہو اُس کو شامتِ نفس تصوّر کرے۔ (2)

عقیدہ (۲۵): اللہ تعالیٰ جہت و مکان و زمان و حرکت و سکون و شکل و صورت و جمیع حوادث سے پاک ہے۔ (3)

لذلك في شيء مطلقاً غير مجرد قبول صحة النسبة بخلق اللّٰه تعالى فيه صحة ذلك القبول، فانتفى مذهب القدرية القائلين بتأثير قدرة العبد في الخير والشر)، ملتقطاً.

(1)...... وفي "الحديقة الندية"، ص۵۰۹: (أنّ علم اللّٰه تعالى بما يفعله العبد وإرادته لذلك، وكتبه له في اللوح المحفوظ ليس بجبر للعبد على فعله ذلك الذي فعله العبد باختياره وإرادته). وفيها: (وذلك لأنّ علم اللّٰه تعالى وتقديره لايخرجان العبد إلى حيز الاضطرار ولا يسلبان عنه الاختيار). وانظر للتفصيل رسالة الإمام أهل السنة عليه الرحمة: "**ثلج الصدر لإيمان القدر**"، ج۲۹.

(2)...... ﴿**مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ**﴾ پ۵، النسآء: ۷۹.

﴿**وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا**﴾ پ۲۹، الجن: ۱۰.

وفي "تفسير ابن كثير"، ج۸، ص ۲۵۳، تحت الآية: (وهذا من أدبهم في العبارة حيث أسندوا الشر إلى غير فاعل، والخير أضافوه إلى اللّٰه عز وجل. وقد ورد في الصحيح: ((والشرّ ليس إليك)).

وفي "التفسير الكبير" پ۱۶، الكهف، ج۷، ص۴۹۲۔۴۹۳، تحت الآية: ۷۹۔۸۲: (بقي في الآية سؤال، وهو أنّه قال: ﴿**فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا**﴾، وقال: ﴿**فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْراً مِّنْهُ زَكٰوةً**﴾، وقال: ﴿**فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا**﴾، كيف اختلفت الإضافة في هذه الإرادات الثلاث وهي كلّها في قصة واحدة وفعل واحد؟ والجواب: أنّه لما ذكر العيب أضافه إلى إرادة نفسه فقال: أردت أن أعيبها، ولما ذكر القتل عبر عن نفسه بلفظ الجمع تنبيهاً على أنّه من العظماء في علوم الحكمة، فلم يقدم على هذا القتل إلّا لحكمة عالية، ولما ذكر رعاية مصالح اليتيمين لأجل صلاح أبيهما أضافه إلى اللّٰه تعالى، لأنّ المتكفل بمصالح الأبناء لرعاية حق الآباء ليس إلّا اللّٰه سبحانه وتعالى).

"الحديقة الندية"، ص۵۰۹۔۵۱۰.

(3)...... في "شعب الإيمان"، باب في الإيمان باللّٰه عزوجل، فصل في معرفة أسماء اللّٰه وصفاته، ج۱، ص۱۱۳: (وهو المتعالي عن الحدود والجهات، والأقطار، والغايات، المستغني عن الأماكن والأزمان، لا تناله الحاجات، ولا تمسّه المنافع والمضرّات، ولا تلحقه اللّذّات، ولا الدّواعي، ولا الشهوات، ولا يجوز عليه شيء ممّا جاز على المحدثات فدلّ على حدوثها، ومعناه أنّه لايجوز عليه الحركة ولا السكون، والاجتماع، والافتراق، والمحاذاة، والمقابلة، والمماسة، والمجاوزة، ولا قيام شيء حادث به ولا بطلان صفة أزلية عنه، ولا يصح عليه العدم). =

عقیدہ (۲۶): دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے[1] اور آخرت

= وفي "شرح المواقف"، المقصد الأول، ج٨، ص٢٢: (أنّه تعالى ليس في جهة) من الجهات (ولا في مكان) من الأمكنة). وص ٣١: ((أنّه تعالى ليس في زمان) أي: ليس وجوده وجوداً زمانياً). "شرح المقاصد"، ج٢، ص٢٧٠: (طريقة أهل السنة أن العالم حادث والصانع قديم متصف بصفات قديمة ليست عينه ولا غيره، وواحد لا شبة له ولا ضد ولا ند ولانهاية له ولا صورة ولا حد ولا يحل في شيء ولا يقوم به حادث ولا يصح عليه الحركة والانتقال ولا الجهل ولا الكذب ولا النقص وأنه يرى في الآخرة).

ترجمہ: اہل سنت وجماعت کا راستہ یہ ہے کہ بے شک عالم حادث ہے اور صانع عالم قدیم ایسی صفات قدیمہ سے متصف ہے جو نہ اس کا عین ہیں نہ غیر۔ وہ واحد ہے، نہ اس کی کوئی مثل ہے نہ مقابل نہ شریک، نہ انتہا، نہ صورت، نہ حد، نہ وہ کسی میں حلول کرتا ہے، نہ اس کے ساتھ کوئی حادث قائم ہوتا ہے، نہ اس پر حرکت صحیح، نہ انتقال، نہ جہالت، نہ جھوٹ اور نہ نقص۔ اور بے شک آخرت میں اس کو دیکھا جائے گا۔

"شرح المقاصد"، المبحث الثامن من حكم المؤمن... إلخ، ج٣، ص٤٦٤-٤٦٥. و"الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ٥١٧.

وفي "المعتقد المنتقد"، ص ٦٤: (ولما ثبت انتفاء الجسمية ثبت انتفاء لوازمها، فليس سبحانه بذي لون، ولا رائحة، ولا صورة، ولا شكل... إلخ)، ملتقطاً.

[1]...... في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في رؤية الله تعالى في الدنيا، ص٢٠٠: (الرؤية وإن كانت ممكنة عقلاً وشرعاً عند أهل السنة لكنّها لم تقع في هذه الدار **لغير نبينا** صلى الله عليه وسلم، وكذا له على قول عليه بعض الصحابة رضي الله عنهم لكنّ جمهور أهل السنة على وقوعها له صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج بالعين).

وقال في مقام آخر، مطلب: على أنّه لا خلاف بين السلف و الخلف في...الخ،ص٢٠٢:(والإمام الرباني المترجم بشيخ الكل في الكل أبوالقاسم القشيري رحمه الله تعالى يجزم بأنّه لا يجوز وقوعها في الدنيا لأحد غير نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم ولا على وجه الكرامة، وادعى أنّ الأمة اجتمعت على ذلك).

وقال في مقام آخر، ص٢٨٨:(وخص نبينا صلى الله عليه وسلم بالرؤية ليلة الإسراء بعين بصره على الأصح كرامة له).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص٥٦: (أنّ رؤيتنا له سبحانه جائزة عقلا في الدنيا والآخرة. واتفقوا أهل السنة على وقوعها في الآخرة، واختلفوا في وقوعها في الدنيا. قال صاحب الكنز: قد صح وقوعها له صلى الله تعالى عليه وسلم، وهذا قول جمهور أهل السنة وهو الصحيح، وهو مذهب ابن عباس، وأنس وأحد القولين لابن مسعود، وأبي هريرة وأبي ذر، وعكرمة والحسن وأحمد بن حنبل وأبي الحسن الأشعري وغيرهم)، ملتقطاً.

وقال الإمام النووي في "شرح مسلم"، كتاب الإيمان،باب معنى قول الله عزوجل ﴿ **وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى... إلخ** ﴾: (الراجح عن أكثر العلماء أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعيني رأسه ليلة الإسراء)، ج١،ص٩٧.

انظر للتفصيل: "شرح الإمام النووي"، ص٩٧، و"الشفاء" للقاضي، ج١، ص١٩٥، و"الفتاوى الرضوية"، الرسالة: "**منبه المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية**"، ج٣٠، ص٦٣٧.

میں ہر سُنّی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع۔ [1] رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیا علیہم السلام بلکہ اولیا کے لیے بھی حاصل ہے۔ [2] ہمارے امامِ اعظم [3] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو ۱۰۰ بار زیارت ہوئی۔ [4]

عقیدہ (۲۷): اس کا دیدار بلا کیف ہے، یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے، جس چیز کو دیکھتے ہیں اُس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے، نزدیک یا دور، وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے، اوپر یا نیچے، دہنے یا بائیں، آگے یا پیچھے، اُس کا دیکھنا اِن سب باتوں سے پاک ہوگا۔ [5] پھر رہا یہ کہ کیونکر ہوگا؟ یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکر کو یہاں دخل

---

1 ...... ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ پ۲۹، القيامة: ۲۲-۲۳. عن أبي هريرة، أنّ الناس قالوا: يا رسول الله ! هل نرى ربنا يوم القيامة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:((هل تضارون في القمر ليلة البدر؟)) قالوا: لا يا رسول الله، قال: ((فهل تضارون في الشمس ليس دونها سحاب؟)) قالوا:لا يا رسول الله، قال: ((فإنكم ترونه كذلك)).

"صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ... إلخ﴾ الحديث: ۷٤۳۷، ج٤، ص٥٥١.

في "الفقه الأكبر"، ص۸۳: (والله يرى في الآخرة، ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم).

وفي"شرح النووي": (اعلم أنّ مذهب أهل السنة بأجمعهم أنّ رؤية الله تعالى ممكنة غير مستحيلة عقلا، وأجمعوا أيضا على وقوعها في الآخرة، وأنّ المؤمنين يرون الله تعالى دون الكافرين، وزعمت طوائف من أهل البدع:المعتزلة والخوارج وبعض المرجئة، أنّ الله تعالى لا يراه أحد من خلقه، وأنّ رؤيته مستحيلة عقلا، وهذا الذى قالوه خطأ صريح وجهل قبيح، وقد تظاهرت أدلة الكتاب والسنة وإجماع الصحابة فمن بعدهم من سلف الأمة على إثبات رؤية الله تعالى في الآخرة للمؤمنين، ورواها نحو من عشرين صحابيا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وآيات القرآن فيها مشهورة).

("شرح النووي"، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالى: ج١، ص٩٩).

2 ...... وفي "المعتقد المنتقد"، ص٥٨: (وأمّا رؤياه سبحانه في المنام...... جائزة عند الجمهور، لأنّها نوع مشاهدة بالقلب، ولا استحالة فيه، وواقعة كما حكيت عن كثير من السلف منهم أبو حنيفة وأحمد بن حنبل رضي الله تعالى عنهما، وذكر القاضي الإجماع على أنّ رؤيته تعالى مناماً جائزة وإن كان بوصف لا يليق به تعالى)، ملتقطاً.

3 ...... ابوحنیفہ نعمان بن ثابت۔

4 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص١٢٤:(رؤية الله سبحانه وتعالى في المنام، فالأكثرون على جوازها من غير كيفية وجهة وهيئة أيضا في هذا المرام، فقد نقل أنّ الإمام أبا حنيفة قال: رأيت رب العزة في المنام تسعاً وتسعين مرة، ثم رآه مرة أخرى تمام المائة و قصتها طويلة لا يسعها هذا المقام).

5 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص۸۳: (والله يرى في الآخرة)أي: يوم القيامة، (ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه) أي: رؤية مقرونة بتنزيه لا مكنونة بتشبيه (ولا كيفية) أي: في الصورة (ولا كمية) أي: في الهيئة المنظورة

نہیں، اِن شاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اُس وقت بتا دیں گے۔ اس کی سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے، وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے، اُس تک عقل رسا نہیں، اور وقتِ دیدار نگاہ اُس کا اِحاطہ کرے، یہ محال ہے۔ [1]

عقیدہ (۲۸): وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے، کسی کو اُس پر قابو نہیں [2] اور نہ کوئی اُس کے ارادے سے اُسے باز رکھنے والا۔ [3] اُس کو نہ اُونگھ آئے نہ نیند [4]، تمام جہان کا نگاہ رکھنے والا [5]، نہ تھکے، نہ اُکتائے [6]، تمام عالم کا پالنے والا [7]،

(ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة) أي: لا في غاية من القرب ولا في نهاية من البعد، ولا يوصف بالاتصال ولا بنعت الانفصال ولا بالحلول والاتحاد كما يقوله الوجودية المائلون إلى الاتحاد، فذات رؤيته ثابت بالكتاب والسنة إلّا أنّها متشابهة من حيث الجهة والكمية والكيفية، فنثبت ما أثبته النقل و ننفي عنه ما نزّهه العقل، كما أشار إلى هذا المعنى قوله تعالى:﴿**لا تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ**﴾ أي: لا تحيط به الأبصار في مقام الإبصار، فإنّ الإدراك أخص من الرؤية والتشابه فيما يرجع إلى الوصف الذي يمنعه العقل لا يقدح في العلم بالأصل المطابق للنقل. وقال الإمام الأعظم رحمه الله في كتابه "الوصية": ولقاء الله تعالى لأهل الجنة بلا كيف ولا تشبيه ولا جهة حق انتهى. والمعنى أنّه يحصل النظر بأن ينكشف انكشافاً تاماً بالبصر منزهاً عن المقابلة والجهة والهيئة)، ملتقطاً.

انظر للتفصيل : "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٥٨۔٢٦١.

و"شرح العقائد النسفية"، مبحث رؤية الله تعالى والدليل عليها، ص٧٤۔٧٥.

و"النبراس"، الكلام في رؤية الباري سبحانه، ص١٦١، ١٦٧.

1 ...... ﴿**لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ**﴾ پ٧، الأنعام: ١٠٣.

2 ...... ﴿**فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ**﴾ پ٣٠، البروج: ١٦. في "حاشية الصاوي"، ج٦، ص٢٣٤٢: (قوله: ﴿**فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ**﴾ أتى بصيغة ﴿**فَعَّالٌ**﴾ إشارة للكثرة، والمعنى: يفعل ما يريد، ولا يعترض عليه ولا يغلبه غالب)، ملتقطاً.

3 ...... {**إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ**﴾ پ١٢، هود: ١٠٧. في "تفسير الطبري"، ج٧، ص١١٧: وقوله : ﴿**إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ**﴾، يقول تعالى ذكره: إنّ ربك، يا محمد، لا يمنعه مانع من فعل ما أراد فعله بمن عصاه وخالف أمره، من الانتقام منه، ولكنه يفعل ما يشاء فعله، فيمضي فيهم وفيمن شاء من خلقه فعلُه وقضاؤه).

4 ...... ﴿**لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ**﴾ پ٣، البقرة: ٢٥٥.

5 ...... ﴿**وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطاً**﴾. پ ٥، النساء: ١٢٦.

6 ...... ﴿ **أَوَ لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ**﴾ پ٢٦، الأحقاف: ٣٣.

﴿**وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ**﴾ پ٢٦، ق: ٣٨.

7 ...... {**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ** } پ١، الفاتحة: ١.

ماں باپ سے زیادہ مہربان، حلم والا۔[1] اُسی کی رحمت ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا[2]، اُسی کے لیے بڑائی اور عظمت ہے۔[3] ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا[4]، گناہوں کو بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، قہر وغضب فرمانے والا[5]، اُس کی پکڑ نہایت سخت ہے، جس سے بے اُس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔[6] وہ چاہے تو چھوٹی چیز کو وسیع کردے اور وسیع کو سمیٹ دے، جس کو چاہے بلند کردے اور جس کو چاہے پست، ذلیل کو عزت دیدے اور عزت والے کو ذلیل کردے[7]، جس کو چاہے راہِ راست پر لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کردے[8]، جسے چاہے اپنا نزدیک بنالے اور جسے چاہے مردود کردے، جسے جو چاہے دے اور جو چاہے چھین لے[9]، وہ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل وانصاف ہے، ظلم سے پاک وصاف ہے[10]،

1...... ﴿الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ ﴾ پ١، الفاتحة: ٢.

﴿إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ پ٢٢، الفاطر: ٤١۔

عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه قدم على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم سبي، فإذا امرأة من السبي قد تحلب ثديها تسقي، إذا وجدت صبيا في السبي أخذته، فألصقته ببطنها وأرضعته، فقال لنا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ((أترون هذه طارحة ولدها في النار؟)) قلنا: لا، وهي تقدر على أن لا تطرحه، فقال: ((لَلّٰهُ أرحم بعباده من هذه بولدها)).

"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، الحديث: ٥٩٩٩، ج٤، ص١٠٠.

2...... فقال عليه الصلوة والسلام حاكياً عنه سبحانه: ((أنا عند المنكسرة قلوبهم لأجلي)). "التفسير الكبير"، ج١، ص٤٣٠، تحت الآية: ٣٤.

3...... ﴿وَهُوَ الۡعَلِيُّ الۡعَظِيۡمُ﴾ پ٣، البقرة: ٢٥٥.

4...... ﴿هُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ﴾ پ٣، آلِ عمرٰن: ٦.

5...... ﴿غَافِرِ الذَّنۡبِ وَقَابِلِ التَّوۡبِ شَدِيۡدِ الۡعِقَابِ﴾ پ٢٤، المؤمن: ٣.

6...... ﴿اِنَّ اَخۡذَهٗۤ اَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ﴾ پ١٢، هود: ١٠٢.

﴿اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِيۡدٌ﴾ پ٣٠، البروج: ١٢.

7...... ﴿وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ﴾ پ٣، آلِ عمرٰن: ٢٦.

8...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِي مَن يَّشَآءُ ﴾ پ٢٢، الفاطر: ٨.

﴿وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ وَمَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّضِلٍّ﴾ پ٢٤، الزمر: ٣٦-٣٧.

9...... ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ﴾. پ٣، آل عمرٰن: ٢٦.

10...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ﴾ پ٥، النسآء: ٤٠.

نہایت بلند و بالا ہے [1]، وہ سب کو محیط ہے [2] اُس کا کوئی اِحاطہ نہیں کرسکتا [3]، نفع وضرر اُسی کے ہاتھ میں ہیں [4]، مظلوم کی فریاد کو پہنچتا [5] اور ظالم سے بدلا لیتا ہے [6]، اُس کی مشیت اور اِرادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا [7]، مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰـكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ پ١١، يونس: ٤٤.

﴿وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾ پ٢٦، ق:٢٩.

في "تفسير الطبري"، ج١١،ص٤٢٥، تحت الآية: (قوله: ﴿وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾ يقول: ولا أنا بمعاقب أحدًا من خلقي بجرم غيره، ولا حامل على أحد منهم ذنب غيره فمعذّبه به).

1...... ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ پ٢٢، سبأ: ٢٣.

2...... ﴿أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ﴾ پ٢٥، حٰمٓ السجدة: ٥٤.

3...... ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ پ٧، الانعام: ١٠٣.

4...... ﴿وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ پ٧، الأنعام: ١٧.

﴿وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ﴾ پ١٠، يونس: ١٠٧.

5...... وفي "سنن الترمذي"، أحاديث شتى، باب في العفو والعافية، ج٥، ص ٣٤٣، الحديث: ٣٦٠٩: عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ثلاثة لا ترد دعوتهم الصائم حتى يفطر والإمام العادل ودعوة المظلوم يرفعها اللّٰه فوق الغمام ويفتح لها أبواب السماء ويقول الرب: وعزتي لأنصرنك ولو بعد حين)). و"سنن ابن ماجه"، كتاب الصيام، باب: في: الصائم لا تردّ دعوته، ج ٢، ص٣٤٩-٣٥٠، الحديث: ١٧٥٢.

6...... ﴿وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾ پ٧، المائدة: ٩٥.

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((قال ربكم: وعزتي وجلالي لأنتقمن من الظالم في عاجله وآجله، ولأنتقمن ممن رأى مظلوماً فقدر أن ينصره فلم يفعل)). "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٠٦٥٢، ج١٠، ص٢٧٨.

7...... وفي "شرح السنة" للبغوي، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر ج١، ص١٤٠-١٤١: (قال الشيخ رحمه اللّٰه: الإيمان بالقدر فرض لازم، وهو أن يعتقد أنّ اللّٰه تعالى خالقُ أعمال العباد، خيرها وشرّها، كتبها عليهم في اللوح المحفوظ قبل أن خلقهم، قال اللّٰه سبحانه وتعالى:﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [الصافات: ٩٦] وقال اللّٰه عزوجل:﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ [الرعد: ١٦]، وقال عزوجل: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر:٤٩] فالإيمان والكفر، والطاعة والمعصية، كلّها بقضاء اللّٰه وقدره، وإرادته ومشيئته، غير أنّه يرضى الإيمان والطاعة، ووعد عليهما الثواب، ولا يرضى الكفر والمعصية، وأوعد عليهما العقاب. وقال اللّٰه سبحانه وتعالى: ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾، ﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ إِنَّ اللّٰهَ

اور بُرے سے ناراض، اُس کی رحمت ہے کہ ایسے کام کا حکم نہیں فرماتا جو طاقت سے باہر ہے۔ [1] اللہ عزوجل پر ثواب یا عذاب یا بندے کے ساتھ لطف یا اُس کے ساتھ وہ کرنا جو اُس کے حق میں بہتر ہو اُس پر کچھ واجب نہیں۔ مالک علی الاطلاق ہے، جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے [2]، ہاں! اُس نے اپنے کرم سے وعدہ فرمالیا ہے کہ مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور بمقتضائے عدل کفّار کو جہنم میں [3]، اور اُس کے وعدہ ووعید بدلتے نہیں [4]۔..

﴿يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ﴾ [الحج: ١٨]، وقال عزوجل: ﴿وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾ [الأنعام: ١٢٥]). انظر للتفصيل : "التفسير الكبير"، ج٢، ص٥٢٩، تحت الآية: ٢٥٣: (احتج القائلون بأن كل الحوادث بقضاء اللّٰه وقدره.... إلخ).

وفي "المسامرة" بشرح "المسايرة"، ص١٣٠: (أنّ فعل العبد وإن كان كسباً له فهو) واقع (بمشيئة اللّٰه) تعالى (وإرادته).

وفي "منح الروض الأزهر"، ص٤١: (ولا يكون في الدنيا ولا في الآخرة شيء إلّا بمشيئته) أي: مقروناً بإرادته.

1...... ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ پ٣، البقرة: ٢٨٦.

2...... في "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٤٩: (ولا يجب) أي: لا يلزم (عليه) تعالى (شيء) لغيره سبحانه من ثواب أو عقاب أو فعل صلاح أو أصلح أو فساد أو أفسد بل هو الفاعل العدل المختار، ويخلق اللّٰه ما يشاء ويختار، وفي "شرح الطوالع" للإصفهاني: وأمّا أصحابنا فقالوا: الثواب على الطاعة فضل من اللّٰه تعالى والعقاب على المعصية عدل منه تعالى، وعمل الطاعة دليل على حصول الثواب وفعل المعصية علامة العقاب، ولا يكون الثواب على الطاعة واجباً على اللّٰه تعالى ولا العقاب على المعصية؛ لأنّه لا يجب على اللّٰه شيء، وكلّ ميسر لما خلق له فالمطيع موفق ميسر لما خلق له وهو الطاعة، والعاصي ميسر لما خلق له وهوالمعصية وليس للعبد في ذلك تأثير).

3...... ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ پ٣٠، البروج: ١٦. في "حاشية الصاوي"، پ٣٠، البروج:تحت الآية: ١٦(قوله: ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ أتى بصيغة ﴿فَعَّالٌ﴾ إشارة للكثرة، والمعنى: يفعل ما يريد، ولا يعترض عليه ولا يغلبه غالب، فيدخل أولياء الجنة لا يمنعه مانع، ويدخل أعداء ه النار لا ينصرهم منه ناصر، وفي هذه الآية دليل على أنّ جميع أفعال العباد مخلوقة للّٰه تعالى، ولا يجب عليه شيء، لأنّ أفعاله بحسب إرادته). ج٦، ص٢٣٤٢.

4...... ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ﴾ پ١١، يونس: ٦٤.

﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ پ٢٦، ق: ٢٩.

في "تفسير روح البيان"، پ٢٦، ق: ٢٩، ج٩، ص١٢٥، تحت الآية: (﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ أي: لا يغير قولي في الوعد والوعيد).

وفي "تفسير ابن كثير"، پ١١، يونس، تحت الآية:٦٤: (قوله: ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ﴾ أي: هذا الوعد لا يبدل ولا يخلف ولا يغير بل هو مقرر مثبت كائن لا محالة). ج٤، ص٢٤٥. =

اُس نے وعدہ فرمالیا ہے کہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جسے چاہے معاف فرمادے گا۔[1]

عقیدہ (۲۹): اُس کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہیں، خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اُس کے فعل کے لیے غرض نہیں، کہ غرض اُس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے، نہ اُس کے فعل کے لیے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے اور نہ اُس کے افعال علّت وسبب کے محتاج، اُس نے اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق عالَمِ اسباب میں مسبّبات کو اسباب سے ربط فرمادیا ہے[2]، آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، وہ چاہے تو آنکھ سُنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے، نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سُوجھے، کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔[3] کس قہر کی آگ تھی جس میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو کافروں نے ڈالا...! کوئی پاس نہ جاسکتا تھا، گوپھن میں رکھ کر پھینکا، جب آگ کے مقابل پہنچے، جبریلِ امین علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے اور عرض کی: ابراہیم کچھ حاجت ہے؟ فرمایا: ہے مگر نہ تم سے۔

= وفي "تفسير الطبري"، تحت الآية: ٦٤: (وأمّا قوله: ﴿ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ﴾، فإنّ معناه: أنّ اللّٰه تعالى لا خُلف لوعده، ولا تغيير لقوله عما قال، ولكنه يمضي لخلقه مواعيدَه وينجزها لهم)، ج٦، ص٥٨٢.

1 ...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ﴾ پ٥، النسآء: ٤٨.

2 ...... في "المسامرة"، للّٰه تعالى في كل فعل حكمة، ص٢١٥-٢١٦: (واعلم أنّ قولنا له) سبحانه وتعالى (في كل فعل حكمة ظهرت) تلك الحكمة (أو خفيت) فلم تظهر (ليس هو) أي: الحكمة (بمعنى الغرض)، وتذكير الضمير باعتبار أنّ الحكمة معنى، ويصح أن يكون الضمير لقولنا، أي: ليس قولنا إنّ له حكمة بمعنى أنّ له غرضا، هذا (إن فسر) الغرض (بفائدة ترجع إلى الفاعل، فإنّ فعله تعالى وخلقه العالم لا يعلل بالأغراض) بهذا التفسير للغرض؛ (لأنّه) أي: الفعل لغرض بهذا التفسير يقتضي استكمال الفاعل بذلك الغرض؛ لأنّ حصوله للفاعل أولى من عدمه،... (وإن فسر) الغرض (بفائدة ترجع إلى غيره) تعالى، بأن يدرك رجوعها إلى ذلك الغير، كما نقل عن الفقهاء من: أنّ أفعاله تعالى لمصالح ترجع إلى العباد تفضلا منه (فقد تنفي أيضاً إرادته من الفعل) نظراً إلى تفسير الغرض بالعلة الغائية التي تحمل الفاعلَ على الفعل؛ لأنّه يقتضي أن يكون حصوله بالنسبة إليه تعالى أولى من لاحصوله، فيلزم الاستكمال المحذور (وقد تجوز) إرادته من الفعل نظراً إلى أنّه منفعة مترتبة على الفعل، لا علة غائية حاملة على الفعل، حتى يلزم الاستكمال المحذور (والحكمة على هذا) التفسير (أعم منه) أي: من الغرض؛ لأنّها إذا نفيت إرادتها من الفعل سميت غرضا، وإذا جوزت كانت حكمة لا غرضا).

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج ١، ص ٤٩٠. (رضا اکیڈمی بمبئی).

عرض کی: پھر اُسی سے کہیے جس سے حاجت ہے، فرمایا:

"عِلْمُهُ بِحَالِي كَفَانِي عَنْ سُؤَالِيْ". [1]

اظہارِ احتیاج خود آنجا چہ حاجت ست۔ [2]

ارشاد ہوا:

﴿يٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ۙ﴾ [3]

''اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا ابراہیم پر۔''

اس ارشاد کوسُن کر روئے زمین پر جتنی آگیں تھیں سب ٹھنڈی ہوگئیں کہ شاید مجھی سے فرمایا جاتا ہو[4] اور یہ تو ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ علما فرماتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ ﴿وَسَلٰمًا﴾ کا لفظ نہ فرمادیا جاتا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا تو اتنی ٹھنڈی ہوجاتی کہ اُس کی ٹھنڈک ایذا دیتی۔ [5]

1...... ''ملفوظات''، حصہ۴، ص۴۶۲۔ یعنی: اس کا میرے حال کو جاننا یہی مجھے کفایت کرتا ہے میرے سوال کرنے سے۔

2...... اپنی حاجت کے اِظہار کی وہاں کیا حاجت ہے!

3...... پ۱۷، الأنبيآء: ٦٩.

4...... في "التفسير الكبير"، پ۱۷، الأنبياء، ج۸، ص۱۵۸، تحت الآية: ٦٩: (أمّا كيفية القصة فقال مقاتل: لما اجتمع نمروذ وقومه لإحراق إبراهيم حبسوه في بيت وبنوا بنياناً كالحظيرة ، وذلك قوله: ﴿قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِى الْجَحِيْمِ﴾، ثم جمعوا له الحطب الكثير حتى أنّ المرأة لو مرضت قالت: إن عافاني اللّٰه لأجعلن حطباً لإبراهيم، ونقلوا له الحطب على الدواب أربعين يوماً، فلما اشتعلت النار اشتدت وصار الهواء بحيث لو مر الطير في أقصى الهواء لاحترق، ثم أخذوا إبراهيم عليه السلام ورفعوه على رأس البنيان وقيدوه، ثم اتخذوا منجنيقاً ووضعوه فيه مقيداً مغلولاً، فصاحت السماء والأرض ومن فيها من الملائكة إلّا الثقلين صيحة واحدة......، فلمّا أرادوا إلقاء ه في النار......، وضعوه في المنجنيق ورموا به النار، فأتاه جبريل عليه السلام وقال: يا إبراهيم هل لك حاجة، قال: أما إليك فلا؟ قال: فاسأل ربك، قال: **حسبي من سؤالي، علمه بحالي**، فقال اللّٰه تعالى: ﴿يٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ﴾...... قال: ولم يبق يومئذ في الدنيا نار إلّا طفئت)، ملتقطاً.

5...... في "تفسير ابن كثير"، پ۱۷، الأنبيآء، ج۵، ص۳۰۹، تحت الآية:٦٩،(قال ابن عباس، وأبو العالية: لولا أنّ اللّٰه عزوجل قال: ﴿وَّسَلٰمًا﴾ لآذى إبراهيمَ بَرْدُها).

عقائد متعلّقۂ نبوت

مسلمان کے لیے جس طرح ذات وصفات کا جاننا ضروری ہے، کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اسے کافر نہ کردے، اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال، کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کُفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہوجائے۔

عقیدہ (۱): نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو[1] اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔[2]

عقیدہ (۲): انبیا سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔[3]

عقیدہ (۳): اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں، اُس نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیا بھیجے۔[4]

---

❶...... في "شرح المقاصد"، المبحث الأوّل في تعريف النبي والرسول: (النبي إنسان بعثه اللّٰه لتبليغ ما أوحي إليه) ج٣، ص٢٦٨.

وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الثاني في النبوّات، ص١٠٥: (المشهور: أنّ النبي من أوحي إليه بشرع، وإن أمر بالتبليغ أيضا فرسول).

❷...... ﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلَامًا﴾ پ١٢، هود: ٦٩.

في "تفسير الطبري"، پ١٢، هود: تحت الآية ٦٩: (قال أبو جعفر: يقول تعالى ذكره: ﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا﴾، من الملائكة وهم فيما ذكر، كانوا جبريل وملكين آخرين، وقيل: إنّ الملكين الآخرين كانا ميكائيل وإسرافيل معه)، ج٧، ص٦٧.

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا﴾ پ٢٢، فاطر: ١.

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج٧، الجزء الرابع عشر، ص٢٣٣، تحت الآية: ﴿جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا﴾ الرسل منهم جبريل وميكائيل وإسرافيل وملك الموت، صلى اللّٰه عليهم أجمعين).

❸...... ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ إِلَيْهِمْ﴾ پ١٢، يوسف: ١٠٩.

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، پ١٢، يوسف، تحت هذه الآية: (قال الحسن: لم يبعث اللّٰه نبيا من أهل البادية قط، ولا من النساء، ولا من الجن) ج٥، الجزء التاسع، ص١٩٣.

❹...... في "شرح المقاصد"، المقصد السادس، المبحث الأول في تعريف النبي والرسول، ج٣، ص٢٦٨: (النبي إنسان بعثه اللّٰه لتبليغ ما أوحي إليه،......والبعثة لتضمنها مصالح لا تحصى لطف من اللّٰه تعالى ورحمة يختص بها من يشاء من عباده من غير وجوب عليه).

وفي "المعتمد المستند"، ص٩٨: قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن: (لا يجب على اللّٰه سبحانه بعث الرسل).

عقیدہ (۴): نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے، خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔[1]

عقیدہ (۵): بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں: **''تورات''** حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، **''زبور''** حضرت داوٗد علیہ السلام پر، **''اِنجیل''** حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، **''قرآنِ عظیم''** کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُر نور احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔[2] کلامِ الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زائد ہے، ورنہ اللہ (عزوجل) ایک، اُس کا کلام ایک، اُس میں افضل ومفضول کی گنجائش نہیں۔[3]

---

1 ...... ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهٖ مَا يَشَاءُ إِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيمٌ﴾ پ۲۵، الشورى: ۵۱.

في "المعتقد المنتقد"، ص۱۰٦: (قال السنوسي في "شرح الجزائرية": مرجع النبوة عند أهل الحقّ إلى اصطفاء اللّٰه تعالى عبدًا من عباده بالوحي إليه، فالنبوة اختصاص بسماع وحي من اللّٰه بواسطة الملك أو دونه).

وفي "نسيم الرياض"، القسم الأول في تعظيم العلى الأعلى لقدر النبيﷺ، ج۳، ص۳٤٤: ("والإعلام" من اللّٰه تعالى "بخواص النبوة" أي: ما يختص بالنبوة الشاملة للرسالة كالعصمة والوحي بواسطة الملك، أو بدونها.

2 ...... في "تكميل الإيمان"، ص٦۳: ("وله كتب أنزلها على رسله"، حق سبحانه وتعالى را كتابها ست كه بر بعضى پيغمبران فرستاده ديگر آن را بمتابعت...... وازميان كتابها نيز چهار كتاب اعظم واشهر است، "منها التوراة" يكى ازان كتابهاى آسمانى توريت است كه بر موسى عليه السلام منزل شده "والزبور" ديگر زبور است كه بر داؤد عليه السلام نزول يافته "والإنجيل" كه بر عيسى عليه السلام فرو د آمده...... "والقرآن العظيم" زبده وخلاصهٔ جميع كتب سماوى قرآن مجيد وفرقان عظيم است كه بر سيد رسل وخاتم الأنبياء عليه من الصلاة افضلها والتحيات اكملها)، ملتقطاً.

یعنی: حق تبارک وتعالیٰ کی کتابیں ہیں جن کو اس نے اپنے بعض رسولوں پر نازل فرمایا اور دوسروں کو ان کی پیروی کا حکم دیا، ان میں سے چار کتابیں بڑی اور بہت مشہور ہیں، ان میں سے ایک تورات ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ دوسری زبور ہے جو حضرت داوٗد علیہ السلام پر نازل ہوئی، تیسری انجیل ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی، اور چوتھی قرآن مجید فرقان عظیم ہے جو تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے اور سب سے افضل رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔

3 ...... في "تفسير الخازن"، پ۳، البقرة، تحت الآية: ۲۵۵: (من أجاز تفضيل بعض القرآن على بعض من العلماء والمتكلمين قالوا: هذا التفضيل راجع إلى عظم أجر القارئ أو جزيل ثوابه وقول: إنّ هذه الآية أو هذه السورة أعظم أو أفضل بمعنى أنّ الثواب المتعلق بها أكثر وهذا هو المختار)، ج۱، ص۱۹۵.

عقیدہ (٦): سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اُن میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے[1]، مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمّت کے سپرد کی تھی، اُن سے اُس کا حفظ نہ ہوسکا، کلامِ الٰہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شریروں نے تو یہ کیا کہ اُن میں تحریفیں کر دیں، یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔[2]

لہٰذا جب کوئی بات اُن کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کتاب کے مطابق ہے، ہم اُس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ اُن کی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت، مخالفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب، بلکہ یوں کہیں کہ:

وفي "النبراس"، بيان الكتب المنزلة، ص ٢٩١:(أنّ القرآن كلام واحد)، أي: في درجة واحدة من الفضيلة (لا يتصور فيه تفضيل)، من حيث إنّه كلام الله سبحانه؛ لأنّ هذا الشرف يعم الآيات والسور كلها (ثم باعتبار القراء ة والكتابة يجوز أن يكون بعض الصور أفضل كما ورد في الحديث، وحقيقة التفضيل أنّ قراء ته أفضل لما أنّه أنفع) من حيث كثرة الثواب والنجات من المكروهات)، ملتقطاً.

1 ...... في "تفسير الخازن"، پ٣، البقرة: ٢٨٥، ج١، ص٢٢٥: (الإيمان بكتبه فهو أن يؤمن بأنّ الكتب المنزلة من عند الله هي وحي الله إلى رسله، وأنّها حق وصدق من عند الله بغير شك ولا ارتياب).

في "تفسير الخازن"، ج١، ص٩٤: (﴿**وَمَا أُوْتِيَ مُوْسٰى**﴾ يعني التوراة ﴿**وَعِيْسٰى**﴾ يعني الإنجيل ﴿**وَمَا أُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ**﴾ والمعنى آمنّا أيضاً بالتوراة والإنجيل والكتب التي أوتي جميع النبيين وصدّقنا أنّ ذلك كله حق وهدى ونور وأنّ الجميع من عند الله).

2 ...... ﴿**إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ**﴾ پ١٤، الحجر:٩.

في "تفسير الخازن"، تحت الآية: (﴿**وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ**﴾ الضمير في: ﴿**لَهُ**﴾ يرجع إلى الذكر يعني، وإنّا للذكر الذي أنزلناه على محمد لحافظون يعني من الزيادة فيه، والنقص منه والتغيير والتبديل والتحريف، فالقرآن العظيم محفوظ من هذه الأشياء كلها لا يقدر أحد من جميع الخلق من الجن والإنس أن يزيد فيه، أو ينقص منه حرفاً واحداً أو كلمة واحدة، وهذا مختص بالقرآن العظيم بخلاف سائر الكتب المنزلة فإنّه قد دخل على بعضها التحريف والتبديل والزيادة والنقصان ولما تولى الله عزوجل حفظ هذا الكتاب بقي مصوناً على الأبد محروساً من الزيادة والنقصان)، ج٣، ص٩٥.

" اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ."

''اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔''[1]

عقیدہ (۷): چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے، لہٰذا قرآنِ عظیم کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذِمّہ رکھی، فرماتا ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝﴾[2]

''بے شک ہم نے قرآن اُتارا اور بے شک ہم اُس کے ضرور نگہبان ہیں۔''

لہٰذا اس میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے، اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے تو جو یہ کہے کہ اس میں کے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا، یا بڑھا دیا، یا بدل دیا، قطعاً کافر ہے، کہ اس نے اُس

---

1 ...... ﴿ وَلَا تُجَادِلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِيْ أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلٰهُنَا وَإِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ پ ٢١، العنكبوت: ٤٦.

في "تفسير ابن كثير"، ج٦، ص٢٥٦، تحت هذه الآية: (أن أبا نَمْلَةَ الأنصاري أخبره، أنه بينما هو جالس عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، جاءه رجل من اليهود، فقال: يا محمد، هل تتكلم هذه الجنازة؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الله أعلم))، قال اليهودي: أنا أشهد أنها تتكلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا حدثكم أهل الكتاب فلا تصدقوهم ولا تكذبوهم، وقولوا: آمنا بالله وكتبه ورسله، فإن كان حقًّا لم تكذبوهم، وإن كان باطلاً لم تصدقوهم))).

في "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾، الحديث: ٤٤٨٥، ج٣، ص١٦٩: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كان أهل الكتاب يقرء ون التوراة بالعبرانية ويفسرونها بالعربية لأهل الإسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تصدقوا أهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا: ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾)).

و"مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، الحديث: ١٥٥، ج١، ص٥١.

في "المرقاة" للقارئ، ج١، ص٣٩١، تحت هذا الحديث: (قال رسول الله: ((لا تصدقوا)) أي: فيما لم يتبين لكم صدقه لاحتمال أن يكون كذباً وهو الظاهر أن أحوالهم ((أهل الكتاب)) أي: اليهود والنصارى؛ لأنهم حرّفوا كتابهم ((ولا تكذبوهم)) أي: فيما حدثوا من التوراة والإنجيل ولم يتبين لكم كذبه لاحتمال أن يكون صدقاً وإن كان نادراً؛ لأنّ الكذوب قد يصدق وفيه إشارة إلى التوقف فيما أشكل من الأمور والعلوم.

2 ...... پ ١٤، الحجر: ٩.

آیت کا انکار کیا جو ہم نے ابھی لکھی۔[1]

عقیدہ (۸): قرآنِ مجید، کتابُ اللہ ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے کہ خود اعلان کے ساتھ کہہ رہا ہے:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ o فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ o﴾۔[2]

''اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اُتاری کوئی شک ہو تو اُس کی مثل کوئی چھوٹی سی سُورت کہہ لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو تو اگر ایسا نہ کرسکو اور ہم کہے دیتے ہیں ہرگز ایسا نہ کرسکو گے تو اُس آگ سے ڈرو! جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

لہٰذا کافروں نے اس کے مقابلہ میں جی توڑ کوششیں کیں، مگر اس کی مثل ایک سطر نہ بنا سکے نہ بنا سکیں۔[3]

مسئلہ: اگلی کتابیں انبیا ہی کو زبانی یاد ہوتیں[4]، قرآنِ عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ یاد کرلیتا ہے۔[5]

---

1 ...... في "منح الروض الأزهر"، فصل في القراءة والصلاة، ص١٦٧:(من جحد القرآن، أي:كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة ، أو زعم أنّها ليست من كلام اللّٰه تعالى كفر، يعني: إذا كان كونه من القرآن مجمعاً عليه مثل البسملة في سورة النمل، بخلاف البسملة في أوائل السور، فإنّها ليست من القرآن عند المالكية على خلاف الشافعية، وعند المحققين من الحنفية أنّها آية مستقلة أنزلت للفصل). في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٨٩: (وكذلك كافر من أنكر القرآن أو حرفاً منه أو غيّر شيئاً منه أو زاد فيه)، ملخصاً.

"الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٥٩۔٢٦٢.

2 ...... پ١، البقرة: ٢٣۔٢٤.

3 ...... في "النبراس"، الدلائل على نبوة خاتم الأنبياء عليه السلام، ص٢٧٥:(فإنّ اللّٰه تعالى دعاهم أوّلاً لمعارضة جميعه حيث قال: ﴿فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهٖ﴾ ثم قال: ﴿فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ﴾ ثم قال: ﴿فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ﴾ ، فعجزوا عن الكل (مع تهالكهم على ذلك) أي: حرصهم على المعارضة).

4 ...... في "تفسير روح البيان"، پ٢١، العنكبوت، تحت الآية ٤٩: (قال الكاشفي: يعني: كونه محفوظاً في الصدور من خصائص القرآن؛ لأنّ من تقدم كانوا لا يقرؤون كتبهم إلّا نظراً، فإذا أطبقوها لم يعرفوا منها شيئًا سوى الأنبياء) ج٦، ص٤٨١.

5 ...... ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ﴾ پ٢٧، القمر:١٧.

عقیدہ (۹): قرآنِ عظیم کی سات قرائتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں[1]، ان میں معاذ اللہ کہیں اختلافِ معنی نہیں[2]، وہ سب حق ہیں، اس میں اُمّت کے لیے آسانی یہ ہے کہ جس کے لیے جو قراءت آسان ہو وہ پڑھے[3] اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قراءت رائج ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے، جیسے ہمارے ملک میں قراءتِ عاصم بروایتِ حفص، کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے اور وہ معاذ اللہ کلمۂ کفر ہوگا۔[4]

فـي "تفسيرالخازن"، ج٤، ص٢٠٤، تحت الآية: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ﴾ أي: سهلنا القرآن ﴿لِلذِّكْرِ﴾ أي: ليتذكر ويعتبر به، قال سعيد بن جبير: يسرناه للحفظ والقراءة وليس شيء من كتب الله تعالى يقرأ كله ظاهراً إلّا القرآن، ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ أي: متعظ بمواعظه، وفيه الحث على تعليم القرآن والاشتغال به؛ لأنّه قد يسره الله وسهله على من يشاء من عباده بحيث يسهل حفظه للصغير والكبير والعربي والعجمي وغيرهم).

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں: کچھ عجب نہیں کہ مولیٰ عزوجل بعض نعمتیں بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو عطا فرمائے اگلی امتوں میں نبی کے سوا کسی کو نہ ملتی ہوں مگر اس امت مرحومہ کے لیے انہیں عام فرمادے جیسے: کتاب اللہ کا حافظ ہونا کہ اممِ سابقہ میں خاصۂ انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء تھا اس امت کے لیے رب عزوجل نے قرآن کریم حفظ کیلئے آسان فرمادیا کہ دس دس برس کے بچے حافظ ہوتے ہیں اور ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل ظاہر کہ انکی امت کو وہ ملا جو صرف انبیاء کو ملا کرتا تھا علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثناء واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ "الفتاوی الرضوية"، ج٥، ص٦٧.

1 ...... عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنزل القرآن على سبعة أحرف، لكل آية منها ظهر وبطن، ولكل حد مطلع)). "مشكاة المصابيح"، كتاب العلم، الحديث:٢٣٨، ج١، ص١١٣.

في "المرقاة"، ج١، ص٤٩٩، تحت هذا الحديث: (قال ابن حجر: الجملة الأولى جاء ت من رواية أحد وعشرين صحابيًا، ومن ثم نص أبو عبيد على أنّها متواترة أي: معنىً).

2 ...... في "فيض القدير"، ج٢، ص٦٩٢، تحت الحديث:٢٥١٢: ((إنّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف)) أي: سبع لغات أو سبعة أوجه من المعاني المتفقة بألفاظ مختلفة أو غير ذلك).

3 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء وا ما تيسر منه)) ملتقطاً. "صحيح مسلم"، باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف... إلخ، الحديث: ٨١٨، ص٤٠٨.

4 ...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، فصل في القرآة، ج٢، ص٣٢٠: (ويجوز بالروايات السبع، لكن الأولى أن لا يقرأ بالغريبة عند العوام صيانة لدينهم). وفي "رد المحتار" تحت قوله: (بالغريبة) أي: بالروايات الغريبة والإمالات؛ لأن بعض السفهاء يقولون ما لا يعلمون فيقعون في الإثم والشقاء، ولا ينبغي للأئمة أن يحملوا العوام على ما فيه نقصان دينهم، ولا يقرأ عندهم مثل قراءة أبي جعفر وابن عامر وعلي بن حمزة والكسائي صيانة لدينهم فلعلهم يستخفون أو يضحكون وإن كان كل القراءات والروايات صحيحة فصيحة، ومشايخنا اختاروا قراءة أبي عمرو وحفص عن عاصم).

عقیدہ (۱۰): قرآنِ مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیے۔[1] یوہیں قرآنِ مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیت کو منسوخ کر دیا۔[2]

عقیدہ (۱۱): نَسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لیے ہوتے ہیں، مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے، جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہوتا ہے، جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اُٹھا دیا گیا اور حقیقۃً دیکھا جائے تو اُس کے وقت کا ختم ہو جانا بتایا گیا۔[3] منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں، یہ بہت سخت بات ہے، احکامِ الٰہیہ سب حق ہیں، وہاں باطل کی رسائی کہاں...!

---

1 ...... ﴿**أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَائِكُمْ**﴾ [پ۲، البقرة: ۱۸۷].

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج۱، ص۲٤۱، تحت الآية: (قوله تعالى: ﴿**أُحِلَّ لَكُمْ**﴾ لفظ: ﴿**أُحِلَّ**﴾ يقتضى أنه كان محرماً قبل ذلك ثم نسخ، روى أبو داود عن ابن أبي ليلى قال: وحدثنا أصحابنا قال: وكان الرجل إذا أفطر فنام قبل أن يأكل لم يأكل حتى يصبح، قال: فجاء عمر فأراد امرأته فقالت: إني قد نمت، فظن أنها تعتل فأتاها، فجاء رجل من الأنصار فأراد طعاماً فقالوا: حتى نسخن لك شيئاً فنام، فلما أصبحوا أنزلت هذه الآية، وفيها: ﴿**أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَائِكُمْ**﴾.

2 ...... ﴿**يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ**﴾. [پ۲۸، المجادلة: ۱۲].

في "روح البيان"، المجادلة، تحت الآية، الجزء الثامن والعشرون، ج۹، ص٤۰٥: (والآية نزلت حين أكثر الناس عليه السؤال حتى أسأموه وأملوه فأمرهم الله بتقديم الصدقة عند المناجاة فكف كثير من الناس، أما الفقير فلعسرته، وأما الغني فلشحه وفي هذا الأمر تعظيم الرسول ونفع الفقرآء والزجر عن الإفراط في السؤال والتمييز بين المخلص والمنافق ومحب الآخرة ومحب الدنيا واختلف في أنه للندب أو للوجوب لكنه نسخ بقوله تعالى: ﴿**ءَاَشْفَقْتُمْ**﴾ الآية... إلخ).

وفي "روح المعاني"، الجزء الثامن والعشرين، ج۱٤، ص۳۱٤-۳۱٥.

﴿**وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ**﴾ [پ۳، البقرة: ۲٤۰].

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج۲، ص۱۱۳، تحت الآية: (وأكثر العلماء على أن هذه الآية ناسخة لقوله عز وجل: ﴿**وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ**﴾ لأنّ الناس أقاموا برهة من الاسلام إذا توفى الرجل وخلف امرأته حاملا أوصى لها زوجها بنفقة سنة وبالسكنى ما لم تخرج فتتزوج، ثم نسخ ذلك بأربعة أشهر وعشر، وبالميراث).

3 ...... قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص٥٥: (والمطلق يكون في علم الله مؤبداً أو مقيداً، وهذا الأخير هو الذي يأتيه النسخ فيظن أنّ الحكم تبدل؛ لأنّ المطلق يكون ظاهره التأبيد حتى سبق إلى بعض الخواطر أنّ النسخ رفع الحكم

عقیدہ (۱۲): قرآن کی بعض باتیں مُحکَم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض مُتشابہ کہ اُن کا پورا مطلب اﷲ اور اﷲ کے حبیب (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سوا کوئی نہیں جانتا۔ مُتشابہ کی تلاش اور اُس کے معنی کی کُرَیْد وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی[1] ہو۔[2]

عقیدہ (۱۳): وحیِ نبوت، انبیا کے لیے خاص ہے[3]، جو اسے کسی غیرِ نبی کے لیے مانے کافر ہے۔[4] نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے، اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔[5] ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں

وإنّما هو بيان مدته عندنا وعند المحققين). في "تفسير الصاوي"، البقرة، تحت الآية: ١٠٦، ج١، ص٩٨: النسخ: بيان انتهاء حكم التعبد۔ **اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۱۵۶ میں فرماتے ہیں: "نسخ کے یہی معنی ہیں کہ اگلے حکم کی مدت پوری ہوگئی"۔**

انظر للتفصيل: "الإتقان في علوم القرآن" للسيوطي، النوع ٤٧ في ناسخه ومنسوخه، ج٢، ص٣٢٦.

1 ...... ٹیڑھاپن۔

2 ...... **﴿هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾** پ٣، اٰل عمرٰن: ٧.

في "نور الأنوار"، ص٩٧: (أنّ المراد به (أي: بالمتشابه) حق وإن لم نعلمه قبل يوم القيامة، وأمّا بعد القيامة فيصير مكشوفاً لكل أحد إن شاء اللّٰه تعالىٰ، وهذا في حق الأمة، وأمّا في حق النبي عليه السلام فكان معلومًا وإلاّ تبطل فائدة التخاطب ويصير التخاطب بالمهمل كالتكلم بالزنجي مع العربي وهذا عندنا).

وفي "شرح الحسامي"، ص٢١: (فالمتشابه كرجل فقد عن الناس حتى انقطع أثره وانقضى جيرانه وأقرانه، (وحكمه التوقف فيه أبدًا) في حقنا، لأنّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يعلم المتشابهات كما صرح به فخر الإسلام في "أصوله".

3 ...... في "المعتقد المنتقد"، ص١٠٥: (الوحي قسمان: **وحي نبوة**، ويختص به الأنبياء دون غيرهم).

4 ...... في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء ٢، ص٢٨٥: (من ادعى النبوة لنفسه أو جوز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب إلى مرتبتها كالفلاسفة وغلاة المتصوفة وكذلك من ادعى منهم أنّه يوحى إليه وإن لم يدع النبوة أو أنّه يصعد إلى السماء ويدخل الجنة ويأكل من ثمارها ويعانق الحور العين فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم؛ لأنّه أخبر صلى اللّٰه عليه وسلم أنّه خاتم النبيين لا نبي بعده).

5 ...... **﴿اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ﴾** پ١٢، يوسف: ٤.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية، عن ابن عباس في قوله: (**﴿اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ﴾**، قال: كانت رؤيا الأنبياء وحيًا). ج٧، ص١٤٨.

کوئی بات اِلقا ہوتی ہے، اُس کو اِلہام کہتے ہیں [1] اور وحیٔ شیطانی کہ اِلقا من جانبِ شیطان ہو، یہ کاہن، ساحر اور دیگر کفّار وفسّاق کے لیے ہوتی ہے۔ [2]

عقیدہ (۱۴): نبوّت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت وریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے [3]، بلکہ محض عطائے الٰہی ہے، کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں! دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو قبلِ حصولِ نبوّت تمام

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ﴾. پ۲۳، الصافات:۱۰۲.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية: عن قتادة، قوله: (﴿يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ﴾ قال: رؤيا الأنبياء حق إذا رأوا في المنام شيئا فعلوه). وعن عبيد بن عمير، قال: (رؤيا الأنبياء وحيٌ، ثم تلا هذه الآية: ﴿إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ﴾. ج۱۰، ص۵۰۷.

1 ...... في "المرقاة"، كتاب العلم، ج۱، ص۴۴۵: (والإلهام لغة: الإبلاغ، وهو علم حق يقذفه اللّٰه من الغيب في قلوب عباده).

2 ...... ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ پ۷، الأنعام: ۱۱۲. في "تفسير الطبري"، ج۵، ص۳۱٤، تحت الآية: (أمّا قوله: ﴿يُوحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾، فإنّه يعني أنّه يلقي الملقي منهم القولَ، الذي زيّنه وحسّنه بالباطل إلى صاحبه، ليغترّ به من سمعه، فيضلّ عن سبيل اللّٰه).

وعن السدي في قوله: ﴿يُوحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾، قال: للإنسان شيطان، وللجنّي شيطان، فيلقَى شيطان الإنس شيطان الجن، فيوحي بعضهم إلى بعض زخرف القول غرورًا).

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ﴾ پ۱۹، الشعراء: ۲۲۲.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية، عن قتادة، في قوله: ﴿كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ﴾ قال: هم الكهنة تسترق الجن السمع، ثم يأتون به إلى أوليائهم من الإنس). ج۹، ص۴۸۷.

في "تفسير ابن كثير"، تحت الآية: ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ﴾ أي: أخبركم ﴿عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ﴾ أي: كذوب في قوله وهو الأفاك (الأثيم) وهو الفاجر في أفعاله. فهذا هو الذي تنزل عليه الشياطين من الكهان وما جرى مجراهم من الكذبة الفسقة، فإنّ الشياطين أيضاً كذبة فسقة). ج٦، ص۱۵۵.

3 ...... في "المعتقد المنتقد"، ص۱۰۷: (النبوة ليست كسبية).

وفي "اليواقيت والجواهر"، ص۲۲٤: (ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل إليها بالنسك والرياضات كما ظنّه جماعة من الحمقى، فإنّ اللّٰه تعالى حكى عن الرسل بقوله: ﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾، پ۱۳، ابراهيم:۱۱، فالنبوة إذن محض فضل اللّٰه تعالى)، ملتقطاً.

اخلاق رذیلہ سے پاک، اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہوکر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب وجسم وقول وفعل وحرکات وسکنات میں ہر ایسی بات سے منزّہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جو اوروں کی عقل سے بدر جہا زائد ہے[1]، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصّہ تک نہیں پہنچ سکتی۔[2]

﴿اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ﴾[3]

﴿ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ۝﴾[4]

اور جو اِسے کسبی مانے کہ آدمی اپنے کسب وریاضت سے منصبِ نبوّت تک پہنچ سکتا ہے، کافر ہے۔[5]

عقیدہ (۱۵): جو شخص نبی سے نبوّت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔[6]

---

1 ...... في "المسايرة" و"المسامرة"، شروط النبوة، ص٢٢٦: (شرط النبوة: الذكورة وكونه أكمل أهل زمانه عقلا وخلقا و) أكملهم (فطنة وقوة رأي والسلامة من دناءة الآباء) ومن (غمز الأمهات و) السلامة من (القسوة والعيوب المنفرة) منهم (كالبرص والجذام و) من (قلة المروءة كالأكل على الطريق، و) من (دناءة الصناعة كالحجامة... إلخ) ملتقطاً.

في "شرح المقاصد"، المبحث السادس، ج٣، ص٣١٧: (النبوة مشروطة بالذكورة، وكمال العقل، وقوة الرأي، والسلامة عن المنفرات كزنا الآباء، وعهر الأمهات والفظاظة، ومثل البرص، والجذام، والحِرَف الدنيئة، وكل ما يخل بالمروءة وحكمة البعثة ونحو ذلك). انظر للتفصيل: "المعتقد المنتقد"، باب: وها أنا أذكر ما يجب لهم عليهم السلام، ص ١١٠ـ١١٧.

2 ...... عن وهب بن منبه، قال:قرأت واحدا وسبعين كتابا فوجدت في جميعها أنّ اللّٰه عز وجل لم يعط جميع الناس من بدء الدنيا إلى انقضائها من العقل في جنب عقل محمد صلى اللّٰه عليه وسلم إلّا كحبة رمل من بين رمال جميع الدنيا، وأنّ محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم أرجح الناس عقلاً وأفضلهم رأياً). رواه أبو نعيم في"الحلية"، ج٤، ص٢٩ـ٣٠، الحديث: ٤٦٥٢.

3 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے. پ٨، الأنعام: ١٢٤.

4 ...... ترجمۂ کنز الایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے. پ٢٧، الحديد: ٢١.

5 ...... في "المعتقد المنتقد"، مسئلة: النبوة ليست كسبية... إلخ، ص١٠٧: (النبوة ليست كسبية، قال التورفشتي في "المعتمد": اعتقاد حصول النبوة بالكسب كفر)، ملتقطاً.

في "اليواقيت والجواهر"،ص٢٢٤:(وقد أفتى المالكية وغيرهم بكفر من قال:إنّ النبوة مكتسبة، واللّٰه تعالى أعلم).

6 ...... في "المعتقد المنتقد"، مسئلة: من جوّز زوال النبوة من نبي... إلخ، ص١٠٩: (من جوز زوال النبوة من نبي فإنّه يصير كافراً، كذا في "التمهيد").

عقیدہ (۱۶): نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے[1] اور یہ عصمت نبی اور مَلَک کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔[2] اماموں کو انبیا کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بد دینی ہے۔ عصمتِ انبیا کے یہ معنی ہیں کہ اُن کے لیے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہولیا، جس کے سبب اُن سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے[3]۔

1...... وفي "منح الروض الأزهر"، ص٥٦: (الأنبياء عليهم الصلوة والسلام كلّهم منزهون) أي: معصومون، ملتقطاً.

وفي "شرح النووي"، ج١، ص١٠٨: (ذهب جماعة من أهل التحقيق والنظر من الفقهاء والمتكلمين من أئمتنا إلى عصمتهم من الصغائر كعصمتهم من الكبائر)

2...... في"المعتقد المنتقد"، ص١١٠: (فمنه العصمة: وهي من خصائص النبوة على مذهب أهل الحق).

في"الحبائك في أخبار الملائك"، ص٨٢: (أجمع المسلمون على أنّ الملائكة مؤمنون فضلاء، واتفق أئمة المسلمين أنّ حكم المرسلين منهم حكم النبيين سواءً في العصمة ممّا ذكرنا عصمتهم منه، وأنّهم في حقوق الأنبياء والتبليغ إليهم كالأنبياء مع الأمم واختلفوا في غير المرسلين منهم فذهبت طائفة إلى عصمة جميعهم عن المعاصي واحتجوا بقوله تعالى: ﴿**لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ**﴾، وبقوله: ﴿**وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ**﴾، وبقوله: ﴿**وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ**﴾ ...... ونحوه من السمعيّات، وذهبت طائفة إلى أنّ هذا خصوص للمرسلين منهم والمقربين......، والصواب عصمة جميعهم وتنزيه نصابهم الرفيع عن جميع ما يحطّ من رتبتهم ومنزلتهم عن جليل مقدارهم)، ملتقطاً. و"الشفا"، فصل في القول في عصمة الملائكة، ج٢، ص١٧٤-١٧٥.

وفي"منح الروض الأزهر"، ص١٢: (وملائكته) بأنّهم عباد مكرمون لايسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون، وأنّهم معصومون ولا يعصون اللّٰه).

وفي"النبراس"، ص٢٨٧: (والملائكة عباد اللّٰه تعالىٰ العاملون بأمره) يريد أنّهم معصومون وقد اختلف في عصمتهم فالمختار أنّهم معصومون عن كل معصية.

وفي "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٩٠: ("أنّ الملائكة" الذين هم عباد مكرمون لا يسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون) لا يعملون قط ما لم يأمرهم به قاله البيضاوي (لا يوصفون) أي: الملائكة عليهم السلام (بمعصية صغيرة ولا كبيرة؛ لأنّهم كالأنبياء معصومون).

وفي "الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص١٨٧: (بشر میں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے سوا کوئی معصوم نہیں)۔

3...... "نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض"، الباب الأول فيما يجب للأنبياء عليهم الصلاة والسلام، ويمتنع أو يصح من الأحوال... إلخ، فصل في عصمة الأنبياء قبل النبوة من الجهل... إلخ، ج ٥، ص ١٤٤-١٩٣-٣٣٧.

بخلاف ائمہ[1] واکابر اولیا، کہ اللہ عزوجل اُنھیں محفوظ رکھتا ہے، اُن سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔[2]

عقیدہ (۱۷): انبیا علیہم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خَلق کے لیے باعثِ نفرت ہو، جیسے کذب وخیانت وجہل وغیرہا صفاتِ ذمیمہ[3] سے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مُروّت کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمّدِ صغائر سے بھی قبلِ نبوّت اور بعدِ نبوّت معصوم ہیں۔[4]

---

1 ...... في "شرح المقاصد"، المقصد السادس، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج٣، ص٤٨٤: (واحتج أصحابنا على عدم وجوب العصمة بالإجماع على إمامة أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم مع الإجماع على أنّهم لم تجب عصمتهم، وإن كانوا معصومين بمعنى أنّهم منذ آمنوا كان لهم ملكة اجتناب المعاصي مع التمكن منها، وحاصل هذا دعوى الإجماع على عدم اشتراط العصمة في الإمام).

2 ...... في "بريقة محمودية" شرح "طريقة محمدية" ج٢، ص١: (اعلم أنّه لا تجب عصمة الولي كما تجب عصمة النبي لكن عصمته بمعنى أن يكون محفوظاً لا تصدر عنه زلة أصلا، ولا امتناع من صدورها، وقيل للجنيد: هل يزني العارف؟ فأطرق ملياً ثم رفع رأسه وقال: ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَقْدُوْرًا﴾ [پ٢٢، الأحزاب: ٣٨].

وفي "الرسالة القشيرية"، باب الولاية، ص٢٩٢: (ومن شرط الولي أن يكون محفوظاً، كما أن من شرط النبي أن يكون معصوماً). وفيها، باب كرامات الأولياء، ص٣٨١: (فإن قيل: هل يكون الولى معصوماً؟ قيل: أما وجوباً، كما يقال في الأنبياء فلا، وأما أن يكون محفوظاً حتى لا يصر على الذنوب إن حصلت هنات أو آفات أو زلات، فلا يمتنع ذلك في وصفهم، ولقد قيل للجنيد: العارف يزني يا أبا القاسم؟ فاطرق ملياً، ثم رفع رأسه وقال: وكان أمر اللّٰه قدراً مقدرواً).

في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في أنّ الإلهام ليس بحجة...الخ، ص٤٢٢: (والأولياء وإن لم يكن لهم العصمة لجواز وقوع الذنب منهم ولا ينافيه الولاية، ومن ثم قيل للجنيد: أيزني الولي؟ فقال: وكان أمر اللّٰه قدراً مقدرواً، لكن لهم الحفظ فلا تقع منهم كبيرة ولا صغيرة غالباً).

3 ...... بُری صفتوں۔

4 ...... في "روح البيان"، پ٢٣، ج٨، ص٤٥، تحت الآية: ٤٤: (واعلم: أنّ العلماء قالوا: إنّ الأنبياء عليهم الصلاة والسلام معصومون من الأمراض المنفرة).

في "الحديقة الندية" على "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٨٨:(وهم) أي: الأنبياء والرسل عليهم السلام كلهم (مبرؤون عن الكفر) باللّٰه تعالى (و)عن (الكذب مطلقاً)، أي: قبل النبوة وبعدها العمد من ذلك والسهو والكذب على اللّٰه تعالى وعلى غيره في الأمور الشرعية والعادية، (و) مبرؤون (عن الكبائر) من الذنوب (و)عن (الصغائر) منها أيضاً (المنفرة) نعت للصغائر أي: التي تنفر غيرهم من أتباعهم (كسرقة لقمة) من المأكولات (وتطفيف) أي: تنقيص (حبة) من الحبوب التي

عقیدہ (۱۸): اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے اُنھوں نے وہ سب پہنچادیے، جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، کافر ہے۔[1]

يبيعونها فإنّ ذلك مما يدل على الخسة والدناءة (و)مبرؤون أيضا من (تعمد الصغائر غيرها) أي غير المنفرة (بعد البعثة) أي: إرسالهم إلى دعوة الخلق).

في "منح الروض الأزهر" للقارئ، الأنبياء منزهون عن الصغائر والكبائر، ص٥٦-٥٧: (والأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم) أي جميعهم الشامل لرسلهم ومشاهيرهم وغيرهم (منزّهون) أي: معصومون (عن الصغائر والكبائر) أي: من جميع المعاصي (والكفر) خص؛ لأنّه أكبر الكبائر (والقبائح) وفي نسخة: والفواحش، وهي أخص من الكبائر في مقام التغاير كما يدل عليه قوله سبحانه وتعالى: ﴿**الَّذِينَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ**﴾ والمراد بها نحو: القتل والزنا واللواطة والسرقة وقذف المحصنة والسحر والفرار من الزحف والنميمة وأكل الربا ومال اليتيم وظلم العباد وقصد الفساد في البلاد --- إلخ، ثم هذه العصمة ثابتة للأنبياء قبل النبوة وبعدها على الأصح، وهم مؤيدون بالمعجزات الباهرات والآيات الظاهرات. ملتقطاً.

وقال الإمام الأعظم في "الفقه الأكبر"، ص٦١: (ولم يشرك بالله طرفة عين قط، ولم يرتكب صغيرة ولا كبيرة قط). قال الملا علي القارئ في شرحه: (ولم يشرك بالله طرفة عين قط) أي: لا قبل النبوة ولا بعدها، فإنّ الأنبياء عليهم الصلوة والسلام معصومون عن الكفر مطلقاً بالإجماع).

[1]...... ﴿**يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ**﴾ پ٦، المائدة: ٦٧.

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج٣، الجزء الثاني، ص١٤٥، تحت هذه الآية: (دلت الآية على رد قول من قال: إن النبى صلى الله عليه وسلم كتم شيئا من أمر الدين تقية، وعلى بطلانه، وهم الرافضة، ودلت على أنه صلى الله عليه وسلم لم يسر إلى أحد شيئا من أمر الدين، لأن المعنى بلغ جميع ما أنزل إليك ظاهرا ، قال ابن عباس: والمعنى بلغ جميع ما أنزل إليك من ربك، فإن كتمت شيئاً منه فما بلغت رسالته، وهذا تأديب للنبى صلى الله عليه وسلم، وتأديب لحملة العلم من أمته ألا يكتموا شيئا من أمر شريعته، وقد علم الله تعالى من أمر نبيه أنه لا يكتم شيئا من وحيه، وفى "صحيح مسلم" عن مسروق عن عائشة أنها قالت: من حدثك أن محمدا صلى الله عليه وسلم كتم شيئا من الوحى فقد كذب، والله تعالى يقول: ﴿**يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ**﴾ وقبح الله الروافض حيث قالوا: إنه صلى الله عليه وسلم كتم شيئا مما أوحى الله إليه كان بالناس حاجة إليه)، ملتقطاً.

وفي "المعتقد المنتقد"، ص١١٣-١١٤: (ومنه التبليغ لجميع ما جاءوا به من عند الله ، وأمروا بتبليغه للعباد، اعتقادياً كان أو عملياً، فيجب أن يعتقد أنّهم صلوات الله تعالىٰ عليهم بلغوا عن الله ما أمروا بتبليغه ولم يكتموا منه شيئاً، ولو في قوة الخوف).

عقیدہ(۱۹): احکامِ تبلیغیہ میں انبیا سے سہو ونسیان محال ہے۔[1]

عقیدہ(۲۰): اُن کے جسم کا برص وجذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفّر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔[2]

عقیدہ(۲۱): اللہ عزوجل نے انبیا علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی[3]، ....

وقال الإمام أحمد رضا خان في " المعتمد المستند" ص١١٤، تحت اللفظ: ولو في قوة: (وتجويز التقية عليهم في التبليغ كما تزعمه الطائفة الشقية هدم لأساس الدين، وكفر و ضلال مبين).

في "اليواقيت والجواهر"، ص٢٥٢: (أجمعت الأمة على أنّه بلغ الرسالة بتمامها وكمالها وكذلك تشهد لجميع الأنبياء أنّهم بلغوا رسالات ربهم، وقد خطب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في حجة الوداع فحذر وأنذر وأوعد وما خص بذلك أحدا دون أحد، ثم قال: **((ألا هل بلغت))** فقالوا: بلغت يا رسول اللّٰه، فقال: **((اللّٰهم اشهد))**.

1...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، شروط النبوّة، الكلام على العصمة، ص٢٣٤ـ٢٣٥: (وأمّا فيما طريقه الإبلاغ) أي: إبلاغ الشرع وتقريره من الأقوال وما يجري مجراها من الأفعال كتعليم الأمة بالفعل (فهم معصومون فيه من السهو والغلط).

في "شرح النووي"، ج١، ص١٠٨: (اتفقوا على أنّ كل ما كان طريقه الإبلاغ في القول فهم معصومون فيه على كل حال، وأمّا ما كان طريقه الإبلاغ في الفعل فذهب بعضهم إلى العصمة فيه رأسا وأنّ السهو والنسيان لا يجوز عليهم فيه).

2...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص٢٢٦: (من شروط النبوة السلامة من (العيوب المنفرة) منهم (كالبرص والجذام)، ملتقطاً. وفي "المعتقد المنتقد"، ص١١٥: (ومنه النزاهة في الذات: أي: السلامة من البرص والجذام والعمى وغير ذلك من المنفرات).

3......﴿**وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا**﴾ پ١، البقرة: ٣١.

في "تفسير روح البيان"، ج١، ص١٠٠، تحت هذه الآية: (علمه أسماء الأشياء كلها أي: ألهمه فوقع في قلبه فجرى على لسانه بما في قلبه بتسمية الأشياء من عنده فعلمه جميع أسماء المسميات بكل اللغات بأن أراه الأجناس التي خلقها وعلمه أنّ هذه اسمه فرس وهذا اسمه بعير وهذا اسمه كذا وعلمه أحوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية وعلمه أسماء الملائكة وأسماء ذريته كلهم وأسماء الحيوانات والجمادات وصنعة كل شيء، وأسماء المدن والقرى وأسماء الطير والشجر وما يكون وكل نسمة يخلقها إلى يوم القيامة وأسماء المطعومات والمشروبات وكل نعيم في الجنة وأسماء كل شيء حتى القصعة والقصيعة وحتى الجنة والمحلب......وفي الخبرعلمه سبعمائة ألف لغة).

﴿**وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ**﴾ پ٣، البقرة:٢٥٥.

في "تفسير الخازن"، ج١، ص١٩٦، تحت الآية: (﴿**اِلَّا بِمَا شَآءَ**﴾ يعني: أن يطلعهم عليه وهم الأنبياء والرسل ليكون ما يطلعهم عليه من علم غيبه دليلاً على نبوتهم كما قال تعالى:﴿ **فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ**﴾.

﴿**وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ**﴾ پ٣، آل عمران:٤٩.

في "تفسير الطبري"، ج٣، ص٢٧٨، تحت الآية: قال عطاء بن أبي رباح: يعني قوله:﴿**وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوتِكُمْ**﴾،قال: الطعام والشيء يدخرونه في بيوتهم، غيبًا علّمه اللّٰه إياه).

﴿**وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوْتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ**﴾ پ٧، الأنعام:٧٥.

في "تفسيرالخازن"، ج٢، ص٢٨، تحت الآية: قال مجاهد وسعيد بن جبير: (يعني آيات السموات والأرض وذلك أنّه أقيم على صخرة وكشف له عن السموات حتى رأى العرش والكرسي وما في السموات من العجائب، وحتى رأى مكانه في الجنة فذلك قوله:(وآتيناه أجره في الدنيا)،يعني أريناه مكانه في الجنة وكشف له عن الأرض حتى نظر إلى أسفل الأرضين ورأى ما فيها من العجائب)

﴿**قَالَ لَا يَأْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيْلِهِ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ**﴾ پ١٢، يوسف:٣٧.

في "تفسير الكبير"، ج٦، ص٤٥٥، تحت الآية: (﴿**لَا يَأْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيْلِهِ**﴾ محمول على اليقظة، والمعنى: أنّه لا يأتيكما طعام ترزقانه إلّا أخبرتكما أي طعام هو، وأي لون هو، وكم هو، وكيف يكون عاقبته؟ أي: إذا أكله الإنسان فهو يفيد الصحة أوالسقم).

﴿**وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا**﴾ پ١٥، الكهف: ٦٥. وفي "تفسير القرطبي"،ج٥، الجزء التاسع، ص٣١٦، تحت الآية: ﴿**وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا**﴾أي: علم الغيب).

في "تفسير الطبري"، پ١٥، الكهف، ج٨، ص٢٥٣:(قال له موسى: جئتك لتعلمني مما علمت رشدًا، ﴿**قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا**﴾، وكان رجلا يعلم علم الغيب قد عُلِّم ذلك).

﴿**وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَآءُ**﴾، پ٤، آل عمرٰن: ١٧٩.

في "تفسير الخازن"، ج١، ص٣٢٩، تحت الأية: (يعني: ولكن اللّٰه يصطفي ويختار من رسله من يشاء فيطلعه على ما يشاء من غيبه).

﴿**وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا**﴾ پ٥، النساء: ١١٣.

في "تفسير الخازن"، ج١، ص٤٢٩، تحت الآية: يعني: من أحكام الشرع وأمور الدين، وقيل: علّمك من علم الغيب ما لم تكن تعلم، وقيل: معناه وعلمك من خفيات الأمور واطلعك على ضمائر القلوب وعلمك من أحوال المنافقين وكيدهم ما لم تكن تعلم).

﴿**عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ**﴾ پ٢٩، الجن: ٢٦-٢٧.

فـي "تفسير الطبري"، ج ١٢، ص٢٧٥، تحت هذه الآية: عن قتادة، قوله: ﴿عَـالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾، فـإنّـه يصطفيهم، ويطلعهم على ما يشاء من الغيب). وعن قتادة قال: ﴿إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ فإنّه يظهره من الغيب على ما شاء إذا ارتضاه).

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ پ ٣٠، التكوير: ٢٤.

فـي "تفسير البغوي"، ج٤، ص٤٢٢، تحت الآية:(﴿وَمَا هُوَ﴾ يـعني: محمداً ﷺ ﴿عَـلَى الْغَيْبِ﴾، أي: الوحي، وخبر السماء وما أطلع عليه مما كان غائبا عنه من الأنباء والقصص، ﴿بِضَنِيْنٍ﴾ أي: يبخل يقول: إنّه يأتيه علم الغيب فلا يبخل به عليكم بل يعلمكم ويخبركم به، ولا يكتمه كما يكتم الكاهن)

عـن طـارق بـن شهـاب قال: سمعت عمر رضي الله عنه يقول: ((قام فينا النبي صلى الله عليه وسلم مـقاماً فأخبرنا عن بدء الـخـلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم، حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه)). "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، الحديث: ٣١٩٢، ج٢، ص٣٧٥.

في "عمدة القاري"، ج ١٠، ص٥٤٤، تحت الحديث: (وفيه دلالة على أنّه أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال الـمخلوقات من ابتدائها إلى انتهائها، وفي إيراد ذلك كله في مجلس واحد أمر عظيم من خوارق العادة، وكيف وقد أعطي جوامع الكلم مع ذلك).

عـن حـذيـفة قال: ((قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما ما ترك شيئاً يكون في مقامه ذلك إلى قيام الساعة إلّا حـدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، الحديث: ٢٣ـ(٢٨٩١)، ص١٥٤٥.

حـدثـنـي أبـو زيـد يعني: عمرو بن أخطب قال: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس فـأخبـرنا بما كان وبما هو كائن فأعلمنا أحفظنا. "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، الحديث: ٢٨٩٢، ص١٥٤٦.

ع اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود [''حدائق بخشش''،ص۱۹۱]۔

مزید دلائل کیلئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتب مثلاً: ''الدولة المكية بالمادة الغيبية''، ''خالص الاعتقاد''، ''إنباء الحي''، ''إزاحة العيب بسيف الغيب''، ''إنباء المصطفى بحال سرّ وأخفى''، ''مالئ الجيب بعلوم الغيب''، وغیرہا کا مطالعہ کریں۔

زمین وآسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیشِ نظر ہے[1]، مگر یہ علمِ غیب کہ ان کو ہے اللہ (عزوجل) کے دیے سے ہے، لہٰذا ان کا علم عطائی

1...... عن ثوبان قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ اللّٰه زوى لي الأرض فرأيت مشارقها ومغاربها)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، الحديث: ٢٨٨٩، ص١٥٤٤.

في "المرقاة"، ج١٠، ص١٥، تحت الحديث: (إنّ اللّٰه زوى لي الأرض، أي: جمعها لأجلي، يريد به تقريب البعيد منها حتى اطلع عليه اطلاعه على القريب منها، وحاصله أنّه طوى له الأرض وجعلها مجموعة كهيئة كف في مرآة نظره، ولذا قال: فرأيت مشارقها ومغاربها، أي: جميعها) ملتقطاً.

وفي رواية: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:((رأيت ربي في أحسن صورة، قال:فيم يختصم الملأ الأعلى؟ فقلت: أنت أعلم يا رب، قال: فوضع كفه بين كتفيّ فوجدت بردها بين ثديّ فعلمت ما في السموات والأرض)). "سنن الدارمي"، كتاب الرؤيا، باب في رؤية الرب تعالى في النوم، ج٢، ص١٧٠.

في "المرقاة"، ج٢، ص٤٢٩، تحت الحديث: (فعلمت أي: بسبب وصول ذلك الفيض ما في السموات والأرض، يعني: ما أعلمه اللّٰه تعالى مما فيهما من الملائكة والأشجار وغيرهما، وهو عبارة عن سعة علمه الذي فتح اللّٰه به عليه، وقال ابن حجر: أي: جميع الكائنات التي في السموات بل وما فوقها، كما يستفاد من قصة المعراج، والأرض هي بمعنى الجنس، أي: وجميع ما في الأرضين السبع بل وما تحتها).

وفي "أشعة اللمعات"، ج١، ص٣٥٧، تحت قوله: ((فعلمت ما في السموات والأرض)) پس دانستم ہر چہ در آسمان ہا و ہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی و کلی واحاطۂ آن).

ترجمہ: پس جو کچھ آسمان و زمین میں تھا سب کچھ میں نے جان لیا یہ بات تمام علوم کلی و جزئی کو گھیرے ہوئے ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویۃ" میں فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے روزِ اَزل سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے ایک ایک ذرّہ کا تفصیلی علم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، ہزار تاریکیوں میں جو ذرّہ یا ریگ کا دانہ پڑا ہے حضور کا علم اس کو محیط ہے، اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا بھر اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو، آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرّہ ان کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ مذکور ہے ان کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی نہر ہے، اپنی تمام امت کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو، اور فقط پہچانتے ہی نہیں بلکہ ان کے ایک ایک عمل ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں، دلوں میں جو خطرہ گزرتا ہے اس سے آگاہ ہیں، اور پھر ان کے علم کے وہ تمام سمندر اور جمیع علوم اوّلین وآخرین مل کر علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ذرا سے قطرہ کو کرور سمندروں سے''۔

"الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٧٤.

ہوا اور علمِ عطائی اللہ عزوجل کے لیے محال ہے، کہ اُس کی کوئی صفت، کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا، بلکہ ذاتی ہے۔[1] جو لوگ انبیا بلکہ سیّدالانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم سے مطلق علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں، وہ قرآنِ عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ﴾[2]

یعنی: ''قرآنِ عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کُفر کرتے ہیں۔''

---

1 ...... ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ پ٧ الأنعام: ٥٩.

قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمٰن في "الدولة المكية بالمادة الغيبية"، ص٣٩: (إنّ العلم إمّا ذاتي إن كان مصدره ذات العالم لا مدخل فيه لغيره عطاء ولا تسبيبا، وإمّا عطائي إذا كان بعطاء غيره. فالأوّل مختص بالمولى سبحانه وتعالىٰ لا يمكن لغيره ومن أثبت شيئاً منه ولو أدنى من أدنى من أدنى من ذرة لأحد من العالمين فقد كفر وأشرك، وبار وهلك. والثاني مختص بعباده عز جلاله لا إمكان له فيه، ومن أثبت شيئاً منه للّٰه تعالى فقد كفر، وأتى بما هو أخنع وأشنع من الشرك الأكبر؛ لأنّ المشرك من يسوي باللّٰه غيره، وهذا جعل غيره أعلى منه حيث أفاض عليه علمه وخيره.

2 ...... پ١، البقرة: ٨٥.

کہ آیتِ نفی دیکھتے ہیں اور اُن آیتوں سے جن میں انبیا علیہم السلام کو علومِ غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے، انکار کرتے ہیں، حالانکہ نفی و اِثبات دونوں حق ہیں، کہ نفی علمِ ذاتی کی ہے کہ یہ خاصۂ اُلوہیت ہے، اِثبات عطائی کا ہے، کہ یہ انبیا ہی کی شایانِ شان ہے اور مُنافیٔ اُلوہیت ہے اور یہ کہنا کہ ہر ذرّہ کا علم نبی کے لیے مانا جائے تو خالق و مخلوق کی مساوات لازم آئے گی، باطل محض ہے، کہ مساوات تو جب لازم آئے کہ اللہ عزوجل کیلئے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے اور یہ نہ کہے گا مگر کافر، ذرّاتِ عالَم متناہی ہیں اور اُس کا علم غیرِ متناہی، ورنہ جہل لازم آئے گا اور یہ محال، کہ خدا جہل سے پاک، نیز ذاتی و عطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحۃً ایمان و اسلام کے خلاف ہے، کہ اس فرق کے ہوتے ہوئے مساوات ہو جایا کرے تو لازم کہ ممکن و واجب وجود میں معاذ اللہ مساوی ہو جائیں، کہ ممکن بھی موجود ہے اور واجب بھی موجود اور وجود میں مساوی کہنا صریح کُفر، کھلا شرک ہے۔[1] انبیا علیہم السلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں کہ جنّت و نار و حشر و نشر و عذاب و ثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں...؟ اُن کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل و حواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔[2] اولیا کو بھی علمِ غیب عطائی ہوتا ہے، مگر بواسطہ انبیا کے۔[3]

1...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٤٠٨-٤٠٩، ٤٤٥، ٤٥٠.

2...... وفي "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج١، الجزء الأوّل، ص١٤٨: (الغيب كلّ ما أخبر به الرسول عليه السلام مما لا تهتدي إليه العقول من أشراط الساعة وعذاب القبر والحشر والنشر والصراط والميزان والجنة والنار).

3...... ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ پ٢٩، الجن: ٢٦-٢٧.

في "تفسير روح البيان"، ج١٠، ص٢٠١-٢٠٢، تحت الآية: (قال ابن شيخ: إنّه تعالى لا يطلع على الغيب الذي يختص به علمه إلّا المرتضى الذي يكون رسولاً، وما لا يختص به يطلع عليه غير الرسول، إمّا بتوسط الأنبياء، أو بنصب الدلائل وترتيب المقدمات أو بأن يلهم الله بعض الأولياء وقوع بعض المغيبات في المستقبل بواسطة الملك، فليس مراد الله بهذه الآية أن لا يطلع احداً على شيء من المغيبات إلّا الرسل لظهور أنّه تعالى قد يطلع على شيء من الغيب غير الرسل).

وفي "إرشاد الساري"، كتاب التفسير، تحت الحديث: ٤٦٩٧: (ولا يعلم متى تقوم الساعة أحد إلّا الله إلّا من ارتضى من رسول فإنّه يطلعه على ما يشاء من غيبه، والولي التابع له يأخذ عنه) ج١٠، ص٣٦٩.

عقیدہ (۲۲): انبیائے کرام، تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے افضل ہیں۔[1] ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔[2]

عقیدہ (۲۳): نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے۔[3] کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔[4]

---

1 ...... ﴿وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ پ۷، الأنعام: ۸۶.

في "تفسيرالخازن"، ج۲، ص۳۳، تحت الآية: ﴿وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ يعني: على عالمي زمانهم ويستدلّ بهذه الآية من يقول: إنّ الأنبياء أفضل من الملائكة؛ لأنّ العالم اسم لكلّ موجود سوى اللّٰه تعالى فيدخل فيه الملك فيقتضي أنّ الأنبياء أفضل من الملائكة.

وفي "التفسير الكبير"، پ۱، البقرة، ج۱، ص۴۳۰، تحت الآية: ۳۴: (اعلم أنّ جماعة من أصحابنا يحتجون بأمر اللّٰه تعالى للملائكة بسجود آدم عليه السلام على أنّ آدم أفضل من الملائكة فرأينا أن نذكر ههنا هذه المسألة فنقول: قال أكثر أهل السنّة: الأنبياء أفضل من الملائكة).

وفي "شرح المقاصد"، المبحث السابع، الملائكة، ج۳، ص۳۲۰۔۳۲۱: (فذهب جمهور أصحابنا والشيعة إلى أنّ الأنبياء أفضل من الملائكة).

2 ...... في "منح الروض الأزهر" ص۱۲۱: (أنّ الولي لا يبلغ درجة النبي، فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة وإلحاد وجهالة)، ملتقطاً.

وفي "إرشاد الساري"، كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم... إلخ، ج۱، ص۳۷۸: (فالنبي أفضل من الولي، وهو أمر مقطوع به، والقائل بخلافه كافر، لأنّه معلوم من الشرع بالضرورة).

وفي "الشفاء"، ج۲، ص۲۹۰: (وكذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم: إنّ الأئمة أفضل من الأنبياء).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص۱۲۵: (إنّ نبياً واحداً أفضل عند اللّٰه من جميع الأولياء، ومن فضل ولياً على نبي يخشى الكفر بل هو كافر).

3 ...... ﴿إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا﴾ پ۲۶، الفتح: ۹. وفي "جواهر البحار"، ج۳، ص۲۶۰: (إنّ اللّٰه فرض علينا تعزير رسوله، وتوقيره وتعزيره نصره ومنعه توقيره، وإجلاله وتعظيمه، وذلك يوجب صون عرضه بكل طريق بل ذلك أول درجات التعزير والتوقير).

4 ...... في "تفسير روح البيان"، پ۱۰، التوبة، ج۳، ص۳۹۴، تحت الآية: ۱۲: (واعلم أنه قد اجتمعت الأمة على أنّ الاستخفاف بنبينا وبأي نبي كان من الأنبياء كفر سواء فعله فاعل ذلك استحلالاً أم فعله معتقداً بحرمته ليس بين العلماء خلاف في ذلك... إلخ).

عقیدہ (۲۴): حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی بھیجے، بعض کا صریح ذکر قرآنِ مجید میں ہے اور بعض کا نہیں[1]، جن کے اسمائے طیّبہ بالتصریح قرآنِ مجید میں ہیں، وہ یہ ہیں:

حضرت آدم[2] علیہ السلام، حضرت نوح[3] علیہ السلام، حضرت ابراہیم[4] علیہ السلام، حضرت اسماعیل[5] علیہ السلام، حضرت اسحاق[6] علیہ السلام، حضرت یعقوب[7] علیہ السلام، حضرت یوسف[8] علیہ السلام، حضرت موسیٰ[9] علیہ السلام، حضرت ہارون[10] علیہ السلام،

وفي "الشفا"، فصل في بيان ما هو حقه، ج٢، ص٢١٩: (قال ابن عتاب: الكتاب والسنة موجبان أنّ من قصد النبي صلى الله عليه وسلم بأذى أو نقص معرضا أو مصرّحا وإن قلّ فقتله واجب) وصفحة ٢١٧: (قال بعض علمائنا: أجمع العلماء على أنّ من دعا على نبي من الأنبياء بالويل أو بشيء من المكروه أنّه يقتل بلا استتابة). وفي "فتاوى قاضي خان"، كتاب السير: (إذا عاب الرجل النبي عليه السلام في شيء كان كافراً. قال بعض العلماء: لو قال: شعر النبي صلى الله عليه وسلم شعراً فقد كفر. وعن أبي حفص الكبير رحمه الله: من عاب النبي عليه السلام بشعر من شعراته فقد كفر)، ج٤، ص٤٦٨.

وفي "التتارخانيه"، كتاب أحكام المرتدين، ج٥، ص٤٧٧:(من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم السلام أوعاب نبيا بشيء أولم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام فقد كفر).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویۃ"، ج۱۵،ص ۵۸۷ میں فرماتے ہیں: "ہر نبی کی تحقیر مطلقا کفر قطعی ہے"۔

1 ...... ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ پ٢٤، المؤمن:٧٨.

2 ...... ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ پ١، البقرة:٣١.

3 ...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوْحًا﴾ پ٣، آل عمران:٣٣.

4 ...... ﴿وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرَاهِيْمَ رَبُّهُ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ﴾ پ١، البقرة:١٢٤.

5 ...... ﴿وَعَهِدْنَا إِلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ﴾ پ١، البقرة:١٢٥.

6 ...... ﴿وَإِسْحٰقَ﴾ پ١، البقرة:١٣٣.

7 ...... ﴿وَوَصّٰى بِهَا إِبْرَاهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ﴾ پ١، البقرة:١٣٢.

8 ...... ﴿إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِأَبِيْهِ﴾ پ١٢، يوسف: ٤.

9 ...... ﴿وَإِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً﴾ پ١، البقرة:٥١.

10 ...... ﴿وَهَارُوْنَ﴾ پ٦، النساء: ١٦٣.

حضرت شعیب (1) علیہ السلام، حضرت لُوط (2) علیہ السلام، حضرت ہُود (3) علیہ السلام، حضرت داود (4) علیہ السلام، حضرت سلیمان (5) علیہ السلام، حضرت ایّوب (6) علیہ السلام، حضرت زکریا (7) علیہ السلام، حضرت یحیٰی (8) علیہ السلام، حضرت عیسیٰ (9) علیہ السلام، حضرت الیاس (10) علیہ السلام، حضرت الیسع (11) علیہ السلام، حضرت یونس (12) علیہ السلام، حضرت ادریس (13) علیہ السلام، حضرت ذوالکفل (14) علیہ السلام، حضرت صالح (15) علیہ السلام، [حضرت عزیر (16) علیہ السلام]، حضور سیّد المرسلین محمد رسول اللہ (17) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

---

1 ...... ﴿وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ پ٨، الأعراف:٨٥.

2 ...... ﴿وَلَمَّا جَاءَ تْ رُسُلُنَا لُوْطًا﴾ پ١٢، هود: ٧٧.

3 ...... ﴿وَإِلٰى عَادٍ أَخَاهُمْ هُوْدًا﴾ پ٨، الأعراف: ٦٥.

4 ...... ﴿وَقَتَلَ دَاوُوْدُ جَالُوْتَ وَآتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ﴾ پ٢، البقرة: ٢٥١.

5 ...... ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا﴾ پ١، البقرة: ١٠٢.

6 ...... ﴿وَأَيُّوْبَ﴾ پ٦، النساء: ١٦٣.

7 ...... ﴿وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا﴾ پ٣، آل عمران:٣٧.

8 ...... ﴿وَيَحْيٰى﴾ پ٧، الانعام: ٨٥.

9 ...... ﴿وَآتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ﴾ پ١، البقرة: ٨٧.

10 ...... ﴿وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ﴾ پ٧، الأنعام:٨٥.

11 ...... ﴿وَالْيَسَعَ﴾ پ٧، الانعام:٨٦.

12 ...... ﴿وَيُوْنُسَ﴾ پ٦، النساء: ١٦٣.

13 ...... ﴿ وَإِدْرِيْسَ﴾ پ١٧، الانبياء:٨٥.

14 ...... ﴿ وَذَا الْكِفْلِ﴾ پ١٧، الانبياء:٨٥.

15 ...... ﴿ وَإِلٰى ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صَالِحًا﴾ پ٨، الأعراف:٧٣.

16 ...... ﴿أَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِیَ خَاوِيَةٌ....﴾ پ٣، البقرة: ٢٥٩. ﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ....﴾ پ٩، التوبة: ٣٠.
"الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٣٤٢۔

17 ...... ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ﴾، پ٤، آل عمران: ١٤٤.
﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ پ٢٢، الأحزاب:٤٠.
﴿وَآمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ﴾ پ٢٦، محمد:٢. ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ پ٢٦، الفتح: ٢٩.

عقیدہ (۲۵): حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا[1] اور اپنا خلیفہ کیا[2] اور تمام اسماء مسمّیات[3] کا علم دیا[4]، ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں، سب نے سجدہ کیا، شیطان (کہ از قسمِ جن تھا[5]) مگر بہت بڑا عابد زاہد تھا، یہاں تک کہ گروہِ ملائکہ میں اُس کا شمار تھا[6]) باانکار پیش آیا، ہمیشہ کے لیے مردود ہوا۔[7]

1...... ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ﴾ پ۳، ال عمرٰن: ۵۹.

في "تفسير ابن كثير"، تحت الآية: (يقول جل وعلا: ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ﴾ في قدرة الله حيث خلقه من غير أب ﴿كَمَثَلِ آدَمَ﴾ حيث خلقه من غير أب ولا أم، بل ﴿خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ ج۲، ص۴۱.

2...... ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ پ۱، البقرة: ۳۰.

3...... ناموں اوران سے پکاری جانے والی چیزوں۔

4...... ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ پ۱، البقرة: ۳۱.

في "تفسير روح البيان"، ج۱، ص۱۰۰، تحت الآية: (علّمه أسماء الأشياء كلها أي: ألهمه فوقع في قلبه فجرى على لسانه بما في قلبه بتسمية الأشياء من عنده فعلمه جميع أسماء المسميات بكل اللغات بأن أراه الأجناس التي خلقها وعلمه أنّ هذه اسمه فرس وهذا اسمه بعير وهذا اسمه كذا وعلمه أحوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية وعلمه أسماء الملائكة وأسماء ذريته كلهم وأسماء الحيوانات والجمادات وصنعة كل شيء، وأسماء المدن والقرى وأسماء الطير والشجر وما يكون وكل نسمة يخلقها إلى يوم القيامة وأسماء المطعومات والمشروبات وكل نعيم في الجنة وأسماء كل شيء حتى القصعة والقصيعة وحتى الجنة والمحلب...... وفي الخبر: علمه سبعمائة ألف لغة).

5...... ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّا إِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾ پ۱۵، الكهف: ۵۰.

6...... في "حاشية شيخ زاده على البيضاوي"، پ۱۵، الكهف: تحت هذه الآية: ۵۰: (فإنّه لما امتنع عن السجود لآدم استكبارًا وافتخارًا بأن أصله نار وأصل آدم تراب، والنارعلوي نوراني لطيف فيكون أشرف من التراب الذي هو سفلي ظلماني كثيف، وأداه ذلك الكبر إلى أن صار ملعونًا مخلدًا في النار بعد أن كان رئيس الملائكة ومقدمهم ومعلمهم وأشدهم اجتهادًا في العبادة حتى لم يبق في سبع السموات ولا في سبع الأرضين موضع قدر شبر إلّا وقد سجد اللعين لله تعالى عليه سجدة حتى امتلأت من العجب نفسه حيث لم ير أحدًا مثله، فأبى أن يسجد لآدم استكبارًا فقال: ﴿أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ ج۵، ص۴۸۶.

7...... ﴿إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ إِلَّا إِبْلِيْسَ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ قَالَ يَا إِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَیَّ اَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِیْ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پ۲۳، البقرة: ۷۳.

عقیدہ (۲۶): حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا، بلکہ سب انسان اُن ہی کی اولاد ہیں، اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں، یعنی اولادِ آدم اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر کہتے ہیں، یعنی سب انسانوں کے باپ۔ (1)

عقیدہ (۲۷): سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے (2) اور سب میں پہلے رسول جو کُفّار پر بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں (3)۔

---

1 ...... ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ پ ٤، النساء: ١.

في "روح المعاني"، ج٢، ص٢٨٣، تحت الآية: (والمراد من النفس الواحدة آدم عليه السلام، والذي عليه الجماعة من الفقهاء والمحدثين ومن وافقهم أنه ليس سوى آدم واحد ـ وهو أبو البشر ـ).

وفي "التفسير الكبير"، ج٣، ص٤٧٧، تحت الآية: (أجمع المسلمون على أن المراد بالنفس الواحدة هاهنا هو آدم عليه السلام).

﴿وَهُوَ الَّذِىْ أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ پ٧، الأنعام: ٩٨.

في "تفسير الخازن"، ج٢، ص٤٠، تحت الآية: (يعني: والله الذي ابتدأ خلقكم أيها الناس من آدم عليه السلام فهو أبو البشر كلهم، وحواء مخلوقة منه عيسى أيضاً؛ لأن ابتداء خلقه من مريم وهي من بنات آدم فثبت أن جميع الخلق من آدم عليه السلام).

وفي "روح البيان"، ج٣، الجزء السابع، ص٧٢، تحت الآية: (من نفس آدم وحدها فإنه خلقنا جميعاً منه وخلق أمّنا حواء من ضلع من أضلاع آدم فصار كل الناس محدثة مخلوقة من نفس واحدة حتى عيسى فإن ابتداء تكوينه من مريم التي هي مخلوقة من ماء أبويها وإنما منّ علينا بهذا؛ لأن الناس إذا رجعوا إلى أصل واحد كانوا أقرب إلى أن يألف بعضهم بعضاً ـ قال أهل الإشارة: إن الله تعالى كما خلق آدم ابتداء وجعل أولاده منه كذلك خلق روح محمد صلى الله عليه وسلم قبل الأرواح كما قال: أول ما خلق الله روحي، ثم خلق الأرواح من روحه فكان آدم أبا البشر وكان محمد صلى الله عليه وسلم أبا الأرواح).

﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾ پ١٥، الكهف: ٥٠.

في "روح المعاني"، ج٨، ص٤٢٢، تحت الآية: (ما كان إبليس من الملائكة طرفة عين وإنه لأصل الجن كما أن آدم عليه السلام أصل الإنس، وفيه دلالة على أنه لم يكن قبله جن كما لم يكن قبل آدم عليه السلام إنس... إلخ).

2 ...... عن أبي ذر قال قلت: يا رسول الله! أيّ الأنبياء كان أوّل؟ قال: ((آدم)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢١٦٠٢، ج٨، ص١٣٠.

وفي "العقائد النسفية"، ص١٣٦: (أوّل الأنبياء آدم عليه السلام).

3 ...... في "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ١٩٣، ص١٢٢: ((ولكن ائتوا نوحا، أوّل رسول بعثه الله)).

اُنھوں نے ساڑھے نوسو برس ہدایت فرمائی [1]، اُن کے زمانہ کے کفّار بہت سخت تھے، ہر قسم کی تکلیفیں پہنچاتے، استہزا کرتے، اتنے عرصہ میں گنتی کے لوگ مسلمان ہوئے، باقیوں کو جب ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز اصلاح پذیر نہیں، ہٹ دھرمی اور کُفر سے باز نہ آئیں گے، مجبور ہوکر اپنے رب کے حضور اُن کے ہلاک کی دُعا کی، طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی، صرف وہ گنتی کے مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو کشتی میں لے لیا گیا تھا، بچ گئے۔ [2]

عقیدہ (۲۸): انبیا کی کوئی تعداد معیّن کرنا جائز نہیں، کہ خبریں اِس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معیّن پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوّت سے خارج ماننے، یا غیرِ نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے [3] اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں، لہٰذا یہ اعتقاد چاہیے کہ اللہ (عزوجل) کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

عقیدہ (۲۹): نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں [4]، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے،

وفي "النبراس"، ص۲۷۵: (إن قلت: جاء في الحديث أنّ نوحاً عليه السلام أوّل رسول بعثه الله كما في "صحيح مسلم"، أجيب أي: بعثه الله إلى الكفار بخلاف آدم وشيث فإنّهما أرسلا إلى المؤمنين لتعليم الشرائع).

1 ...... ﴿وَلَقَدۡ أَرۡسَلۡنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوۡمِهِۦ فَلَبِثَ فِيهِمۡ أَلۡفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمۡسِينَ عَامًا﴾ پ۲۰، العنكبوت: ۱٤.

2 ...... انظر التفصيل في القرآن: پ۸، الأعراف: ۵۹ـ۷۲. پ۱۱، يونس: ۷۱ـ۷۳.
پ۱۲، هود: ۲۵ـ٤۷. پ۱۸، المؤمنون: ۲۳ـ۳۰. پ۱۹، الشعراء: ۱۰۵ـ۱۲۲.
پ۲۰، العنكبوت: ۱٤ـ۱۵. پ۲۹، نوح: ۱ـ۲۸.

3 ...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص۲۲۵: (أمّا المبعوثون، فالإيمان بهم واجب، من ثبت شرعاً تعيينه منهم وجب الإيمان بعينه، ومن لم يثبت تعيينه كفى الإيمان به إجمالاً (ولا ينبغي في الإيمان بالأنبياء القطع بحصرهم في عدد) إذ لم يرد بحصرهم دليل قطعي (لأنّ) الحديث (الوارد في ذلك) أي في عددهم (خبر واحد) لم يقترن بما يفيد القطع (فإن وجدت فيه الشروط) المعتبرة للحكم بصحته (وجب ظن مقتضاه، مع تجويز نقيضه) بَدَلَه (وإلا) أي: وإن لم يصح (فلا) يجب ظن مقتضاه، وعلى كل من التقديرين (فيؤدي) أي: فقد يؤدي حصرهم في العدد الذي لا قطع به (إلى أن يعتبر فيهم من ليس منهم) بتقدير كون عددهم في نفس الأمر أقل من الوارد (أو يخرج) عنهم (من هو منهم) بتقدير أن يكون عددهم في نفس الأمر أزيد من الوارد).
وفي "منح الروض الأزهر"، ص۱۲. وفي "شرح المقاصد"، فصل في النبوة، ج۳، ص۳۱۷.
و"شرح العقائد النسفية"، ص۱۳۹ـ۱٤۰.

4 ...... ﴿وَلَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ عَلَىٰ بَعۡضٍ﴾ پ۱۵، الإسراء: ۵۵.

﴿تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ﴾ پ۳، البقرة: ۲۵۳.

في "التفسير الكبير"، ج۲، ص ۵۲۱ـ۵۲۵، تحت الآية: (أجمعت الأمة على أنّ بعض الأنبياء أفضل من بعض، وعلى أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم أفضل من الكل، ويدل عليه وجوه. **ومنها:** قوله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنٰکَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ پ۱۷، الأنبياء: ۱۰۷. فلما كان رحمة لكل العالمين، لزم أن يكون أفضل من كل العالمين. **ومنها:** أنّ معجزة رسولنا صلى اللّٰه عليه وسلم أفضل من معجزات سائر الأنبياء فوجب أن يكون رسولنا أفضل من سائر الأنبياء. **ومنها:** أنّ دين محمد عليه السلام أفضل الأديان، فيلزم أن يكون محمد صلى الله عليه وسلم أفضل الأنبياء، بيان الأول: أنّه تعالى جعل الإسلام ناسخاً لسائر الأديان، والناسخ يجب أن يكون أفضل لقوله عليه السلام: ((من سن سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها إلى يوم القيامة)) فلما كان هذا الدين أفضل وأكثر ثواباً، كان واضعه أكثر ثواباً من واضعي سائرالأديان، فيلزم أن يكون محمد عليه السلام أفضل من سائر الأنبياء. **ومنها:** (قوله عليه السلام: ((آدم ومن دونه تحت لوائي يوم القيام)) وذلك يدل على أنّه أفضل من آدم ومن كل أولاده، وقال عليه السلام: ((أنا سيد ولد آدم ولا فخر)) وقال عليه السلام: ((لا يدخل الجنة أحد من النبيين حتى أدخلها أنا، ولا يدخلها أحد من الأمم حتى تدخلها أمتي)) وروى أنس قال صلى الله عليه وسلم: ((أنا أول الناس خروجاً إذا بعثوا، وأنا خطيبهم إذا وفدوا، وأنا مبشرهم إذا أيسوا، لواء الحمد بيدي، وأنا أكرم ولد آدم على ربي ولا فخر)) وعن ابن عباس قال: جلس ناس من الصحابة يتذاكرون فسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثهم فقال بعضهم: عجباً إنّ الله اتخذ إبراهيم خليلاً، وقال آخر: ماذا بأعجب من كلام موسى كلمه تكليماً، وقال آخر: فعيسٰى كلمة اللّٰه وروحه، وقال آخر: آدم اصطفاه الله فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: ((قد سمعت كلامكم وحجّتكم أن إبراهيم خليل الله وهو كذلك، وموسى نجي اللّٰه وهوكذلك، وعيسٰى روح الله وهوكذلك، وآدم اصطفاه اللّٰه تعالى وهوكذلك، ألا! وأنا حبيب الله ولا فخر، وأنا حامل لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر، وأنا أول شافع وأنا أول مشفع يوم القيامة ولا فخر، وأنا أول من يحرك حلقة الجنة فيفتح لي فأدخلها ومعي فقراء المؤمنين ولا فخر، وأنا أكرم الأولين والآخرين ولا فخر)). **ومنها:** أنّ اللّٰه تعالى كلما نادى نبياً في القرآن ناداه باسمه ﴿يَا آدَمُ اسْكُنْ﴾ پ۱، البقرة: ۳۵. ﴿وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰإِبْرَاهِيْمُ﴾ پ۲۳، الصافات: ۱۰۴. ﴿يَا مُوْسٰى إِنِّیْ أَنَا رَبُّکَ﴾ پ۱۶، طٰهٰ: ۱۱،۱۲. وأمّا النبي عليه السلام فإنّه ناداه بقوله: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِیُّ﴾ پ۲۲، الأحزاب: ۴۵. ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ﴾ پ۶، المائدة: ۶۷. وذلك يفيد الفضل. ملخصاً.

في "المعتقد المنتقد"، ص۱۲۳: (أنّه صلى الله عليه وسلم فاق على كل الأنبياء والملائكة والإنس على الإطلاق في الذات والصفات والأفعال والأقوال والأحوال، بلا استغراب في ذلك لما حواه من الكمال، وانفرد به من الجلال والجمال (إلى أن قال) فالواجب على كل مؤمن أن يعتقد أن نبينا محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم سيد العالمين، وأفضل الخلائق أجمعين، فمن اعتقد خلاف هذا فهو عاص، مبتدع، ضال).

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا[1]، اِن حضرات کو مرسلین اُولو العزم[2] کہتے ہیں[3] اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیا و مرسلینِ انس و ملَک و جن و جمیع مخلوقاتِ الٰہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں، بلاتشبیہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے صدقہ میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل۔[4]

تنبيه: قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص١٢٤: (والحق أنّ تفضيل نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم على العالمين جميعا مقطوع به مجمع عليه، بل كاد أن يكون من ضروريات الدين، فإنّي لا أعلم يجهله أحد من المسلمين فاعرف وتثبت). وانظر للتفصيل: "تجلي اليقين بأنّ نبينا سيد المرسلين" للإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن، في "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠.

1 ...... في "تكميل الإيمان"، ص١٢٤ـ١٢٥: (أفضل الأنبياء محمد ﷺ، چنانچہ فرمودہ ((أنا سيد ولد آدم ولا فخر)) درعرف بمعنی نوع انسان آبد تا آدم، نیز در مفهوم آن داخل بود، وحدیث ((آدم ومن دونه تحت لوائي)) در مقصود ظاهرتر وصریح تر است، فضیلت بعد ازاں حضرت ابراهیم خلیل الله علیه السلام راست، وبعد ازوي موسی وعیسی ونوح علیهم السلام راست، وایں پنجتن اولوالعزم اند که بزرگترین وفاضلترین رسل اند، وصبر ومجاهده ایشاں در راه حق ازهمه بیشتر است) ملتقطاً.

یعنی: نبیوں میں سب سے افضل سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں چنانچہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں''۔ اولادِ آدم عرف میں نوعِ انسانی کے لئے جس میں سیدنا آدم علیہ السلام بھی داخل ہیں بولا جاتا ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ: ''آدم اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے''۔ یہ حدیث آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فضیلتِ مطلقہ کے مقصد میں ظاہر تر اور بہت صریح ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد صاحبِ فضیلت حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) ہیں، پھر حضرت موسی پھر عیسی اور نوح (علیہم السلام) ہیں اور یہ پانچوں حضرات اُولوا العزم ہیں جو سب رسولوں اور نبیوں میں افضل اور بزرگ تر ہیں، راہِ حق میں ان کا صبر و مجاہدہ سب سے زیادہ ہے۔

2 ...... بلند و بالا عزت وعظمت اور حوصلہ والے۔

3 ...... ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ پ٢٦، الأحقاف: ٣٥.

في "تفسير الطبري"، تحت هذه الآية: عن عطاء الخُراساني، أنّه قال: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ نوح وإبراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلى الله عليهم وسلم، الحديث: ٣١٣٢٩، ج١١، ص٣٠٣.

وفي "الدر المنثور"، تحت هذه الآية: عن ابن عباس قال: (أولوا العزم من الرسل النبي صلى الله عليه وسلم ونوح وإبراهيم وموسى وعيسى)، ج٧، ص٤٥٤.

4 ...... ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾، پ٤، الِ عمرٰن: ١١٠.

عقیدہ (۳۰): تمام انبیا، اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت وعزت والے ہیں[1]۔

في "التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ٢٥٣: (أمة محمد صلى الله عليه وسلم أفضل الأمم، فوجب أن يكون محمد أفضل الأنبياء، بيان الأوّل قوله تعالى: ﴿**كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**﴾ پ٤، الِ عمران: ١١٠. بيان الثاني أنّ هذه الأمة إنّما نالت هذه الفضيلة لمتابعة محمد صلى الله عليه وسلم، قال تعالى: ﴿**قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ**﴾ پ٣، الِ عمران: ٣١. وفضيلة التابع توجب فضيلة المتبوع، وأيضاً أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم أكثر ثواباً؛ لأنّه مبعوث إلى الجن والإنس، فوجب أن يكون ثوابه أكثر، لأنّ لكثرة المستجيبين أثراً في علو شأن المتبوع، ج٢، ص٥٢٣.

عن معمر عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده أنّه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول في قوله تعالى: ﴿**كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**﴾ قال: ((أنتم تتمون سبعين أمة أنتم خيرها وأكرمها على الله)). "سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب ومن سورة آل عمران، الحديث: ٣٠١٢، ج٥، ص٧.

قال: ثم إنّ محمداً صلى الله عليه وسلم أثنى على ربه، فقال: ((كلكم أثنى على ربه، وأنا مثن على ربي، فقال: الحمد للّٰه الذي أرسلني رحمة للعالمين، وكافة للناس بشيراً ونذيراً، وأنزل على الفرقان فيه تبيان كل شيء، وجعل أمتي خير أمة أخرجت للناس، وجعل أمتي وسطاً، وجعل أمتي هم الأولون وهم الآخرون، وشرح لي صدري، ووضع عني وزري ورفع لي ذكري، وجعلني فاتحا خاتما))، قال إبراهيم: بهذا فضلكم محمد. "الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٦٦٥، وج١٥، ص٦٣٨.

وانظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص١٥٣.

[1] ......﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا**﴾. پ٢٢، الأحزاب: ٦٩.

في "تفسير ابن كثير"، ج٦، ص٤٣٠، تحت هذه الآية: ﴿**وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا**﴾ أى: له وجاهة وجاه عند ربه، عز وجل. قال الحسن البصرى: كان مستجابَ الدعوة عند الله، وقال غيره من السلف: لم يسأل الله شيئاً إلّا أعطاه، ولكن منع الرؤية لما يشاء الله، عز وجل. وقال بعضهم: من وجاهته العظيمة عند الله أنّه شفع في أخيه هارون أن يرسله الله معه، فأجاب الله سؤاله، فقال: ﴿**وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُوْنَ نَبِيًّا**﴾.

﴿**إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ**﴾ پ٣، آل عمران: ٤٥. في "تفسير الطبري"، ج٣، ص٢٧٠، تحت الآية: (قال أبو جعفر: يعني: بقوله "وَجِيْهًا"، ذا وَجْهٍ ومنزلة عالية عند الله، وشرفٍ وكرامة).

في "الجامع الصغير"، ص٢٨٩، الحديث: ٤٦٩٨: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((سلّم علي ملك ثم قال لي: لم أزل أستأذن ربي عزوجل في لقائك حتى كان هذا أوان أذن لي، وإنّي أبشرك أنّه ليس أحدٌ أكرم على الله منك)).

ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا(1) کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے۔

عقیدہ (۳۱): نبی کے دعوائے نبوّت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا علانیہ دعویٰ فرما کر محالاتِ عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمّہ لیتا اور منکروں کو اُس کے مثل کی طرف بلاتا ہے، اللہ عزوجل اُس کے دعویٰ کے مطابق امرِ محالِ عادی ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو معجزہ کہتے ہیں(2)۔......................................

في "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٢٦٧٥، ج٣، ص٥٧: [وفيه] قال: ((يا فاطمة ونحن أهل بيت قد أعطانا الله سبع خصال لم يعط أحد قبلنا، ولا يعطى أحد بعدنا، أنا خاتم النبيين، **وأكرم النبيين** على الله... إلخ)).

في "الخصائص الكبرى"، ج٢، ص٣٤٠-٣٤١: عن ابن مسعود قال: ((إنّ محمدا صلى الله عليه وسلم أكرم الخلق على الله يوم القيامة)). وعن عبد الله بن سلام قال: ((إنّ أكرم خليقة الله على الله أبو القاسم صلى الله عليه وسلم)).

"فتاوی رضویہ" میں "فتاوی امام سراج الدین" کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے: (اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا: "قد مننتُ عليك بسبعة أشياء أولها أني لم أخلق في السموات والأرض أكرم علي منك").

"فتاوی سراج الدين البلقيني"، شعر١، ص١٢١، بحواله "فتاوی رضويه"، ج٣٠، ص١٩٥۔

1 ...... جیسا کہ "تقوية الإيمان" میں ہے: "اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔

"تقوية الإيمان مع تذكير الإخوان"، ص٢٥، (مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی).

"تقویۃ الایمان" کے مصنف کا یہ کہنا کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے؛ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں ادنی گستاخی بھی کفر ہے جیسا کہ مفسر القرآن صاحب "روح البیان" علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "مختار یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں میں سے وہ شخص جس سے ارادۃً وقصداً ایسی چیز ظاہر ہوئی جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تخفیف (یعنی بے ادبی) پر دلالت کرے ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی کہ وہ قتل سے بچ جائے اگرچہ وہ کلمۂ شہادت پڑھے اور رجوع وتوبہ کرے....اور یہ یقین کر کہ بے شک اجماع امت ہے اس بات پر کہ ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں سے جس نبی علیہ السلام کی بھی تخفیف ہو کفر ہے عام ازیں کہ تخفیف کرنے والا تخفیف کو حلال سمجھ کر کرے یا نبی کی عزت کا معتقد ہو کر کرے بہر حال کفر ہے اس مسئلہ میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں، سب (گالی) کا ارادہ ہو یا نہ ہو اس لئے کہ کوئی بھی کفر میں بوجہ جہالت اور بوجہ دعوی لغزش زبانی کے معذور نہ سمجھا جائے گا جب کہ اس کی عقل فطرت صحیح وسالم ہو"۔

"تفسير روح البيان"، ج٣، ص٣٩٤، پ١٠، التوبة، تحت الآية: ١٢.

وفي "الشفا"، الباب الأوّل في بيان ما هو حق صلى الله عليه وسلم سب أو نقص من تعريض ونصّ، ج٢، ص٢١٤.

2 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث النبوات، ص١٣٥: (وأيدهم) أي: الأنبياء (بالمعجزات الناقضات للعادات) جمع معجزة وهي أمر يظهر بخلاف العادة على يد مدعي النبوة عند تحدي المنكرين على وجه يعجز المنكرين عن الإتيان بمثله).

و"المسامرة بشرح المسايرة"، ص٢٤٠۔

جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ [1]، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا [2] اور ید بیضا [3] اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو جِلا دینا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا [4] اور ہمارے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے معجزے تو بہت ہیں۔ [5]

عقیدہ (۳۲): جو شخص نبی نہ ہو اور نبوّت کا دعویٰ کرے، وہ دعویٰ کر کے کوئی محالِ عادی اپنے دعوے کے مطابق ظاہر نہیں کرسکتا، ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔ [6]

1...... ﴿وَإِلٰى ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَ تْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهِ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوْهَا تَأْكُلْ فِيْ أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ پ۸، الأعراف:۷۳.

2...... ﴿قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوْسٰى فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى﴾ پ۱۶، طٰهٰ: ۲۰.

3...... یعنی روشن اور چمکدار ہاتھ۔

﴿وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ آيَةً أُخْرٰى﴾ پ۱۶، طٰهٰ: ۲۲.

4...... ﴿وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ پ۳، اٰلِ عمرٰن: ۴۹.

5...... في "الشفا"، ج۱، ص۲۵۲۔۲۵۳: (اعلم أنّ معنى تسميتنا ما جاءت به الأنبياء معجزة هو أنّ الخلق عجزوا عن الإتيان بمثلها وهي على ضربين ضرب: هو من نوع قدرة البشر فعجزوا عنه فتعجيزهم عنه فعل للّٰه دل على صدق نبيه كصرفهم عن تمني الموت وتعجيزهم عن الإتيان بمثل القرآن على رأي بعضهم ونحوه، وضرب: هو خارج عن قدرتهم فلم يقدروا على الإتيان بمثله كإحياء الموتى وقلب العصا حية وإخراج ناقة من صخرة وكلام شجرة ونبع الماء من الأصابع وانشقاق القمر مما لا يمكن أن يفعله أحد إلّا اللّٰه، فيكون ذلك على يد النبي صلى اللّٰه عليه وسلم من فعل اللّٰه تعالى وتحديه من يكذبه أن يأتي بمثله تعجيز له. واعلم أنّ المعجزات التي ظهرت على يد نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم ودلائل نبوته وبراهين صدقه من هذين النوعين معًا وهو أكثر الرسل معجزة وأبهرهم آية وأظهرهم برهانا، وهي في كثرتها لا يحيط بها ضبط، فإنّ واحدا منها وهو القرآن لا يُحصى عدد معجزاته بألف ولا ألفين ولا أكثر لأنّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قد تحدى بسورة منه فعجز عنها).

وفي "التفسير الكبير"، ج۱۱، ص۳۱۵، پ۳۰، الكوثر، تحت الآية ۱: (ومعجزاته أكثر من أن تحصى وتعد).

6...... في "النبراس"، أقسام الخوارق سبعة، ص۲۷۲: (أجمع المحققون على أنّ ظهور الخارق عن المتنبي وهو الكاذب في دعوى النبوة محال؛ لأنّ دلالة المعجزة على الصدق قطعية وقيل: لو جاز لزم عجز اللّٰه سبحانه عن تصديق أنبيائه، وقالوا: قد دل الاستقرار على عدم ظهوره). و"المعتقد المنتقد"، ص۱۱۳.

فائدہ: نبی سے جو بات خلافِ عادت قبلِ نبوّت ظاہر ہو، اُس کو اِرہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو، اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو، اُسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فجّار یا کفّار سے جو اُن کے موافق ظاہر ہو، اُس کو اِستدِراج کہتے ہیں اور اُن کے خلاف ظاہر ہو تو اِہانت ہے۔[1]

عقیدہ (۳۳): انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں[2]، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ کے لیے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شُہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے[3]، ....

---

1 ...... في "النبراس"، أقسام الخوارق سبعة، ص۲۷۲: (أقسام الخوارق سبعة: **أحدها:** المعجزة من الأنبياء. **ثانيها:** الكرامة للأولياء. **ثالثها:** المعونة لعوام المؤمنين ممن ليس فاسقاً ولا ولياً. **رابعها:** الإرهاص للنبي قبل أن يبعث كتسليم الأحجار على النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، وأدرجه بعضهم في الكرامة و بعضهم في المعجزة مجازاً. **خامسها:** الاستدراج للكافر والفاسق المجاهر على وفق غرضه سمّي به لأنّه يوصله بالتدريج إلى النار. **سادسها:** الإهانة للكافر والفاسق على خلاف غرضه كما ظهر عن مسيلمة الكذاب إذ تمضمض في ماء فصار ملحاً و مس عين الأعور فصار أعمى. **سابعها:** السحر لنفس شريرة تستعمل أعمالاً مخصوصة بإعانة الشياطين).

2 ...... عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء عليهم السلام فنبي الله حي يرزق)). "سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، ذكر وفاته ودفنه، الحديث: ۱٦۳۷، ج۲، ص۲۹۱۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون)). "مسند أبي يعلى"، الحديث: ۳٤۱۲، ج۳، ص۲۱٦.

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الأنبياء لا يموتون وإنّهم يصلون ويحجون في قبورهم وأنّهم أحياء)).

"فيوض الحرمين" للشاه ولي الله المحدث الدهلوي، ص۲۸.

3 ...... في "روح المعاني"، الأحزاب، ج۱۱، الجزء الثاني، ص۵۲۔۵۳، تحت الآية: ٤۰: (أنّ النبي صلى الله عليه وسلم حي بجسده وروحه، وأنّه يتصرف ويسير حيث شاء في أقطار الأرض وفي الملكوت). وذهب "أي: الإمام جلال الدين السيوطي" إلى نحو هذا في سائر الأنبياء عليهم السلام فقال: إنّهم أحياء، ردت إليهم أرواحهم بعد ما قبضوا وأذن لهم في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوي والسفلي) ملتقطًا.

في "تكميل الإيمان"، ص۱۲۲: (خود انبیاء راموت نبود وایشاں حی وباقی اندوموت هماں است که یکبار چشیده اند، بعد از اں ارواح بابدان ایشاں اعادت کنند وحقیقت حیات بخشند چنانچه در دنیا بودند کامل تر از حیات شهدا که آں معنوی است).

فلہٰذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کرسکتی ہے[1]۔..........................

یعنی: اور خود انبیاء علیہم السلام کو بھی (دائمی) موت نہیں وہ زندہ اور باقی ہیں، ان کو موت صرف اتنی ہے کہ ایک بار ایک آن کے لئے موت کا ذائقہ چکھتے ہیں پھر ان کی ارواح مقدسہ کو انہی کے جسموں میں لوٹا دیا جاتا ہے، اور ویسی ہی حیات حقیقی عطا فرمادی جاتی ہے جیسے کہ وہ دنیا میں تھے ان کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ کامل ہے کیونکہ شہداء کی حیات معنوی ہے۔

قال الإمام الأجل جلال الدين السيوطي في "الحاوي للفتاوى": فهذه الأخبار دالة على حياة النبي صلى الله عليه وسلم وسائر الأنبياء، وقد قال تعالى في الشهداء: ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾ والأنبياء أولى بذلك فهم أجل وأعظم وما نبي إلّا وقد جمع مع النبوة وصف الشهادة فيدخلون في عموم لفظ الآية. وأخرج أحمد وأبو يعلى والطبراني والحاكم في "المستدرك" والبيهقي في "دلائل النبوة" عن ابن مسعود قال: ((لأن أحلف تسعًا: إنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قتل قتلا أحب إلي من أن أحلف واحدة إنّه لم يقتل، وذلك أنّ اللّٰه عزوجل اتخذه نبيا واتخذه شهيدا)). ("المستدرك" للحاكم، كتاب المغازي و السرايا، الحديث: ٤٤٥٠، ج٣، ص٦٠٦).

وأخرج البخاري والبيهقي عن عائشة قالت: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول في مرضه الذي توفي فيه: ((لم أزل أجد ألم الطعام الذي أكلت بخيبر، فهذا أوان انقطع أبهري من ذلك السم))، ("دلائل النبوة"، ص١٧٢، ج٧)،

فثبت كونه صلى اللّٰه عليه وسلم حياً في قبره بنص القرآن، إمّا من عموم اللفظ وإما من مفهوم الموافقة، قال البيهقي في كتاب الاعتقاد: (الأنبياء بعد ما قبضوا ردت إليهم أرواحهم، فهم أحياء عند ربهم كالشهداء)، وقال القرطبي في التذكرة: (الموت ليس بعدم محض وإنما هو انتقال من حال إلى حال، ويدل على ذلك أن الشهداء بعد قتلهم وموتهم أحياء يرزقون فرحين مستبشرين، وهذه صفة الأحياء في الدنيا، وإذا كان هذا في الشهداء فالأنبياء أحق بذلك وأولى، وقد صح أنّ الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء). "الحاوي للفتاوى"، كتاب البعث، أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء، ج٢، ص١٧٩ـ١٨٠.

وقد ثبت أنّ نبينا صلى الله عليه وآله وسلم هو سيد الشهداء، وانظر لتفصيل هذه المسألة "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٧٦٤، ج١٥، ص٦١٣، ٦٢٤، و ج٢٩، ص١١٠.

1 ...... في "البدائع والصنائع"، كتاب الصلاة، فصل في الشهيد، ج٢، ص٧٤: (فالعبد وإن جل قدره لا يستغني عن الدعاء ألا ترى أنّهم صلوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا شك أنّ درجته كانت فوق درجة الشهداء وإنما وصفهم بالحياة في حق أحكام الآخرة ألا ترى إلى قوله تعالى ﴿ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾، فأما في حق أحكام الدنيا فالشهيد ميت يقسم ماله، وتنكح امرأته بعد انقضاء العدة، ووجوب الصلاة عليه من أحكام الدنيا فكان ميتاً فيه فيصلى عليه والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.

بخلاف انبیا کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔ [1] یہاں تک جو عقائد بیان ہوئے، اُن میں تمام انبیا علیہم السلام شریک ہیں، اب بعض وہ اُمور جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں ہیں، بیان کیے جاتے ہیں۔

---

1 ......قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّا معشرالأنبياء لا نورِّث، ما تركتُ بعد مؤونة عاملي ونفقة نسائي صدقة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٩٩٧٩، ج٣، ص٤٩٠. وعن أبي الدرداء، سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ العلماء ورثة الأنبياء، إنّ الأنبياء لم يورِّثوا ديناراً ولادرهماً، إنّما ورَّثوا العلم، فمن أخذه أخذ بحظٍّ وافر)). "سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، باب فضل العلماء... إلخ، الحديث: ٢٢٣، ج١، ص١٤٦.

وفي "الخصائص الكبرى"، ج٢، ص٤٣٧: (قد ذكر في الحكمة في كون الأنبياء لايورثون أوجه:

منها: أن لايتمنى قريبهم موتهم فيهلك بذلك.

ومنها: أن لا يظن بهم الرغبة في الدنيا وجمعها لوراثهم.

ومنها: أنّهم أحياء والحي لايورث، ولهذا ذهب إمام الحرمين إلى أنّ ماله باق على ملكه ينفق منه على أهله كما كان عليه السلام ينفقه في حياته لأنّه حي. ولذلك كان الصديق ينفق منه على أهله وخدمه ويصرفه فيما كان يصرفه في حياته.

﴿وَمَا كَانَ لَكُمۡ أَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَلَا أَنۡ تَنۡكِحُوۡا أَزۡوَاجَهٗ مِنۡ بَعۡدِهٖ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا﴾ پ٢٢، الأحزاب: ٥٣.

وفي "تفسير الطبري"، الحديث: ٢٨٦٢٢، ج١٠، ص٣٢٦، تحت هذه الآية: (يقول: وما ينبغي لكم أن تنكحوا أزواجه من بعده أبدًا؛ لأنّهن أمهاتكم، ولا يحل للرجل أن يتزوّج أمه. وذكر أنّ ذلك نزل في رجل كان يدخل قبل الحجاب، قال: لئن مات محمد لأتزوّجن امرأة من نسائه سماها، فأنزل اللّٰه تبارك وتعالى في ذلك **﴿وَمَا كَانَ لَكُمۡ أَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَلَا أَنۡ تَنۡكِحُوۡا أَزۡوَاجَهٗ مِنۡ بَعۡدِهٖ أَبَدًا﴾**).

وعن حذيفة رضي اللّٰه عنه أنه قال لامرأته: ((إن شئت أن تكوني زوجتي في الجنة فلا تزوجي بعدي، فإنّ المرأة في الجنة لآخر أزواجها في الدنيا، فلذلك حرّم اللّٰه على أزواج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن ينكحن بعده؛ لأنّهنّ أزواجه في الجنة)).

"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب النكاح، باب ماخص به من... إلخ، الحديث: ١٣٤٢١، ج٧، ص١١١.

في "الفتاوى الرضوية"، ج٣، ص٤٠٣-٤٠٧: (الأنبياء صلوات اللّٰه تعالى وسلامه عليهم طيبون طاهرون أحياء وأمواتاً بل لا موت لهم إلّا آنياً تصديقاً للوعد ثم هم أحياء أبداً بحياة حقيقة دنياوية روحانية جسمانية كما هو معتمد أهل السنة والجماعة ولذا لا يورثون ويمتنع تزوج نسائهم صلوات اللّٰه تعالى وسلامه عليهم بخلاف الشهداء الذين نص الكتاب العزيز إنهم أحياء ونهى أن يقال لهم أموات... إلخ)، ملتقطاً.

عقیدہ (۳۴): اور انبیا کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی [1]، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام مخلوق انسان وجن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات، سب کی طرف مبعوث ہوئے [2]۔

1...... ((وكان النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامة)).

"صحيح البخاري"، كتاب التيمم، الحديث: ٣٣٥، ج١، ص١٣٧.

2......﴿وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ﴾ پ٢٢، سبا: ٢٨.

﴿قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا﴾ پ٩، الأعراف: ١٥٨.

((وأرسلت إلى الخلق كافة)). "صحيح مسلم"، كتاب المساجد ... إلخ، الحديث: ٥٣٣، ص٢٦٦.

في "المرقاة"، كتاب الفضائل، باب فضائل سيد المرسلين، الفصل الأوّل، تحت الحديث: ٥٧٤٨، ج١٠، ص١٤: ((وأرسلت إلى الخلق كافة)) أي: إلى الموجودات بأسرها عامة من الجن والإنس والملك والحيوانات والجمادات.

و"الفتاوى الرضوية" ج٣٠، ص١٤٣ـ١٤٥.

في "الفتاوى الحديثية"، مطلب في بعثه صلى الله عليه وسلم إلى الملائكة، ص٢٨٣: (أنّه مبعوث إليهم ورجحه التقي السبكي، وزاد: أنّه صلى الله عليه وسلم مرسل إلى جميع الأنبياء والأمم السابقة، وأنّ قوله:((بعثت إلى الناس كافة)) شامل لهم من لدن آدم إلى قيام الساعة، ورجحه أيضا البارزي وزاد أنّه مرسل إلى جميع الحيوانات والجمادات)، وص ٢٨٥: (أنّه صلى الله عليه وسلم أرسل إلى الحور العين وإلى الولدان)، ملتقطاً.

في "تكميل الإيمان"، ص١٢٧ـ١٢٨: (وهو مبعوث إلى كافة الخلق أجمعين) وی صلی اللّٰه علیه وسلم مبعوث است به کافۂ جن وانس ولهذا او را رسول الثقلین خوانند وآمدن جن بحضرت وی وایمان آوردن ایشاں وقرآن شنیدن وبرقوم خود باز رفتن ودعوت کردن منصوص قرآن مجید است ونزد اکثر علما عموم بعثت بجانب جن وانس مخصوص بآن حضرت است صلی اللّٰه علیه وسلم ...... وبقول شاذ از بعض علما بعث و رسالت آنحضرت صلی اللّٰه علیه وسلم ملائکة را نیز شامل است، ونزد اهل تحقیق وی مبعوث است بتمامه اجزای عالم وجمیع اقسام موجودات از جمادات ونباتات وحیوانات ومربی ومکمل ذرایر موجودات وسایر مکنونات است)، ملتقطاً.

یعنی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اس لئے آپ کو رسول الثقلین کہتے ہیں جنات کا آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونا، ان کا ایمان لانا، پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ کر انہیں دعوت اسلام دینا قرآن کریم میں مذکور ومنصوص ہے اکثر علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جن وانس کی طرف مبعوث ہونا آپ ہی کی خصوصیت ہے...... اور بعض علماء کے نادر قول کے مطابق حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بعثت ورسالت فرشتوں کو بھی شامل ہے اور محققین کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اجزائے عالم اور جمیع اقسام موجودات کے لئے ہے خواہ وہ جمادات ونباتات ہوں یا حیوانات، آپ موجودات کے تمام ذروں اور کل کائنات کی تکمیل وتربیت فرمانے والے ہیں۔

جس طرح انسان کے ذمّہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اِطاعت فرض ہے۔[1] یوہیں ہر مخلوق پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری ضروری۔[2]

عقیدہ (۳۵): حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملائکہ وانس وجن وحُور وغلمان وحیوانات وجمادات، غرض تمام عالَم کے لیے رحمت ہیں[3] اور مسلمانوں پر تو نہایت ہی مہربان۔[4]

---

1 ...... ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ پ٤، النساء: ٥٩.

﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ پ٩، الأنفال: ٢٠.

وفي "الخصائص الكبرى"، ج٢، ص٣٤٢: (قال أبو نعيم: ومن خصائصه أنّ الله تعالى فرض طاعته على العالم فرضاً مطلقاً لا شرط فيه ولا استثناء فقال: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ پ٢٨، الحشر:٧، وقال: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ پ٥، النساء: ٨٠، وأنّ الله تعالى أوجب على الناس التأسي به قولاً وفعلاً مطلقاً بلا استثناء).

2 ...... في "مدارج النبوة"، ص١٩٣ـ١٩٤: (همچنانکه حیوانات همه مطیع ومنقاد امر آنحضرت بودند نباتات نیز در حیطئه فرمانبرداری و طاعت وی بودند) (همچنانکه نباتات را منقاد ومطیع امر وی صلی الله علیه وآله وسلم ساخته بودند جمادات نیز همیں حکم دارند)، ملتقطاً.

یعنی: جس طرح حیوانات سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطیع وفرمانبردار تھے نباتات (اگنے والی چیزیں) بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت کے دائرے میں تھے، جس طرح نباتات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا فرماں بردار اور مطیع بنایا ہوا تھا جمادات بھی یہی حکم رکھتے تھے۔

3 ...... ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ پ١٧، الأنبياء: ١٠٧.

في "روح المعاني"، ج٩، ص١٥٧، تحت هذه الآية: (أنّه صلى الله عليه وسلم أنّما بعث رحمة لكل فرد من العالمين ملائكتهم وإنسهم وجنهم ولا فرق بين المؤمن والكافر من الإنس والجن في ذلك).

في "روح البيان"، ج٥، ص٥٢٨، تحت هذه الآية: (قال بعض الكبار: وما أرسلناك إلّا رحمة مطلقة تامة كاملة عامة شاملة جامعة محيطة بجميع المقيدات من الرحمة الغيبية والشهادة العلمية والعينية والوجودية والشهودية والسابقة واللاحقة وغير ذلك للعالمين جمع عوالم ذوي العقول وغيرهم من عالم الأرواح والأجسام ومن كان رحمة للعالمين لزم أن يكون أفضل من كل العالمين).

4 ...... ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ پ١١، التوبة: ١٢٨.

عقیدہ (۳۶): حضور، خاتم النبیین ہیں[1]، یعنی اللہ عزوجل نے سلسلۂ نبوت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ختم کر دیا، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا[2]، جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں یا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔[3]

عقیدہ (۳۷): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) افضل جمیع مخلوقِ الٰہی ہیں[4]، کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں وہ سب جمع کر دیے گئے[5]۔

---

1 ...... ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾. پ۲۲، الأحزاب: ٤٠.

((وأنا خاتم النبيين)) "صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٥٣٥، ج٢، ص٤٨٥.

2 ...... ((وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة... إلخ، الحديث: ٢٢٢٦، ج٤، ص٩٣.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي)). سنن الترمذي"، كتاب الرؤيا، باب ذهبت النبوة وبقيت المبشرات، ج٤، ص١٢١، الحديث: ٢٢٧٩.

3 ...... في "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص١١٩-١٢٠: (ومنها: أن يؤمن بأن الله ختم به النبيين وختم الله حكمه بما لا يخلف منه،...... وهذه المسألة لا ينكرها إلّا من لا يعتقد نبوته؛ لأنّه إن كان مصدقا بنبوته اعتقده صادقا في كل ما أخبر به، إذ الحجج التي ثبت بها بطريق التواتر نبوته ثبت بها أيضا أنّه آخر الأنبياء في زمانه وبعده إلى القيامة لا يكون نبي، فمن شك فيه يكون شاكا فيها أيضا، وأيضا من يقول: إنّه كان نبي بعده، أو يكون، أو موجود وكذا من قال: يمكن أن يكون، فهو كافر).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرضِ اجل وجزءِ ایقان ہے ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ نصِ قطعی قرآن ہے اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے میں شک وتردّد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکفر جلی الکفران ہے." "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص، ٥٧٨. وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: "**المبين ختم النبيين**"، ج١٤، ص٣٣١، والرسالة: "**جزاء الله عدوه بإبائه ختم النبوة**"، ج١٥، ص٦٢٩.

4 ...... انظر **العقيدة (٢٩)**، ص ٥٢-٥٤.

5 ...... ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ پ٧، الأنعام: ٩٠.

في "تفسير الخازن"، ج٢، ص٣٤، تحت الآية: (احتج العلماء بهذه الآية على أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل من جميع الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، بيانه أنّ جميع خصال الكمال وصفات الشرف كانت متفرقة فيهم فكان نوح صاحب

اور اِن کے علاوہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں [1]۔

احتمال على أذى قومه، وكان إبراهيم صاحب كرم وبذل ومجاهدة في الله عز وجل، وكان إسحاق ويعقوب من أصحاب الصبر على البلاء والمحن، وكان داود عليه السلام وسليمان من أصحاب الشكر على النعمة، قال الله فيهم: ﴿ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ﴾[پ٢٢، سبا: ١٣]،وكان أيوب صاحب صبر على البلاء، قال الله فيه: ﴿اِنَّا وَجَدۡنٰہُ صَابِرًا نِعۡمَ الۡعَبۡدُ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ﴾ [پ٢٣، صٓ: ٤٤]، وكان يوسف قد جمع بين الحالتين، يعني: الصبر والشكر، وكان موسى صاحب الشريعة الظاهرة والمعجزة الباهرة، وكان زكريا ويحيى وعيسى وإلياس من أصحاب الزهد في الدنيا، وكان إسماعيل صاحب صدق وكان يونس صاحب تضرع وإخبات، ثم إنّ الله تعالى أمر نبيه صلى الله عليه وسلم أن يقتدى بهم وجمع له جميع الخصال المحمودة المتفرقة فيهم فثبت بهذا البيان أنّه صلى الله عليه وسلم كان أفضل الأنبياء لما اجتمع فيه من هذه الخصال التى كانت متفرقة في جميعهم والله أعلم).

وفي "تكميل الإيمان"، ص١٢٤: (جميع كمالات كه در ذوات مقدسه انبياى سابق مودع بود، در ذات شريف او بازيادتيها موجود بود)

(انچه خوباں همه دارند تو تنها دارى).

یعنی: جس قدر کمالات انبیاء سابقین کی ذواتِ مقدسہ میں ودیعت فرمائے گئے تھے وہ سب بلکہ ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف میں موجود.

یعنی: جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھتے ہیں وہ آپ تنہا رکھتے ہیں.

[1]...... عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: ((فضلت على الأنبياء بخصلتين)).

"المواهب اللدنية"، المقصد الرابع، الفصل الثاني، ج٢، ص٢٥٣.

عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((فُضّلنا على الناس بثلاث)).

"صحيح مسلم"، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، الحديث: ٥٢٢، ص٢٦٥.

عن أبي أمامة: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((فضلت بأربع)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٢٢٧٢، ج٨، ص٢٨٤.

عن السائب بن يزيد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:((فضلت على الأنبياء بخمس)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٦٦٧٤، ج٧، ص١٥٥.

عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((فضلت على الأنبياء بست)).

"صحيح مسلم"، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، الحديث: ٥٢٣، ص٢٦٦.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت أربعا لم يعطهن أحد من أنبياء الله)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٦١، ج١، ص٣٣٣.

بلکہ اوروں کو جو کچھ مِلا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے طفیل میں، بلکہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دستِ اقدس سے ملا، بلکہ کمال اس لیے کمال ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی صفت ہے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے رب کے کرم سے اپنے نفسِ ذات میں کامل و اکمل ہیں، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا کمال کسی وصف سے نہیں، بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال و کامل و مکمّل ہوگیا، کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنادے۔ (1)

أخبرنا جابر بن عبد الله أنّ النبي صلى الله عليه و سلم قال: ((أعطيت خمساً لم يعطهن أحد قبلي......إلخ)).

"صحيح البخاري"، كتاب التيمم، الحديث: ٣٣٥، ج١، ص١٣٤.

قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: ((أعطيت خمساً لم يعطهن أحد من الأنبياء قبلي......إلخ)).

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، الحديث: ٤٣٨، ج١، ص١٦٨.

عن عبادة بن صامت أنّ النبي صلى الله عليه وسلم خرج فقال: ((إنّ جبريل أتاني فقال: أخرج فحدث بنعمة الله التي أنعم بها عليك فبشرني بعشر لم يؤتها نبي قبلي)). "الخصائص الكبرى"، باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بعموم الدعوة... إلخ، ج٢، ص٣٢٠.

قال رسول الله صلى الله عليه و سلم :((أعطيت ما لم يعط أحد من الأنبياء)).

"المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ما أعطى الله تعالى... إلخ، الحديث: ٩، ج٧، ص٤١١.

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ احادیث نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''ان روایات ہی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اعداد مذکورہ میں حصر مراد نہیں، کہیں دو فرماتے ہیں، کہیں تین، کہیں چار، کہیں پانچ، کہیں چھ، کہیں دس۔ اور حقیقۃً سو اور دو سو پر بھی انتہا نہیں۔ امام علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے ''خصائص کبریٰ'' میں اڑھائی سو کے قریب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص جمع کئے۔ اور یہ صرف ان کا علم تھا ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے۔ اور علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم ہے، پھر تمام علوم عالم اعظم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہزاروں منزل ادھر منقطع ہیں۔ جس قدر حضور اپنے فضائل و خصائص جانتے ہیں دوسرا کیا جانے گا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ان کا مالک و مولیٰ جل وعلا، ﴿اَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی﴾ پ٢٧، النجم: ٤٢، (ترجمہ: بیشک تمہارے رب ہی کی طرف منتہی ہے. ت) جس نے انہیں ہزاروں فضائل عالیہ و جلائل غالیہ دئے اور بے حد و بے شمار ابدالآباد کے لئے رکھے ﴿وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی﴾ پ٣٠، الضحی: ٤، (ترجمہ: اور بے شک پچھلی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ ت). "الفتاوی الرضوية"، ج٣٠، ص٢٥٣.

1 ......''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: ''ہمزیہ شریف'' میں ارشاد فرمایا: ع (كل فضل في العالمين فمن فضل النبي استعارة الفضلاء). (جہاں والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگ کر لی ہے)۔

امام ابن حجر مکی ''افضل القریٰ'' میں فرماتے ہیں: (لأنه الممد لهم إذ هو الوارث للحضرة الإلهية والمستمد منها بلا واسطة دون غيره فإنه لا يستمد منها إلا بواسطته فلا يصل لكامل منها شيء إلا وهو من بعض مدده وعلى يديه)۔ تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو جو خوبی ملی وہ حضور ہی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی''۔ ("الفتاوی الرضوية"، ج٣٠، ص٦٧٧)۔ =

عقیدہ (۳۸): مُحال ہے کہ کوئی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مثل ہو[1]، جو کسی صفتِ خاصّہ میں کسی کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔

عقیدہ (۳۹): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اللہ عزوجل نے مرتبۂ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، کہ تمام خَلق جُو یائے رضائے مولا ہے[2] اور اللہ عزوجل طالبِ رضائے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔[3]

= في "حاشية الصاوي"، ج۱، ص۲۱٦: (فالأنبياء وسائط لأممهم في كلّ شيء وواسطتهم رسول الله).

وفيه ج۱، ص٥۲: (فهو الواسطة لكل واسطة حتى آدم).

في "الفتاوى الرضوية"، ج۳، ۲٤۷: (أنه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يتشرف بغيره بل الكل إنما يتشرفون به).

یعنی: حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کسی دوسرے سے شرف حاصل نہیں ہوا بلکہ دوسروں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے شرف پایا ہے۔

1...... في "المعتقد المنتقد"، ص۱۲٦: (ومن المعلوم استحالة وجود مثله بعده).

وانظر للتفصيل "الشفا"، ج۲، ص۲۳۹، "شرح الشفا" للملا علي القارئ، ج۲، ص۲٤۰، و"نسيم الرياض"، ج٦، ۲۳۲.

2...... *تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہے۔*

3...... ﴿وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰى﴾ پ۳۰، الضحى: ٥.

﴿قَدۡ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجۡهِکَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّکَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا﴾ پ۲، البقرة: ۱٤٤.

في "التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ۱٤۲، ج۲، ص۸۲: (ولم يقل: قبلة أرضاها، والإشارة فيه كأنه تعالى قال: يا محمد كل أحد يطلب رضايَ وأنا أطلب رضاك في الدارين). وفي الحديث: ((كلهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد)).

وفي الحديث: ((يا محمد أنت نور نوري وسر سري وكنوز هدايتي وخزائن معرفتي، جعلت فداء لك ملكي من العرش إلى ما تحت الأرضين، كلهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد)).

"الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص٤۹۱. وص ۱۹۷۔ ۱۹۸، وج۱٤، ۲۷٥۔۲۷٦.

عن عائشة قالت:...... ((والله ما أرى ربك إلّا يسارع لك في هواك)).

"صحيح مسلم"، كتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، الحديث: ۱٤٦٤، ص۷۷۱.

وفي رواية: "صحيح البخاري"، عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((مَا أُرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ في هَوَاكَ)). كتاب التفسير، الحديث: ٤۷۸۸، ج۳، ص۳۰۳. وفي "فتح الباري"، ج۸، ص٤٥۳، تحت الحديث: (أي: ما أرى الله إلّا موجداً لما تريد بلا تأخير، منزلا لما تحب وتختار).

ع خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ["حدائق بخشش"، ص۴۹]۔

عقیدہ (۴۰): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خصائص سے معراج ہے، کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک [1] اور وہاں سے ساتوں آسمان [2] اور کُرسی و عرش تک، بلکہ بالائے عرش [3] رات کے ایک خفیف حصّہ میں مع جسم تشریف لے گئے [4]

1...... ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا﴾ پ۱۵، بنی اسرآئیل: ۱.

2...... عن شريك ابن عبد الله أنّه قال: سمعت ابن مالك يقول: ليلة أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة، ...... ثم عرج به إلى السماء الدنيا...... ثم عرج به إلى السماء الثانية...... ثم عرج به إلى السماء الثالثة...... ثم عرج به إلى الرابعة......ثم عرج به إلى السماء الخامسة...... ثم عرج به إلى السماء السادسة...... ثم عرج به إلى السماء السابعة...... ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه إلّا الله حتى جاء سدرة المنتهى، ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى، فأوحى الله فيما أوحى)، ملتقطاً."صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب ماجاء في قوله عزوجل: ﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰی تَكۡلِیۡمًا ﴾، الحديث: ۷۵۱۷، ج٤، ص ۵۸۰۔۵۸۲.

وفي "الحديقة الندية"، ج۱، ص ۲۷۲: (والمعراج لرسول الله صلى الله عليه وسلم في حال اليقظة بشخصه (صلى الله عليه وسلم)، أي: بصورة الجسمانية، من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى، ثم من المسجد الأقصى إلى السماء، أي: جنسها ليشمل السموات السبع، ثم إلى ما شاء الله من العلى).

3...... في "تكميل الإيمان"، ص۱۲۸: (ومعراجه في اليقظة بشخصه إلى السماء، ثم إلى ما شاء الله تعالىٰ حق) امتحان ایمان در تصدیق قضیہ معراج است کہ در ساعت لطیف در بیداری بجسد شرف تا آسمان وعرش عظیم بلکہ بالای عرش تا حد لامکان بآن حکایات وخصوصیات مذکورہ کہ در احادیث صحیحہ واقع شدہ).

یعنی: بیداری کی حالت میں جسمانی طور پر آسمان کی طرف معراج فرمانا، پھر وہاں سے جہاں تک خدا کی مشیت ہوجانا حق ہے، مطلب یہ کہ واقعہ معراج کی تصدیق میں ایمان کا امتحان ہے کہ مختصر سی گھڑی میں بیداری کے عالم میں جسم شریف کے ساتھ آسمان وعرش اعظم تک بلکہ عرش سے بھی اوپر حد لامکان تک تشریف لے جانا یہ حکایات وخصوصیات احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں.

4...... في "تفسير الخازن"، ج۳، ص۱۵۸: (والحق الذي عليه أكثر الناس ومعظم السلف وعامة الخلف من المتأخرين من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين أنه أسري بروحه وجسده صلى الله عليه وسلم، ويدل عليه قوله سبحانه وتعالى: ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا﴾، ولفظ العبد عبارة عن مجموع الروح والجسد).

و في "حاشية الصاوي"، ج٤، ص۱۱۰٦، پ ۱۵، الإسراء، تحت الآية ۱: (قوله: ﴿بِعَبۡدِہٖ﴾ أي: بروحه وجسمه على الصحيح).

وفي " تفسير الجلالين"، ص ۲۲۸: (﴿لَیۡلًا﴾: نصب على الظرف والإسراء سير الليل وفائدة ذكره الإشارة بتنكيره إلى تقليل مدته).

اور وہ قربِ خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و مَلَک کو کبھی نہ حاصل ہوا نہ ہو[1]، اور جمالِ الٰہی بچشمِ سر دیکھا[2] اور کلامِ الٰہی بلا واسطہ سنا[3] اور تمام ملکوت السمٰوات والارض کو بالتفصیل ذرّہ ذرّہ ملاحظہ فرمایا۔[4]

فـي "حـاشية الـصـاوي"، ج٤، ص١١٠٦: (قـوله: إلى تقليل مدته: أي: فقيل: قدر أربع ساعات، وقيل: ثلاث، وقيل: قدر لحظة، قال السبكي: في تائيته: وعدت وكل الأمر في قدر لحظة).

وفـي "الجمل"، الجزء الثاني، ج٢، ص٢٩٩، تحت الآية: (قوله: الإشارة إلخ أي: فالتنوين للتقليل أي: في جزء قليل من الليل، قيل: قدر أربع ساعات، وقيل: ثلاث، وقيل: أقل من ذلك).

1...... فـي "روح البيان"، پ١٥، الأسراء، ج٥، ص١٠٦، تحت الآية:١: قال عليه السلام: ((فـقـمت إلى جبريل فقلت: أخي جبريل: ما لك))، فقال: يا محمد إنّ ربي تعالى بعثني إليك أمرني أن آتيه بك في هذه الليلة بكرامة لم يكرم بها أحد قبلك ولا يكرم بها أحد بعدك.

وفي "روح البيان"، پ٧، الأنـعام، ج٣، ص٦٣، تحت الآية: ٩٠: (......وتدنو إليه به إلى أن تصل إلى مقام قاب قوسين أو أدنى مقاما لم يصل إليه أحد قبلك لا ملك مقرب ولا نبي مرسل).

2...... ﴿**مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى**﴾ پ ٢٧، النجم: ١٧.

وفـي "روح البيـان"، ج٩، ص٢٢٨، تـحـت الآية: (إنّ رؤية الـلّـه كانت بعين بصره عليه السلام يقظة بقوله: ﴿**مَا زَاغَ الْبَصَرُ**﴾...إلـخ، لأنّ وصف البـصـر بـعدم الزيغ يقتضي أنّ ذلك يقظة ولو كانت الرؤية قلبية لقال: ما زاغ قلبه، وأمّا القول بأنّه يجوز أن يكون المراد بالبصر بصر قلبه فلا بد له من القرينة وهي هاهنا معدومة).

عن ابن عباس قال: ((إنّ محمداً رأى ربه مرتين،مرة ببصره ومرة بفؤاده))."الدر المنثور" ج٧ ص٦٤٧.

عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:((رأيت ربي تبارك وتعالى)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٨٠، ج١، ص٦١١.

3...... فـي "فتـح البـاري"، كتـاب مـناقب الأنصار، باب المعراج، تحت الحديث: ٣٨٨٨، ج٧، ص١٨٥: (إنّ اللّٰه سبحانه وتعالى كلّم نبيه محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم ليلة الإسراء بغير واسطة).

وانظر رسالة إمام أهل السنة رحمه اللّٰه تعالى "**منبه المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية**"، ج٣٠، ص٦٧٣۔

4...... قـال رسـول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((رأيت ربي في أحسن صورة، قال: فيم يختصم الملأ الأعلى؟ فقلت: أنت أعلم يا رب، قال: فوضع كفه بين كتفيّ فوجدت بردها بين ثدييّ فعلمت ما في السموات والأرض)).

"سنن الدارمي"، كتاب الرؤيا، باب في رؤية الرب تعالى في النوم، الحديث: ٢١٤٩، ج٢، ص١٧٠.

عقیدہ (۴۱): تمام مخلوق اوّلین و آخرین حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیاز مند ہے [1]، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔[2]

في "المرقاة"، ج٢، ص٤٢٩، تحت الحديث: (فعلمت أي: بسبب وصول ذلك الفيض ما في السموات والأرض، يعني: ما أعلمه الله تعالى مما فيهما من الملائكة والأشجار وغيرهما، وهو عبارة عن سعة علمه الذي فتح الله به عليه، وقال ابن حجر: أي: جميع الكائنات التي في السموات بل وما فوقها، كما يستفاد من قصة المعراج، والأرض هي بمعنى الجنس، أي: وجميع ما في الأرضين السبع بل وما تحتها... إلخ).

وفي "أشعة اللمعات"، ج١، ص٣٥٧، تحت قوله: ((فعلمت ما في السموات والأرض)) پس دانستم ہر چہ در آسمان ہا و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی و کلی واحاطۂ آن).

یعنی: ''پس جو کچھ آسمان وزمین میں تھا سب کچھ میں نے جان لیا'' یہ بات تمام علوم کلی و جزئی کو گھیرے ہوئے ہے۔

(1)...... عن أبي هريرة قال......: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا سيد الناس يوم القيامة، وهل تدرون بم ذاك؟ يجمع الله تعالى يوم القيامة الأولين والآخرين في صعيد واحد...... فيقول بعض الناس لبعض: ائتوا آدم، فيأتون آدم ـعليه السلامـ...... فيقول آدم:...... نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى نوح، فيأتون نوحاـعليه السلامـ...... فيقول لهم: ...... نفسي نفسي، اذهبوا إلى إبراهيم، فيأتون إبراهيم،...... فيقول لهم إبراهيم:...... نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى موسى، فيأتون موسى،...... فيقول لهم موسى:...... نفسي نفسي اذهبوا إلى عيسى، فيأتون عيسى،...... فيقول لهم عيسى:...... نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم، فيأتوني فيقولون: يا محمد! أنت رسول الله وخاتم الأنبياء، وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى ما نحن فيه، ألا ترى ما قد بلغنا، فأنطلق فآتي تحت العرش فأقع ساجداً لربي، ثم يفتح الله عليّ ويلهمني من محامده وحسن الثناء عليه شيئاً لم يفتحه لأحد قبلي، ثم يقال: يا محمد! ارفع رأسك سل تعطه اشفع تشفع، فأرفع رأسي فأقول: يا رب! أمتي أمتي فيقال: يا محمد! أدخل الجنة من أمتك، مَن لا حساب عليه، من باب الأيمن من أبواب الجنة، وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الأبواب))، ملتقطاً. "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ١٩٤، ص١٢٥ـ١٢٦.

(2)...... قال رسول الله ﷺ: ((اللّهم! اغفر لأمتي، اللّهم اغفر لأمتي، وأخرّت الثالثة ليوم يرغب إليّ الخلق كلهم حتى إبراهيم عليه السلام)). "صحيح مسلم"، كتاب فضائل القرآن، باب بيان أنّ القرآن على... إلخ، الحديث: ٨٢٠، ص٤٠٩.

وفي "نوادر الأصول"، الأصل الثالث والسبعون، ص١١٠، والأصل الثاني عشر والمائة، ص١٤٨: ((وأنّ إبراهيم ليرغب في دعائي ذلك اليوم)). "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٢١٧ـ٢١٨.

عقیدہ (۴۲): قیامت کے دن مرتبۂ شفاعتِ کبریٰ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے خصائص سے ہے کہ جب تک حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فتحِ بابِ شفاعت نہ فرمائیں گے کسی کو مجالِ شفاعت نہ ہوگی [1]، بلکہ حقیقۃً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے دربار میں شفاعت لائیں گے [2] اور اللہ عزوجل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) شفیع ہیں [3] اور یہ شفاعتِ کُبریٰ مومن، کافر، مطیع، عاصی سب کے لیے ہے، کہ وہ انتظارِ حساب جو سخت جانگزا ہوگا، جس کے لیے لوگ تمنّائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اِس بلا سے چھٹکارا کفّار کو بھی حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی بدولت ملے گا، جس پر اوّلین وآخرین، موافقین ومخالفین، مؤمنین وکافرین سب حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی حمد کریں گے، اِسی کا نام مقامِ محمود ہے [4] اور شفاعت کے اور اقسام بھی ہیں، مثلاً بہتوں کو بلاحساب جنت میں داخل فرمائیں گے،

---

1 ...... ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ پ ۱۵، الإسراء: ۷۹.

فـي "تـفسير الطبري"، ج۸، ص ۱۳۱، تحت الآية:عن ابن عباس، قوله: ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾، قال: المقام المحمود: مقام الشفاعة).

وفي "روح البيان"، ج۵، ص۱۹۲، تحت الآية : ﴿مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ عندك وعند جميع الناس وهو مقام الشفاعة العامة لأهل المحشر يغبطه به الأولون والآخرون؛ لأن كل من قصد من الأنبياء للشفاعة يحيد عنها ويحيل على غيره حتى يأتوا محمداً للشفاعة فيقول: ((أنا لها))، ثم يشفع فيشفع فيمن كان من أهلها).

في "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص۱۲۷: (ومنها: أن يعتقد أنّ يوم القيمة لا يستغني أحد من أمته بل جميع الأنبياء عن جاهه ومنزلته، ومتى لم يفتح الشفاعة لا يستطيع أحد شفاعة). و"الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص۵۷۵۔

2 ...... قـال الإمام أحمد رضا خان عـليه رحمة الرحمن فـي " الـمعتمد المستند"، ص۱۲۷: وهذا أحد معاني (قوله صلى الله تـعـالـى عـليه وسلم: ((أنا صاحب شفاعتهم)) والمعنى الآخر الألطف الأشرف أن لا شفاعة لأحد بلا واسطة عند ذي العرش جـل جـلالـه إلّا لـلـقـرآن الـعـظيم ولهذا الحبيب المرتجى الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم، وأمّا سائر الشفعاء من الملائكة والأنبيـاء والأوليـاء والـعـلماء والحفاظ والشهداء والحجاج والصلحاء فعند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فيُنهون إليه ويشـفـعـون لـديـه وهـو صـلى الله تعالى عليه وسلم يشفع لمن ذكروه ولمن لم يذكروا عند ربه عزوجل، وقد تأكد عندنا هذا المعنى بأحاديث، ولله الحمد. ۱۲).

3 ...... عـن الـنبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إذا كان يوم القيامة كنت إمام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب سلوا الله لي الوسيلة، الحديث: ۳۶۳۳، ج۵، ص۳۵۳.

4 ...... عـن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ الشمس لتدنو حتى يبلغ العرق نـصف الأذن، فبيـنـما هم كذلك استغاثوا بآدم عليه السلام فيقول: لَسْتُ بصاحب ذلك، ثم موسى عليه السلام فيقول كذلك،

جن میں چار اَرَب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے، اِس سے بہت زائد اور ہیں، جو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے علم میں ہیں[1]، بہُتیرے وہ ہوں گے جن کا حساب ہو چکا ہے اور مستحقِ جہنم ہو چکے، اُن کو جہنم سے بچائیں گے[2] اور بعضوں کی شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے[3] اور بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے[4] اور بعضوں سے تخفیفِ عذاب فرمائیں گے۔[5]

ثم محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع، فيقضي الله بين الخلائق فيمشي حتى يأخذ بحلقة باب الجنة فيومئذ يبعثه الله مقاماً محموداً يحمده أهل الجمع كلهم)). "الدر المنثور"، ج٥، ص٣٢٥.

وفي "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص١٢٨: (الشفاعة لإراحة الخلائق من هول الموقف).

قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، تحت اللفظ: "لإراحة الخلائق": (وهي الشفاعة الكبرى لعمومها جميع أهل الموقف). و"روح البيان"، ج٥، ص١٩٢.

1...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((وعدني ربي أن يدخل الجنة من أمتي سبعين ألفا لا حساب عليهم ولا عذاب، مع كل ألف سبعون ألفا وثلاث حثيات من حثيات ربي)). "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة، ١٢ ـ باب منه الحديث: ٢٤٤٥، ج٤، ص١٩٨.

وفي رواية: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ ربي أعطاني سبعين ألفا من أمتي يدخلون الجنة بغير حساب))، فقال عمر: يا رسول الله، فهلا استزدته؟ قال: ((قد استزدته، فأعطاني مع كلّ رجل سبعين ألفاً)) قال عمر: فهلا استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني هكذا)) وفرج عبد الله بن بكر بين يديه وقال عبد الله: وبسط باعيه وحثا عبد الله وقال هشام: وهذا من الله لا يد رى ما عدده. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٠٦، ج١، ص٤١٩.

2...... ((فما أزال أشفع حتى أعطى صكاكا برجال قد بعث بهم إلى النار وآتي مالكاً خازن النار فيقول: يا محمد ما تركت للنار لغضب ربك في أمتك من بقية)). "المستدرك" للحاكم، كتاب الإيمان، للأنبياء منابر من ذهب، الحديث: ٢٢٨، ج١، ص٢٤٢.

3...... ((يخرج قوم من النار بشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم فيدخلون الجنة يسمون الجهنميين)).

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ٦٥٦٦، ج٤، ص٢٦٣.

4...... في "المعتقد المنتقد"، أقسام شفاعته صلى الله عليه وسلم، ص١٢٩: (ومنها زيادة الدرجات) وفي "حجة الله على العالمين"، ص٥٣: (والشفاعة في رفع درجات ناس في الجنة).

5...... عن عباس بن عبد المطلب قال: يا رسول الله هل نفعت أبا طالب بشيء فإنّه كان يحوطك ويغضب لك؟ قال: ((نعم، هو في ضحضاح من نار، لولا أنا لكان في الدرك الأسفل من النار)).

"صحيح البخارى"، كتاب الأدب، باب كنية المشرك، الحديث: ٦٢٠٨، ج٤، ص١٥٧ـ١٥٨.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: "**إسماع الأربعين في شفاعة سيد المحبوبين**"، ج٢٩، ٥٧١.

عقیدہ (۴۳): ہر قسم کی شفاعت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے ثابت ہے۔ شفاعت بالوجاہۃ، شفاعت بالمحبۃ، شفاعت بالاذن، اِن میں سے کسی کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے۔[1]

عقیدہ (۴۴): منصبِ شفاعت حضور کو دیا جا چکا، حضور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

((**أُعطِيتُ الشَّفَاعَةَ**))[2]، اوران کا رب فرماتا ہے:

﴿**وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ**﴾[3]

''مغفرت چاہو اپنے خاصوں کے گناہوں اور عام مؤمنین ومؤمنات کے گناہوں کی۔''

شفاعت اور کس کا نام ہے...؟ "**اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَةَ حَبِيْبِكَ الْكَرِيْمِ.**"

﴿**يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ o اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ o**﴾[4]

شفاعت کے بعض احوال، نیز دیگر خصائص جو قیامت کے دن ظاہر ہوں گے، احوالِ آخرت میں اِن شاءاللہ تعالیٰ بیان ہوں گے۔

عقیدہ (۴۵): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت مدارِ ایمان، بلکہ ایمان اِسی محبت ہی کا نام ہے، جب تک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔[5]

1...... "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص۱۲۹ ـ ۱۳۱.

2...... یعنی: ''مجھے شفاعت دے دی گئی''. "صحيح البخاري"، كتاب التيمم، الحديث: ۳۳۵، ج۱، ص۱۳٤.

3...... پ۲٦، محمّد: ۱۹.

4...... ترجمۂ کنزالایمان: جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر. پ۱۹، الشعرآء: ۸۸ ـ ۸۹.

5......قال الله تعالى: ﴿**قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ**﴾ پ۱۰، التوبة: ۲٤.

عن أنس قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين)).

"صحيح البخاري"، كتاب الإيمان، باب حبّ الرسول صلى الله عليه وسلم من الإيمان، الحديث: ۱۵، ج۱، ص۱۷.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: "**تمهيد إيمان بآيات قرآن**" في "الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص۳۱۰.

عقیدہ (۴۶): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اِطاعت عین طاعتِ الٰہی ہے، طاعتِ الٰہی بے طاعتِ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ناممکن ہے [1]، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اُسے یاد فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضرِ خدمت ہو [2] اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اِس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔ [3]

1...... ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ پ٥، النسآء: ٨٠.

وفي "المعتقد المنتقد"، الفصل الأوّل في وجوب... إلخ، ص١٣٣: (فجعل طاعة رسوله طاعته، وقرن طاعته بطاعته وأوعد عليه بجزيل الثواب ووعد على مخالفته بأليم العذاب ورغم أنف المشركين حين قال النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم: ((من أحبني فقد أحب اللّٰه، ومن أطاعني فقد أطاع اللّٰه)).

2...... عن أبي سعيد بن المعلى رضي اللّٰه عنه قال: كنت أصلي فمر بي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فدعاني فلم آته حتى صليت ثم أتيته، فقال: ما منعك أن تأتي؟ ألم يقل اللّٰه: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ... إلخ﴾.

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، الحديث: ٤٦٤٧، ج٣، ص٢٢٩.

عن أبي هريرة، أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خرج على أبي بن كعب، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يا أبي -وهو يصلي- فالتفت أبي فلم يجبه، وصلى أبي فخفف ثم انصرف إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: السلام عليك يا رسول اللّٰه، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: وعليك السلام ما منعك يا أبي أن تجيبني إذ دعوتك؟، فقال: يا رسول اللّٰه إني كنت في الصلاة، قال: أفلم تجد فيما أوحى اللّٰه إلي أن﴿ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ [پ٩، الانفال: ٢٤]، قال: بلى ولا أعود إن شاء اللّٰه)).

"سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل فاتحة الكتاب، الحديث: ٢٨٨٤، ج٤، ص٤٠٠.

3...... ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ﴾ پ٩، الأنفال: ٢٤.

وفي "روح المعاني"، ج٥، ص٢٧٦، تحت الآية: (واستدل بالآية على وجوب إجابته صلى اللّٰه عليه وسلم إذا نادى وهو في الصلوة، وعن الشافعي أنّ ذلك لا يبطلها لأنّها أيضاً إجابة).

وفي تفسير القرطبي"، ج٤، ص٢٧٩، تحت الآية: (وقال الشافعي رحمه اللّٰه: هذا دليل على أنّ الفعل الفرض أو القول الفرض إذا أتي به في الصلاة لا تبطل؛ لأمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بالإجابة وإن كان في الصلاة).

وفي "تفسير البيضاوي"، ج٣، ص٩٩، تحت الآية: (واختلف فيه، فقيل: هذا لأن إجابته لا تقطع الصلاة، فإنّ الصلاة أيضاً إجابة، وقيل: لأن دعاءه كان لأمر لا يحتمل التأخير وللمصلي أن يقطع الصلاة لمثله، وظاهر الحديث يناسب الأول).

عقیدہ (۴۷): حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت جزوِ ایمان ورکنِ ایمان ہے[1] اور فعلِ تعظیم بعد ایمان ہر فرض سے مقدّم ہے، اِس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر سرِ مبارک رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ علی نے نمازِ عصر نہ پڑھی تھی، آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے، مگر اِس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خوابِ مبارک میں خلل آئے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا، جب چشمِ اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی نے نماز ادا کی پھر ڈوب گیا[2]، اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃِ وُسطیٰ نمازِ عصر[3] مولیٰ علی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیند پر قربان کردی، کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

= وفي "عمدة القاري"، كتاب العمل في الصلاة، باب إذا ادعت الأم ولدها في الصلاة، تحت الحديث: ١٢٠٦، ج٥، ص٦٠٦: (من خصائص النبي صلى الله عليه وسلم أنّه لو دعا إنسانا وهو في الصلاة وجب عليه الإجابة ولا تبطل صلاته).

وفي "المرقاة"، كتاب فضائل القرآن، ج٤، ص٦٢٤، تحت الحديث: ٢١١٨: (قال الطيبي: دل الحديث على أنّ إجابة الرسول لا تبطل الصلاة، كما أنّ خطابه بقولك: السلام عليك أيها النبي لا يبطلها).

1 ...... وفي "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص١٦٨: ﴿لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ [الفتح: ٩]: یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے خود فرماتا ہے: "اس لئے کہ تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو"۔ معلوم ہوا کہ دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل وبیکار کیا چاہتا ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

2 ...... عن أسماء بن عميس أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صلى الظهر بالصهباء، ثم أرسل عليّا في حاجة فرجع وقد صلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم العصر، فوضع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رأسه في حجر عليّ فنام فلم يحركه حتى غابت الشمس، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ((اللهم إنّ عبدك عليّا احتبس بنفسه على نبيه فرُدّ عليه الشمس)) قالت: فطلعت عليه الشمس حتى رفعت على الجبال وعلى الأرض وقام علي فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك بالصهباء.

"المعجم الكبير"، الحديث: ٣٨٢، ج٢٤، ص١٤٤-١٤٥.

وفي "الشفا"، فصل في انشقاق القمر، الجزء١، ص٢٨٤: ((أنّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يوحى إليه ورأسه في حجر علي فلم يصل العصر حتى غربت الشمس فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((أصليتَ يا علي؟)) قال: لا، فقال: ((اللّٰهم إنّه كان في طاعتك وطاعة رسولك فاردد عليه الشمس))، قالت أسماء: فرأيتها غربت ثم رأيتها طلعت بعد ما غربت ووقفت على الجبال والأرض وذلك بالصهباء في خيبر.

3 ...... ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ پ٢، البقرة: ٢٣٨.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية، ج٢، ص٥٦٩، الحديث: ٥٣٨٥: (حدثنا أبو كريب قال: حدثنا مصعب بن سلام، عن أبي حيان، عن أبيه، عن علي قال: ((الصلاة الوسطى صلاة العصر)).

ہی کے صدقہ میں ملیں۔ دوسری حدیث اسکی تائید میں یہ ہے کہ غارِثور میں پہلے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اُس کے سوراخ بند کردیے، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اُس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا، پھر حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا، تشریف لے گئے اور اُن کے زانو پر سرِاقدس رکھ کر آرام فرمایا، اُس غار میں ایک سانپ مشتاقِ زیارت رہتا تھا، اُس نے اپنا سَر صدیقِ اکبر کے پاؤں پر مَلا، انھوں نے اِس خیال سے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا، آخر اُس نے پاؤں میں کاٹ لیا، جب صدیقِ اکبر کے آنسو چہرۂ انور پر گرے، چشمِ مبارک کھلی، عرضِ حال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لعابِ دہن لگا دیا فوراً آرام ہوگیا، ہر سال وہ زہر عود کرتا، بارہ ۱۲ برس بعد اُسی سے شہادت پائی۔(1)

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اَصلُ الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے (2)

عقیدہ (۴۸): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تعظیم وتوقیر جس طرح اُس وقت تھی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اِس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اُسی طرح فرضِ اعظم ہے(3)، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا

---

(1)...... {ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا }[پ۱۰، التوبة: ۴۰] في "روح البيان"، تحت هذه الآية، ج۳، ص۴۳۲-۴۳۳: (فلما أراد رسول اللّٰه دخوله قال له أبو بكر: مكانك يا رسول! حتى أستبرء الغار فدخل واستبرأه وجعل يسدّ الحجرة بثيابه خشية أن يخرج منها شيء يؤذيه أي: رسول اللّٰه فبقى جحر وكان فيه حية فوضع رضى اللّٰه عنه عقبه عليه ثم دخل رسول اللّٰه فجعلت تلك الحية تلسعه وصارت دموعه تنحدر فتفل رسول اللّٰه على محل اللدغة فذهب ما يجده).

في "تفسير الخازن"، پ۱۰، التوبة: ٤، ج۲، ص۲٤۰: (قال لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ادخل، فدخل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ووضع رأسه في حجره ونام فلدغ أبوبكر في رجله من الحجر ولم يتحرك مخافة أن ينتبه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فسقطت دموعه على وجه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: ((ما لك يا أبابكر؟)) فقال: لدغت فداك أبي وأمي فتفل عليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فذهب ما يجده ثم انتقض عليه وكان سبب موته).

(2)...... "حدائقِ بخشش"، حصه أوّل، ص١٤٤، وانظر "الفتاوى الرضوية"، ٣٠، ص١٣٨.

(3)...... وفي "الشفاء"، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل، ج۲، ص٤٠: (أنّ حرمة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه لازم كما كان حال حياته).

في "روح البيان"، الأحزاب: تحت الآية: ٥٣، ج٧، ص٢١٦: (يجب على الأمة أن يعظموه عليه السلام ويوقروه في جميع الأحوال في حال حياته وبعد وفاته فإنّه بقدر ازدياد تعظيمه وتوقيره في القلوب يزداد نور الإيمان فيها).

ذکر آئے تو بکمالِ خشوع وخضوع وانکسار بادب سُنے [1]، اور نام پاک سُنتے ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ [2]

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ وَصَحْبِہِ الْعِظَامِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ."

وفي "المعتقد المنتقد"، وكذا يجب توقيره... إلخ، ص١٤٢: (أنّ حرمة النبي صلى الله عليه وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه بعد وفاته لازم على كل مسلم كما كان حال حياته؛ لأنّه الآن حي يرزق في علو درجاته ورفعة حالاته وذلك عند ذكره وذكر حديثه وسنته وسماع اسمه وسيرته).

1 ...... في "الشفا"، ج٢، ص٢٥-٢٦: (ومن علاماته مع كثرة ذكره تعظيمه له وتوقيره عند ذكره، وإظهار الخشوع والانكسار مع سماع اسمه).

2 ...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" میں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: نام پاک حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنے بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت سخت وعیدوں میں گرفتار، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے، بہت علما قولِ اوّل کی طرف گئے، ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار رہوا "مجتبی" و "درمختار" وغیرہما میں اسی قول کو مختار واَصح کہا: في "الدر المختار": اختلف في وجوبها على السامع والذاكر كلما ذكر صلى الله تعالى عليه وسلم، والمختار تكرار الوجوب كلما ذكر ولو اتحد المجلس في الأصح اھ، بتلخيص. ترجمہ: درمختار میں ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کیا جائے تو سامع اور ذاکر دونوں پر ہر بار درود وسلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اصح مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود وسلام واجب ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو، اھ، خلاصۃً (ت)۔

دیگر علما نے بنظر آسانیٔ امت قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادائے واجب کے لئے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثوابِ عظیم وفضل جسیم سے بے شک محروم رہا، "کافی" و "قنیہ" وغیرہما میں اسی قول کی تصحیح کی۔ في "رد المحتار": صححه الزاهدي في "المجتبى" لكن صحّح في "الكافي" وجوب الصلاة مرة في كل مجلس كسجود التلاوة للحرج إلّا أنّه يندب تكرار الصلاة في المجلس الواحد بخلاف السجود، وفي "القنية": قيل: يكفي في المجلس مرة كسجدة التلاوة، وبه يفتي، وقد جزم بهذا القول المحقق ابن الهمام في "زاد الفقير"، اھ، ملتقطا. ترجمہ: "ردالمحتار" میں ہے کہ اسے زاہدی نے "مجتبی" میں صحیح قرار دیا ہے لیکن "کافی" میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ درود کے وجوب کو صحیح کہا ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے، البتہ مجلس واحد میں تکرارِ درود مستحب ومندوب ہے بخلاف سجدۂ تلاوت کے، "قنیہ" میں ہے: ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے اور اسی پر فتوی ہے، ابن ہمام نے "زادالفقیر" میں اسی قول پر جزم کیا ہے اھ، ملتقطا (ت)۔

بہرحال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں ہیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ ومعصیت، عاقل کا کام نہیں کہ اسے ترک کرے، وباللہ التوفیق۔

"الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٢٢٢-٢٢٣.

اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے محبت کی علامت یہ ہے، کہ بکثرت ذکر کرے [1] اور درود شریف کی کثرت کرے اور نام پاک لکھے تو اُس کے بعد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکھے، بعض لوگ براہِ اختصار صلعم یا ص لکھتے ہیں، یہ محض ناجائز وحرام ہے [2] اور محبت کی یہ بھی علامت ہے کہ آل واَصحاب، مہاجرین وانصار وجمیع متعلقین ومتوسلین سے محبت رکھے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے دشمنوں سے عداوت رکھے [3]، اگرچہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا کنبہ کے کیوں نہ ہوں [4] اور جو ایسا نہ کرے وہ اِس دعویٰ میں جھوٹا ہے، کیا تم کو نہیں معلوم کہ صحابۂ کرام نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی محبت میں اپنے سب عزیزوں، قریبوں، باپ، بھائیوں اور وطن کو چھوڑا اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے بھی محبت ہو اور اُن کے دشمنوں سے بھی اُلفت...! ایک کو اختیار کر کہ ضِدَّین [5] جمع نہیں ہوسکتیں، چاہے جنت کی راہ چل یا جہنم کو جا۔ نیز علامتِ محبت یہ ہے

---

1 ...... في "الشفا"، ج٢، ص٢٥: (ومن علامات محبة النبي صلى الله عليه وسلم كثرة ذكره له، فمن أحب شيئاً أكثر ذكره).

2 ...... في "حاشية الطحطاوي" على "الدر المختار"، مقدمة الكتاب، ج١، ص٦: (ويكره الرمز بالصلوة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله، وفي بعض المواضع عن "التتارخانية": من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر؛ لأنّه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك ولعله إن صحّ النقل فهو مقيد بقصده وإلّا فالظاهر أنّه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفراً بعد تسليم كونه مذهبا مختارا محله إذا كان اللزوم بينا نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام). "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٢٢١ ـ ٢٢٢، وج٢٣، ص٣٨٧ـ٣٨٨.

3 ...... وفي "الشفا"، ج٢، ص٢٦:(ومنها محبته لمن أحب النبي صلى الله عليه وسلم ومن هو بسببه من آل بيته وصحابته من المهاجرين والأنصار، وعداوة من عاداهم، وبغض من أبغضهم وسبهم، فمن أحب شيئا أحب من يحب).

4 ...... ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَآءَ كُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ پ١٠، التوبة: ٢٣ـ٢٤.

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾، پ٢٨، المجادلة: ٢٢.

5 ...... دومخالف چیزیں۔

کہ شانِ اقدس میں جو الفاظ استعمال کیے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں، کوئی ایسا لفظ جس میں کم تعظیمی کی بُو بھی ہو، کبھی زبان پر نہ لائے، اگر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پکارے تو نام پاک کے ساتھ ندا نہ کرے، کہ یہ جائز نہیں، بلکہ یوں کہے:

"یَا نَبِيَّ اللّٰهِ! یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ!"[1]

اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو تو روضۂ شریف کے سامنے چار ہاتھ کے فاصلہ سے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے، کھڑا ہو کر سر جھکائے ہوئے صلاۃ وسلام عرض کرے، بہُت قریب نہ جائے، نہ اِدھر اُدھر دیکھے[2] اور خبر دار...! خبر دار...!

---

1 ...... ﴿لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا﴾ پ١٨، النور: ٦٣.

وفي "حاشية الصاوي"، ج٤، ص١٤٢١: ﴿لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ﴾ أي: نداء ه بمعنى لا تنادوه باسمه فتقولوا: يا محمد، ولا بكنيته فتقولوا: يا أبا القاسم، بل نادوه وخاطبوه بالتعظيم والتكريم والتوقير بأن تقولوا: يا رسول الله، يانبي الله، يا إمام المرسلين، يا رسول رب العالمين، ياخاتم النبيين، وغير ذلك).

وفي "المعتقد المنتقد"، وكذا يجب توقيره... إلخ، ص١٣٩ـ١٤٠:(وكذايجب توقيره وتعظيمه في الظاهر والباطن وجميع الأحوال، قال الله تعالى: ﴿لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا﴾ أي: برفع الصوت فوق صوته أو ندائه بأسمائه فلا تقولوا: يا محمد يا أحمد بل قولوا: يا نبي الله ويا رسول الله،كما خاطبه به سبحانه، ذكره مجاهد وقتادة، ولا منع من الجمع، وروي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: احذروا دعاء الرسول عليكم إذا أسخطتموه فإنّ دعاء ه موجب ليس كدعاء غيره). "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص١٥٦.

2 ......في "الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، مطلب زيارة النبي صلى الله عليه وسلم، ج١،ص٢٦٥:(فيتوجه إلى قبره صلى الله عليه وسلم......، ثمّ يدنو منه ثلاثة أذرع أو أربعة...... ويقف كما يقف في الصلاة ويمثل صورته الكريمة البهية كأنّه نائم في لحده عالم به يسمع كلامه كذا في "الاختيار شرح المختار"، ثم يقول: السلام عليك يا نبي الله ورحمة الله وبركاته أشهد أنّك رسول الله).

وفي "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط" شرح "لباب المناسك" للملاّ علي القاري، ص٥٠٨: (ثم توجه) أي: بالقلب والقالب (مع رعاية غاية الأدب، فقام تجاه الوجه الشريف) أي: قبالة موجهة قبره المنيف (متواضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار) أي: السكينة، (والهيبة والافتقار غاض الطرف) أي:خافض العين إلى قدامه غير ملتفت إلى غير إمامه وأمامه، (مكفوف الجوارح) أي: مكفوف الأعضاء من الحركات التي هي غير مناسبة لمقامه،(فارغ القلب) أي: عمن سوى مقصوده ومرامه، (واضعا يمينه على شماله) أي: تأدبا في حال إجلاله، (مستقبلا للوجه الكريم مستدبرا للقبلة)؛ لأنّ المقام يقتضي هذه الحالة (تجاه مسمار الفضة) أي: المركبة على جدران تلك البقعة،(على نحو أربعة أذرع) أي: يقف بعيدا على هذا المقدار (لا أقل) أي: لأنّه ليس من شعار آداب الأبرار)، ملتقطاً. "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٧٦٥.

آواز کبھی بلند نہ کرنا، کہ عمر بھر کا سارا کِیا دھرا اَکارت جائے[1] اور محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اقوال وافعال واحوال لوگوں سے دریافت کرے اور اُن کی پیروی کرے۔[2]

عقیدہ (۴۹): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو بہ نظرِ حقارت دیکھے کافر ہے۔[3]

عقیدہ (۵۰): حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ عزوجل کے نائبِ مطلق ہیں[4]، تمام جہان حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے

---

1 ...... {يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ} پ۲۶، الحجرات: ۲.

2 ...... في "الشفا"، فصل في علامة محبته صلى الله عليه وسلم، ج۲، ص۲٤: (اعلم أنّ من أحب شيئاً آثره وآثر موافقته وإلّا لم يكن صادقا في حبه وكان مدعيا فالصادق في حب النبي صلى الله عليه وسلم من تظهر علامة ذلك عليه، وأوّلها: الاقتداء به واستعمال سنته واتباع أقواله وأفعاله وامتثال أوامره واجتناب نواهيه والتأدب بآدابه في عسره ويسره ومنشطه ومكرهه وشاهد هذا قوله تعالى: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾).

3 ...... في "الفتاوى قاضي خان"، كتاب السير، ج٤، ص٤٦٨: (إذا عاب الرجل النبي عليه السلام في شيء كان كافراً).
في "حاشية الصاوي"، ج٤، ص١٤٢١.

4 ...... في "أشعة اللمعات"، ج٤، ص٣١٥: (وے صلى الله عليه وآله وسلم خليفه مطلق ونائب كل جناب اقدس است مے كند ومے دهد هر چه خواهد باذنِ وے۔

یعنی: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ مطلق اور نائبِ کل ہیں جو چاہیں کرتے ہیں اور جو چاہیں عطا فرماتے ہیں۔

فإنّ من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم).

یعنی: یارسول اللہ! دنیا اور آخرت کی ہر نعمت آپ کے جودِ لامحدود سے کچھ حصہ ہے اور آپ کے علومِ کثیرہ سے لوح و قلم کا علم بعض حصہ ہے۔

في "الفتاوى الرضوية"، ج۱٥، ص۲۸۷: ''حضور تمام ملک و ملکوت پر اللہ عزوجل کے نائبِ مطلق ہیں جن کو ربِ عزوجل نے اپنے اسماء وصفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد و مرکب میں تصرف کا اختیار دیا ہے، دولھا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے، اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتا ہے، سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں، یوہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں بادشاہِ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں، تمام جہاں میں ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کی خدمت گار وزیر فرمان ہیں، جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کردیتا ہے ((ما أرى ربك إلّا يسارع في هواك))، ''صحیح بخاری'' کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں: ''میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے''۔ تمام جہاں حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ ((إنما أنا قاسم والله المعطي))، ''صحیح بخاری'' کی حدیث ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں''۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلطنتِ الٰہی کے دولھا ٹھہرے، والحمد للہ رب العالمین''۔

تحتِ تصرّف[1] کر دیا گیا[2]، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں[3]، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں[4]، تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں[5]، تمام آدمیوں کے مالک ہیں[6]،

1...... اختیار میں، زیرِحکم۔

2...... في "أشعة اللمعات"، ج۱، ص۴۳۲: تصرف وقدرت سلطنت وے صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بران بود وملک وملکوت جن وانس وتمامئہ عوالم بتقدیر وتصرف الٰہی عزوعلا در حیطئہ قدرت وتصرف وے بود.

یعنی: حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت اور قدرت سے زیادہ تھی۔ ملک وملکوت جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالی کے تابع کردینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطے میں تھے (اور ہیں)۔

في "جواهر البحار"، ج۳، ص۶۰: (إن الله تعالى اتخذ خليفته في الأكوان منه (أي: من جنس الإنسان وهو الفرد الجامع المحيط بالعالم كله، والعالم كله في قبضته وتحت حكمه وتصرفه يفعل فيه كل ما يريد بلا منازع ولا مدافع وقصارى أمره أنه كان حيثما كان الرب إلهاً كان هو خليفته فلا خروج لشيء من الأكوان عن ألوهية الله تعالى كذلك لا خروج لشيء من الأكوان عن سلطنة هذا الفرد الجامع يتصرف في المملكة بإذن مستخلفه).

3...... في "الجوهر المنظم"، ص۴۲: (أنّه صلى الله عليه وسلم خليفة الله الذي جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت إرادته يعطي منهما من يشاء ويمنع من يشاء)، ملخصاً.

4...... في "المواهب"، ج۱، ص۲۸۔۲۹:

(ألا! بأبي من كان ملكاً وسيداً | وآدم بين الماء والطين واقف
إذا رام أمراً لا يكون خلافه | وليس لذلك الأمر في الكون صارف).

5...... في "نسيم الرياض"، القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى لقدر النبي، ج۲، ص۲۸۱: (فمعنى نبينا الآمر إلى آخره: أنّه لا حاكم سواه، فهو حاكم غير محكوم، فإذا قال في أمر: لا، أو نعم، وهو لا يقول إلّا صواباً موافقاً لرضى الله، فحينئذ لا يخالفه إلّا بقسر قاسر، وليس غيره حاكم يمنعه عما حكم به ويرد أحكامه، فهو أصدق القائلين فيما يقوله).

و"الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص۵۶۵.

6...... حدثني الأعشى المازني قال: ((أتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فأنشدته: **يا مالك الناس** وديان العرب...إلخ)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۶۹۰۲، ج۲، ص۶۴۴).

ترجمہ: اعشی مازنی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے شعر پڑھا: اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا وسزا دینے والے۔

جواُنھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت [1] سے محروم رہے [2]، تمام زمین اُن کی مِلک ہے [3]، تمام جنت اُن کی جاگیر ہے [4]،

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: ''یہ حدیث جلیل اتنے آئمہ کبار نے باسانیدِ متعددہ روایت کی اور طریقِ اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ: اَعشٰی رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی کہ: اے مالکِ آدمیاں، واے جزاوسزادہ عرب صلی اللہ تعالی علیک وبارک وسلم۔

"الفتاوی الرضویة"، ج ۳۰، ص۴٤۷.

1 ...... سنّت کی لذت ومٹھاس۔

2 ...... في "الشفا"، الباب الثاني في لزوم محبته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج۲، ص۱۹: (قال سهل: من لم ير ولاية الرسول عليه في جميع الأحوال ويرى نفسه في ملكه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يذوق حلاوة سنته؛ لأنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من نفسه)) الحديث). "الفتاوی الرضویة"، ج ۳۰، ص٤۲٥.

3 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((واعلموا أنّ الأرض لله ورسوله)). "صحيح البخاري"، كتاب الجزية والموادعة، باب إخراج اليهود من جزيرة العرب، الحديث: ۳۱٦۷، ج۲، ص۲٥٦.

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((موتان الأرض لله ولرسوله)). "السنن الكبرى"، للبيهقي، كتاب إحياء الموات، باب من أحيا أرضاً ميتة ليست لأحد، الحديث: ۱۱۷۸٦، ج٦، ص۲۳۷.

عن ابن عباس قال: ((إنّ عادي الأرض لله ولرسوله)). "السنن الكبرى"، للبيهقي، كتاب إحياء الموات، باب من أحيا أرضاً ميتة ليست لأحد، الحديث: ۱۱۷۸٥، ج٦، ص۲۳۷۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: ''میں کہتا ہوں بَن (جہاں کثرت سے درخت ہوں) جنگل، پہاڑوں اور شہروں کی ملک افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اُن پر ظاہری مِلک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص مِلکِ خدا ورسول ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ورنہ محلوں، احاطوں، گھروں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ ورسول کی مِلک ہیں اگرچہ ظاہری نام مَن وتُو کا لگا ہوا ہے۔ ''زبور شریف'' سے رب العزت کا کلام سن ہی چکے: ''کہ احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا''، صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ تو یہ تخصیصِ مکانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ {وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ} میں تخصیص زمانی کہ حکم اس دن اللہ کے لئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے، مگر وہ دن روز ظہورِ حقیقت وانقطاعِ ادّعا ہے لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلاتخصیص اللہ ورسول کی ملک بتائی وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: ((اعلموا أنّ الأرض لله ولرسوله)). یعنی یقین جان لوکہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں۔ "الفتاوی الرضویة"، ج ۳۰، ص٤٤٥.

4 ...... حدثني ربيعة بن كعب الأسلمي قال: كنت أبيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فآتيه بوضوئه وحاجته، فقال لي: ((سل)) فقلت: أسألك مرافقتك في الجنة، قال: ((أو غير ذلك؟)) قلت: هو ذاك، قال: ((فأعني على نفسك بكثرة السجود)). "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، الحديث: ٤۸۹، ص۲٥۳.

ملکوت السمٰوات والارض حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زیرِ فرمان[1]۔

وفي "المرقاة"، كتاب الصلاة، الحديث: ٨٩٦، ج٢،ص٦١٥، تحت لفظ "سل": (أي: اطلب مني حاجة، وقال ابن حجر: أتحفك بها في مقابلة خدمتك لي، لأنّ هذا هو شأن الكرام، ولا أكرم منهﷺ، ويؤخذ من إطلاقه عليه السلام الأمر بالسؤال أنّ اللّٰه تعالى مكنه من إعطاء كل ما أراد من خزائن الحق، ومن ثم عدّ أئمتنا من خصائصه عليه السلام أنّه يخص من شاء بما شاء..... وذكر ابن سبع في خصائصه وغيره: أنّ اللّٰه تعالىٰ أقطعه أرض الجنة يعطي منها ما شاء لمن يشاء)، ملتقطا.

وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٣١٠.

وفي "أخبار الأخيار"، ص٢١٦: (﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا﴾ [پ١٦، مريم: ٦٣] أي: نورث تلك الجنة محمدا صلى اللّٰه عليه وسلم فيعطي من يشاء ويمنع عمن يشاء، وهو السلطان في الدنيا والآخرة، فله الدنيا وله الجنة وله المشاهدات صلى اللّٰه عليه وسلم)۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کی عطا سے مالک جنت ہیں، معطیِ جنت ہیں، جسے چاہے عطا فرمائیں، امام حجۃ الاسلام غزالی پھر امام احمد قسطلانی ''مواہب لدنیہ'' پھر علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: (إن اللّٰه تعالى ملكه الأرض كلها وأنّه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم كان يقطع أرض الجنة ما شاء منها لمن شاء فأرض الدنيا أولى)۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا اورآخرت کی تمام زمینوں کا حضور کو مالک کردیا ہے، حضور جنت کی زمین میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں جاگیر بخشیں تو دنیا کی زمین کا کیا ذکر!''۔

"الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٦٦٧.

[1]...... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں بحوالہ ''معجم اوسط'' للطبرانی بسندِ حسن سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: (إن النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم أمر الشمس فتأخّرت ساعة من نهار)۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ، وہ فوراً ٹھہر گیا۔

اقول: اس حدیثِ حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نمازِ عصر کی خدمت گزاریٔ محبوبِ باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی۔ امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ الحمدللہ اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السمٰوٰت والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الٰہی کو ان کیلئے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل واکرم وخلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔ حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا، "رأيتك في المهد تناغي القمر وتشير إليه بأصبعك فحيث أشرت إليه مال"۔

میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرح انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

جنت ونار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دیدی گئیں[1]، رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں[2]، دنیا وآخرت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عطا کا ایک حصہ ہے[3]۔..........

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إني كنت أحدثه، ويحدثني ويلهيني عن البكاء وأسمع وجبته حين يسجد تحت العرش)) ۔ ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کا دھماکہ سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔

امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں: "في المعجزات حسن" یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔

جب دودھ پیتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافۃ الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے۔۔ إلخ)۔ "الفتاوی الرضوية"، ج۳۰، ص۴۸۵۔۴۸۸۔

1...... في "الفتاوی الرضوية"، ج۳۰، ص۴۳۱۔۴۳۳: (ينصب إلى يوم القيامة منبر على الصراط وذكر الحديث (إلى أن قال:) ثم يأتي ملك فيقف على أول مرقاةٍ من منبري فينادي معاشر المسلمين: من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا مالك خازن النار إن الله أمرني أن أدفع مفاتيح جهنم إلى محمد وإن محمداً أمرني أن أدفع إلى أبي بكر، هاه اشهدوا هاه اشهدوا، ثم يقف ملك آخر على ثاني مرقاةٍ من منبري فينادي معاشرالمسلمين: من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا رضوان حازن الجنان إن الله أمرني أن أدفع مفاتيح الجنة إلى محمد وإن محمدا أمرني أن أدفعها إلى أبي بكرٍ هاه اشهدوا هاه اشهدوا الحديث۔ أورده العلامة إبراهيم بن عبد الله المدني الشافعي في الباب السابع من كتاب التحقيق في فضل الصديق من كتابه "الاكتفاء في فضل الأربعة الخلفاء")۔

2...... في "المواهب اللدنية"، الفصل الثاني، أعطي مفاتيح الخزائن، ج۲، ص۲۷۸: (أنّه أعطي مفاتيح الخزائن، قال بعضهم: وهي خزائن أجناس العالم ليخرج لهم بقدر ما يطلبونه لذواتهم، فكلّ ما ظهر من رزق العالم فإنّ الاسم الإلهي لا يعطيه إلّا عن محمد ﷺ الذي بيده المفاتيح، كما اختص تعالى بمفاتيح الغيب فلا يعلمها إلّا هو، وأعطى هذا السيد الكريم منزلة الاختصاص بإعطائه مفاتيح الخزائن).

وفي "جواهر البحار"، ج۳، ص۳۷: (فتح الله به على عباده أنواع الخيرات وأبواب السعادات الدنيوية والأخروية، فكل الأرزاق من كفه ﷺ).

3...... (فإنّ من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم).

"الكواكب الدرية في مدح خير البرية" (قصيدة برده) الفصل العاشر، ص۵۹.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" شریف میں ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: "یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا ہے جس میں سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض

احکامِ تشریعیہ [1] حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قبضہ میں کر دیے گئے، کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں [2]۔

کرتے ہیں: ''یارسول اللہ! دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوانِ جود وکرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم جن میں ما کان وما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامِ قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں''۔

"الفتاوی الرضوية"، ج۳۰، ص۴۹۵.

1 ...... احکام کے حلال وحرام کرنے کے اختیارات۔

2 ...... ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ پ۹، الأعراف: ۱۵۷.

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم يوم افتتح مكة: ((لا هجرة ولكن جهاد ونية وإذا استنفرتم فانفروا، فإنّ هذا بلد حرمه الله يوم خلق السموات والأرض، وهو حرام بحرمة الله إلى يوم القيامة، وإنّه لم يحلّ القتال فيه لأحد قبلي ولم يحلّ لي إلّا ساعة من نهار، فهو حرام بحرمة الله إلى يوم القيامة لا يعضد شوكه ولا ينفر صيده ولا يلتقط لقطته إلّا من عرّفها ولا يختلى خلاها))، قال العباس: يا رسول الله إلّا الإذخر فإنّه لقينهم ولبيوتهم، قال: ((إلّا الإذخر)).

"صحيح البخاري"، كتاب جزاء الصيد، باب لا يحل القتال بمكة،الحديث: ۱۸۳٤، ج۱، ص۶۰۶.

في "أشعة اللمعات"، كتاب المناسك، باب حرم مكة، ج۲، ص۴۰۸، تحت لفظ: **((إلّا الإذخر))**: (مگر اذخر كه رد است قطع كردن، ودر مذهب بعضے آنست كه احكام مفوض بود بوے صلى الله عليه وسلم هر چه خواهد وبر هر كه خواهد حلال وحرام گرداند وبعضے گويند باجتهاد گفت، واول اصح واظهر ست والله اعلم).

یعنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''إلّا الإذخر'' فرماتے ہوئے اس گھاس کے کاٹنے کی اجازت دے دی بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ شرع کے احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کردئے گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہتے ہیں جس کے لئے چاہتے ہیں کوئی چیز حلال فرما دیتے ہیں اور حرام کردیتے ہیں۔ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس گھاس کے کاٹنے کی اجازت اپنے اجتہاد سے دی مگر پہلا مذہب صحیح تر اور ظاہر تر ہے۔

وفي "مدارج النبوة"، ج۲، ص۱۸۳: (ومذهب صحيح ومختار آنست كه احكام مفوض ست بحضرت رسالت صلى الله عليه وسلم بهر كه وبهر چه خواهد حكم كند يك فعل بريكى حرام كند وبرديگرى مباح گرداند واين را امثله بسيار ست كما لا يخفى على المتبع حق جل وعلى پيدا كرده وشريعتى نهاده وهمه برسول صلى الله عليه وسلم خود وحبيب خود سپرده است صلى الله عليه وسلم).

اور جوفرض چاہیں معاف فرمادیں۔[1]

عقیدہ (۵۱): سب سے پہلے مرتبۂ نبوّت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ملا۔[2] روزِ میثاق تمام انبیا سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لانے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا[3] ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یعنی: صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جس پہ جو چاہیں حکم کریں۔ایک کام ایک پہ حرام کرتے ہیں اور دوسرے پر مباح۔اس کی بہت مثالیں ہیں جیسا کہ متبع پہ مخفی نہیں۔حق تعالیٰ نے شریعت مقرر کر کے ساری کی ساری اپنے رسول اور اپنے محبوب کے حوالہ کردی (کہ اس میں جس طرح چاہیں ترمیم واضافہ فرمائیں)۔

1 ...... عن رجل منهم أنّه أتى النبي صلى الله عليه وسلم فأسلم على أنّه لايصلي إلّاصلاتين، فقبل ذلك منه).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۰۳۰۹، ج۷، ص۲۸۳۔۲۸۴.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة "**منية اللبيب أنّ التشريع بيد الحبيب**"، ج۳۰، ص۵۰۰۔

والرسالة: "**الأمن والعلى لناعتي المصطفى بدافع البلاء**"، ج۳۰، ص۳۵۹۔

2 ...... عن أبي هريرة قال: قالوا: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم متى وجبت لك النبوة؟ قال: ((وآدم بين الروح والجسد)).

"جامع الترمذي"، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل النبى صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۳۶۲۹، ج۵، ص۳۵۱.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں کہ: "اسی لئے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "مدارج النبوۃ" میں فرماتے ہیں: چوں بود خلقِ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظم الاخلاق بعث کرد خدائے تعالیٰ اُورا بسُوئے کافۂ ناس ومقصور نہ گردانید رسالتِ اُورا بر ناس بلکہ عام گردانید جن وانس را، بلکہ بر جن وانس نیز مقصور نہ گردانید تا آنکہ عام شد تمامۂ عالمین را، پس ہر کہ اللہ تعالیٰ پروردگارِ اوست محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولِ اُوست.

ترجمہ: یعنی چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش تمام مخلوق سے اعظم ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا،آپ کی رسالت کو انسانوں میں منحصر نہیں فرمایا بلکہ جن وانس کے لئے عام کردیا بلکہ جن وانس میں بھی انحصار نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ کی رسالت تمام جہانوں کے لئے عام ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ جس کا پروردگار ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

"الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص۱۵۰.

3 ...... {وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْآ اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ } پ۳، اٰلِ عمرٰن:۸۱.

اور اسی شرط پر یہ منصبِ اعظم اُن کو دیا گیا۔ [1] حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نبی الانبیا ہیں اور تمام انبیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اُمّتی ،سب نے اپنے اپنے عہدِ کریم میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت میں کام کیا[2]، اللہ عزوجل نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے نُور سے تمام عالَم کو منوّر فرمایا[3]، ....

---

1 ...... فـي "تفسير الطبري"، الحديث: ٧٣٢٧، ج٣، ص ٣٣٠، تحت الآية: عن علي بن أبي طالب قال: لم يبعث اللّٰه عز وجل نبيًّا ـ آدمَ فمن بعدَه ـ إلاّ أخذ عليه العهدَ في محمد: لئن بعث وهو حيّ ليؤمنن به ولينصرَنّه، ويأمرُه فيأخذ العهدَ على قومه، فقال: ﴿**وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ**﴾، الآية.

2 ...... في "الخصائص الكبرى"، فائدة في أنّ رسالة النبي صلى الله عليه وسلم عامة لجميع الخلق والأنبياء وأممهم كلهم من أمته، ج١، ص٨ ـ ١٠: (قال الشيخ تقي الدين سبكي في كتابه "التعظيم والمنة" في ﴿**لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ**﴾: في هذه الآية من التنويه بالنبي صلى الله عليه وسلم وتعظيم قدره العلي ما لايخفى، وفيه مع ذلك أنّه على تقدير مجيئه في زمانهم يكون الأمر مرسلا إليهم، فتكون نبوته ورسالته عامة لجميع الخلق من زمن آدم إلى يوم القيامة، وتكون الأنبياء وأممهم كلهم من أمته ويكون قوله: ((بعثت إلى الناس كافة)) لا يختص به الناس من زمانه إلى يوم القيامة، بل يتناول من قبلهم أيضاً، ويتبين بذلك معنى قوله صلى الله عليه وسلم: ((كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد))...... (والنبي صلى الله عليه وسلم خير الخلق، فلا كمال لمخلوق أعظم من كماله، ولا محل أشرف من محله، فعرفنا بالخبر الصحيح حصول ذلك الكمال من قبل خلق آدم لنبينا صلى الله عليه وسلم من ربه سبحانه، وأنّه أعطاه النبوة من ذلك الوقت، ثم أخذ له المواثيق على الأنبياء ليعلموا أنّه المقدم عليهم وأنّه نبيهم ورسولهم، وفي أخذ المواثيق وهي في معنى الاستخلاف)، ملتقطاً. وانظر للتفصيل "**تجلي اليقين بأن نبينا سيد المرسلين**"، ج٣٠، ص١٢٩.

3 ...... {**يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا**﴾. پ٢٢، الأحزاب:٤٥ـ٤٦.

فـي "تفسير روح البيان"، ج٧، ص١٩٧، تحت الآية: (﴿**وَسِرَاجًا مُّنِيرًا**﴾: اعلم أنّ اللّٰه تعالى شبّه نبينا عليه السلام بالسراج لوجوه: الأوّل: أنّه يستضاء به في ظلمات الجهل والغواية ويهتدي بأنواره إلى مناهج الرشد والهداية كما يهتدي بالسراج المنير في الظلام إلى سمت المرام،......والرابع: أنّ السراج الواحد يوقد منه ألف سراج ولا ينقص من نوره شيء، وقد اتفق أهل الظاهر والشهود على أنّ اللّٰه تعالى خلق جميع الأشياء من نور محمد ولم ينقص من نوره شيء، وهذا كما روي أنّ موسى عليه السلام قال: يا رب! أريد أن أعرف خزائنك، فقال له: اجعل على باب خيمتك نارا يأخذ كل إنسان سراجا من نارك ففعل فقال: هل نقص من نارك قال: لا يا رب، قال: فكذلك خزائني، وأيضا علوم الشريعة وفوائد الطريقة وأنوار المعرفة وأسرار الحقيقة قد ظهرت في علماء أمته وهي بحالها في نفسه عليه السلام ألا ترى أنّ نور القمر مستفاد من الشمس ونور الشمس بحاله، وفي "القصيدة البردية":

بایں معنی ہر جگہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تشریف فرما ہیں۔ ؎

کالشمس في وسط السماءِ ونُورُها
يغشي البلاد مشارقاً ومغارباً (1)

فإنّه شمس فضل هم كواكبها   يظهرن أنوارها للناس في الظلم

تو مهر منيرى همه اخترند   تو سلطان ملكى همه لشكرند

أي: أنّ سيدنا محمداً عليه السلام شمس من فضل اللّٰه طلعت على العالمين، والأنبياء أقمارها يظهرن الأنوار المستفادة منها، وهي العلوم والحكم في عالم الشهادة عند غيبتها ويختفين عند ظهور سلطان الشمس فينسخ دينه سائر الأديان. وفيه إشارة إلى أنّ المقتبس من نور القمر كالمقتبس من نور الشمس،...... والخامس: أنّه عليه السلام يضيء من جميع الجهات الكونية إلى جميع العوالم كما أنّ السراج يضيء من كل جانب، وأيضاً يضيء لأمته كلهم كالسراج لجميع الجهات إلّا من عمى مثل أبي جهل ومن تبعه على صفته، فإنّه لا يستضيء بنوره ولا يراه حقيقة كما قال تعالى: ﴿**وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ**﴾... إلخ)، ملتقطاً.

وفي "المصنف" لعبد الرزاق بسنده، كتاب الإيمان، باب في تخليق نور محمد، الجزء المفقود من الجزء الأوّل، الحديث: ١٨، ص٦٣، وفي "المواهب اللدنية"، ج١، ص ٧١ـ٧٢، واللفظ لـ"المواهب": عن جابر بن عبد اللّٰه الأنصاري قال: قلت يا رسول اللّٰه بأبي أنت وأمي، أخبرني عن أوّل شيء خلقه اللّٰه تعالى قبل الأشياء، قال: ((يا جابر إنّ اللّٰه تعالى قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره، فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء اللّٰه تعالى، ولم يكن في ذلك الوقت لوح ولا قلم، ولا جنة ولا نار، ولا ملك ولا سماء، ولا أرض ولا شمس ولا قمر، ولا جني ولا إنسي، فلما أراد اللّٰه تعالى أن يخلق الخلق قسم ذلك النور أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأوّل القلم، ومن الثاني اللوح، ومن الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأوّل حملة العرش، ومن الثاني الكرسي، ومن الثالث باقي الملائكة، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأوّل السمٰوات، ومن الثاني الأرضين ومن الثالث الجنة والنار، ثم قسم الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأول نور أبصار المؤمنين، ومن الثاني نور قلوبهم ـوهي المعرفة باللّٰهـ ومن الثالث نور أنسهم، وهو التوحيد، لا إله إلّا اللّٰه محمد رسول اللّٰه)).

(1) ......*یعنی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمانوں کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔* "تفسير روح المعاني"، پ٢٢، الأحزاب، تحت الآية: ٤٠، الجزء الثاني والعشرون، ص٢٩٤.

وانظر للتفصيل: "**صلات الصفاء في نور المصطفى**"، ج٣٠، ص٦٥٧۔

مگر کورِ باطن کا کیا علاج ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ [1]

مسئلۂ ضروریہ: انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں، انکا ذکر تلاوتِ قرآن و روایتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے، اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال...! مولیٰ عزوجل اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اُس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بنا سکتا[2] اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردودِ بارگاہ ہو، پھر اُنکے یہ افعال جن کو زَلّت ولغزش سے تعبیر کیا جائے

---

1 ......یعنی: اگر چمگادڑ کو دن میں روشنی نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا قصور۔

2 ...... في "أشعة اللمعات": (درقرآن مجید بآدم نسبت عصیان کردہ وعتاب نمودہ مبنی برعلوشان قرب اوست ومالک رامیرسد کہ برترک اولی وافضل اگرچہ بحد معصیت نرسد بہ بندئہ خود ہرچہ خواہد بگوید وعتاب نماید دیگری رامجال نہ کہ تواند گفت واینجا ادبی ست کہ لازم ست رعایت آن وآن انیست کہ اگر از جانب حضرت بہ بعض انبیا کہ مقربان درگاہ اند عتابی وخطابی رودیا از جانب ایشان کہ بندگان خاص اویند تواضعی وذلتی وانکساری صادر گردد کہ موہم نقص بود مارانباید کہ دران دخل کینم وبدان تکلم نمائیم).

"أشعة اللمعات"، كتاب الإيمان، الفصل الأول، ج۱، ص۴۳.

ترجمہ: قرآن مجید میں جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف عصیاں و نافرمانی کی نسبت کی اوران پر عتاب فرمایا وہ حضرت آدم علیہ السلام کے خدائے تعالی کے مقرب ہونے اوران کی بلندی شان پرمبنی ہے اور مالک کو حق پہنچتا ہے کہ اولیٰ وافضل چیز کے ترک کرنے پر اگر چہ وہ معصیت کی حد تک نہ پہنچے اپنے بندے کو جو کچھ چاہے کہے اور عتاب کرے دوسرے کسی کو کچھ بھی کہنے کی مجال نہیں ہے یہ نہایت ادب کا مقام ہے جس کا لحاظ ضروری ہے اور وہ ادب یہ ہے کہ اگر خداوندتعالی کی جانب سے بعض انبیاء علیہم السلام پر جو اس کی درگاہ کے مقرب ہیں عتاب نازل ہو یا ان کی طرف خطا کی نسبت کی گئی ہو یا خود ان انبیاء (علیہم السلام) کی طرف سے جو کہ اس کے خاص بندے ہیں تواضع، عاجزی وانکساری کی بات صادر ہو جس سے ان میں نقص وعیب کا وہم پڑتا ہو، تو ہم بندوں کو اس میں دخل دینے یا اسے زبان پر لانے کی ہرگز اجازت نہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں کہ: "غیر تلاوت میں اپنی طرف سے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نافرمانی وگناہ کی نسبت حرام ہے۔ ائمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعت علمائے کرام نے اسے کفر بتایا، مولیٰ کو شایان ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر فرمائے، فرمائے دوسرا کہے تو اس کی زبان

ہزار ہا حِکَم ومَصالح پر مبنی، ہزار ہا فوائد و برکات کی مُثمِر [1] ہوتی ہیں، ایک لغزشِ اَبِیْنَا آدم علیہ الصلاۃ والسلام [2] کو دیکھیے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اُترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مثُوبات [3] کے دروازے بندرہتے، اُن سب کا فتحِ باب ایک لغزشِ آدم کا نتیجۂ بارکہ وثمرۂ طیّبہ ہے۔ بالجملہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی لغزش، مَن وتُو کس شمار میں ہیں، صدیقین کی حَسَنات سے افضل واعلیٰ ہے۔

"حَسَنَاتُ الأَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ." [4]

گدّی کے پیچھے سے کھینچی جائے للّٰہ المثل الأعلی، بلاتشبیہ یوں خیال کرو کہ زید نے اپنے بیٹے عمرو کو اس کی کسی لغزش یا بھول پر متنبہ کرنے ادب دینے حزم وعزم واحتیاط اتم سکھانے کے لئے مثلاً بیہودہ نالائق احمق وغیرہا الفاظ سے تعبیر کیا باپ کو اس کا اختیار تھا اب کیا عمرو کا بیٹا بکر یا غلام خالد انہیں الفاظ کو سند بنا کر اپنے باپ اور آقا عمرو کو یہ الفاظ کہہ سکتا ہے، حاشا اگر کہے گا سخت گستاخ ومردود ناسزاو مستحق عذاب وتعزیر وسزا ہوگا، جب یہاں یہ حالت ہے تو اللہ عزوجل کی ریس کر کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں ایسے لفظ کا بکنے والا کیونکر سخت شدید ومدید عذابِ جہنم وغضب الٰہی کا مستحق نہ ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابوعبداللہ قرطبی تفسیر میں زیرِ قولہ تعالیٰ: ﴿وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: قال القاضي أبو بکر بن العربي رحمه اللّٰه تعالی: (لا یجوز لأحد منّا الیوم أن یخبر بذلك عن آدم علیه الصّلاة والسّلام إلّا إذا ذکرناه في أثناء قوله تعالی عنه أو قول نبیه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم، فأمّا أن نبتدئ ذلك من قبل أنفسنا فلیس بجائز لنا في آبائنا الأدنین إلینا المماثلین لنا فکیف بأبینا الأقدم الأعظم الأکبر النبي المقدم صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم وعلی جمیع الأنبیاء والمرسلین).

"الجامع لأحکام القرآن" للقرطبي، پ١٦، الآیة: ١٢١، ج٦، ص١٣٧۔

امام ابوعبداللہ محمد بن عبدری ابن الحاج "مدخل"، ج١، الجزء الاول ص٢٣٧، میں فرماتے ہیں: (قد قال علماؤنا رحمهم اللّٰه تعالی: أنّ من قال عن نبي من الأنبیاء علیهم الصّلاة والسلام في غیر التلاوة والحدیث: أنّه عصی أو خالف فقد کفر، نعوذ باللّٰه من ذلك).

ایسے امور میں سخت احتیاط فرض ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا حسن ادب عطا فرمائے۔ آمین.

"الفتاوی الرضویة" ج١، ص ٨٢٣۔٨٢٤.

1. ...... ہزاروں حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل، ہزاروں فائدوں اور برکتوں کو لانے والی۔
2. ...... ہمارے باپ آدم علیہ السلام کی ایک لغزش۔
3. ...... نیکیوں کے اجر۔
4. ...... "کشف الخفاء" للعجلوني، ج١، ص٣١٨. و"النبراس"، الملائکة علیهم السلام، ص٢٨٦.
یعنی: نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے لیے خطاؤں کا درجہ رکھتی ہیں۔

ملائکہ کا بیان

فرشتے اجسامِ نوری ہیں، اللہ تعالٰی نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں[1]، کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔[2]

عقیدہ (۱): وہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الٰہی ہے[3]، خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے[4]، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطأً، وہ اللہ (عزوجل) کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغائر وکبائر[5] سے پاک ہیں۔[6]

1...... عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((خلقت الملائكة من نور)). "صحيح المسلم"، كتاب الزهد، باب في أحاديث متفرقة، الحديث: ٢٩٩٦، ص١٥٩٧.

في "شرح المقاصد"، المبحث الثالث، ج٢، ص٥٠٠: (ظاهر الكتاب والسنة، وهو قول أكثر الأمة: أنّ الملائكة أجسام لطيفة نورانية قادرة على التشكلات بأشكال مختلفة).

و"شرح المقاصد"، المبحث السابع، الملائكة، ج٣، ص٣١٨ ـ ٣١٩. و"منح الروض الأزهر"، ص١٢.

2...... عن أبي عثمان قال: أنبئت أنّ جبريل أتى النبي صلى الله عليه وسلم وعنده أم سلمة فجعل يتحدث، فقال النبي صلى الله عليه وسلم لأم سلمة: ((من هذا؟)) أو كما قال، قالت: هذا دحية...إلخ.

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، كتاب فضائل القرآن، الحديث: ٤٩٨٠، ص٤٣٢.

في "فتح الباري"، ج٩، ص٥، تحت الحديث: (وكان جبريل يأتي النبي صلى الله عليه وسلم غالباً على صورته).

عن أنس رضي الله عنه، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول:((يأتيني جبريل عليه السلام على صورة دحية الكلبي))، قال أنس: وكان دحية رجلا جميلا أبيض. "المعجم الكبير" للطبراني، ج١، ص٢٦١، الحديث: ٧٥٨.

وأخرج أبو الشيخ عن شريح بن عبيد الله: أنّ النبي صلى الله عليه وسلم لما صعد إلى السماء، رأى جبريل في خلقته منظوم أجنحته بالزبرجد، واللؤلؤ، والياقوت، قال: ((فخيل لي أنّ ما بين عينيه قد سد الأفق، وكنت أراه قبل ذلك على صور مختلفة، وأكثر ما كنت أراه على صورة دحية الكلبي، وكنت أحياناً أراه كما يرى الرجل صاحبه من وراء الغربال)).

"الحبائك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص٤.

3...... ﴿ **وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ**﴾. پ١٤، النحل: ٥٠.

4...... ﴿**لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ**﴾. پ٢٨، التحريم: ٦.

5...... چھوٹے بڑے گناہوں۔

6...... في "تفسير الكبير"، پ ا، البقرة، ج١، ص٣٨٩، تحت الآية: ٣٠: (الجمهور الأعظم من علماء الدين اتفقوا على عصمة كل الملائكة عن جميع الذنوب......، ولنا وجوه، الأوّل: قوله تعالى:﴿**لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ**﴾. پ٢٨، التحريم: ٦، إلّا أنّ هذه الآية مختصة بملائكة النار فإذا أردنا الدلالة العامة تمسكنا بقوله تعالى:﴿ **يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ**

عقیدہ (۲): ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں، بعض کے ذمّہ حضراتِ انبیائے کرام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق ہوا چلانا[1]، کسی کے متعلق روزی پہنچانا[2]، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا[3]، کسی

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾پ١٤، النحل: ٥٠، فقوله: ويفعلون ما يؤمرون يتناول جميع فعل المأمورات وترك المنهيات، لأنّ المنهي عن الشيء مأمور بتركه، فإن قيل ما الدليل على أنّ قوله: ويفعلون ما يؤمرون يفيد العموم قلنا لأنّه لا شيء من المأمورات إلّا ويصح الاستثناء منه والاستثناء يخرج من الكلام ما لولاه لدخل على ما بيناه في أصول الفقه، والثاني: قوله تعالى:﴿ **بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ** ﴾. پ١٧، الأنبياء:٢٦-٢٧. فهذا صريح في براء تهم عن المعاصي وكونهم متوقفين في كل الأمور إلّا بمقتضى الأمر والوحي). ملتقطا

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٩٠: (الملائكة (الذين هم عباد) للّٰه تعالى من حيث أنّهم مخلوقون، (مكرمون لايسبقونه بالقول، وهم بأمره) سبحانه (يعملون)، لا يعملون قط ما لم يأمرهم به، (لا يوصفون) أي: الملا ئكة عليهم السلام (بمعصية) صغيرة ولا كبيرة؛ لأنّهم كالأنبياء معصومون)، ملتقطاً.

1...... ﴿**فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا** ﴾. پ٣٠، النّٰزعٰت: ٥.

وفي " تفسير البغوي"، ج٤، ص٤١١، تحت الآية :٥: (﴿ **فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا** ﴾ قال ابن عباس: هم الملائكة وكّلوا بأمور عرّفهم اللّٰه عزّوجلّ العمل بها. قال عبد الرحمن بن سابط: يدبر الأمر في الدنيا أربعة جبريل وميكائيل وملك الموت وإسرافيل عليهم السلام، أمّا جبريل فموكل بالوحي والبطش وهزم الجيوش، وأمّا ميكائيل فموكل بالمطر والنبات والأرزاق، وأمّا ملك الموت فموكل بقبض الأنفس، وأمّا إسرافيل فهو صاحب الصور، ولا ينزل إلّا للأمر العظيم).

والبيهقي في "شعب الإيمان"، الحديث: ١٥٨، ج١، ص١٧٧.

وفي "التفسير الكبير"، ج١١، ص٢٩، تحت الآية: ٥: (فأجمعوا على أنّهم هم الملا ئكة : قال مقاتل: يعني جبريل وميكائيل وإسرافيل وعزرائيل عليهم السلام يدبّرون أمر اللّٰه تعالى في أهل الأرض، وهم المقسمات أمرا ، أمّا جبريل فوكّل بالرياح والجنود، وأمّا ميكائيل فوكل بالقطر والنبات، وأمّا ملك الموت فوكّل بقبض الأنفس، وأمّا إسرافيل فهو ينزل بالأمر عليهم، وقوم منهم موكلون بحفظ بني آدم، وقوم آخرون بكتابة أعمالهم، وقوم آخرون بالخسف والمسخ والرياح والسحاب والأمطار).

2...... عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم :((إنّ للّٰه تعالى ملائكة موكلين بأرزاق بني آدم)). "كنزالعمال"، ج٤، ص١٣، الحديث:٩٣١٧.

3...... عن حذيفة بن أسيد قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((إذا مرّ بالنطفة اثنتان وأربعون ليلة، بعث اللّٰه إليها ملكاً **فصوّرها** وخلق سمعها وبصرها وجلدها ولحمها وعظامها...إلخ)). "صحيح مسلم"، كتاب القدر، باب كيفية الخلق الآدمي ...إلخ، الحديث:٢٦٤٥، ص١٤٢٢.

کے متعلق بدنِ انسان کے اندر تصرّف کرنا[1]، کسی کے متعلق انسان کی دشمنوں سے حفاظت کرنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کر کے اُس میں حاضر ہونا[2]، کسی کے متعلق انسان کے نامۂ اعمال لکھنا[3]، بعضوں کا دربارِ رسالت میں حاضر ہونا[4]، کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کی صلاۃ وسلام پہنچانا[5]۔

---

1 ...... انظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، ج ٣٠، ص ٦٢٠ ـ ٦٢١.

2 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ للّٰه تبارك وتعالى ملا ئكة سيارة فضلا يبتغون مجالس الذكر، فإذا وجدوا مجلساً فيه ذكر قعدوا معهم...إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل مجالس الذكر، الحديث: ٢٦٨٩، ص ١٤٤٤.

3 ...... في "تفسير الطبري"، پ ٢٦، ق، ج ١١، ص ٤١٦، تحت الآية: ١٧: عن منصور، عن مجاهد ﴿**إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ**﴾ قال: ملك عن يمينه، وآخر عن يساره، فأما الذي عن يمينه فيكتب الخير، وأما الذي عن شماله فيكتب الشرّ). عن منصور، عن مجاهد، قال: (مع كل إنسان مَلكان: ملك عن يمينه، وملك عن يساره، قال: فأما الذي عن يمينه، فيكتب الخير، وأما الذي عن يساره فيكتب الشرّ).

4 ...... في "تفسير ابن كثير"، پ ٢٢، الأحزاب، ج٦، ص٤٢٣، تحت الآية: ٥٦: عن نُبَيه بن وهب، أنّ كعباً دخل على عائشة، رضي اللّٰه عنها، فذكروا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال كعب: (ما من فجر يطلع إلاّ نزل سبعون ألفًا من الملائكة حتى يحفون بالقبر يضربون بأجنحتهم ويصلون على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، سبعون ألفا بالليل، وسبعون ألفا بالنهار، حتى إذا انشقت عنه الأرض خرج في سبعين ألفا من الملائكة يزفونه).

5 ...... عن عمار بن ياسر قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إن اللّٰه وكّل بقبري ملكاً أعطاه أسماع الخلائق، فلا يصلي عليّ أحد إلى يوم القيامة إلاّ أبلغني بإسمه واسم أبيه، هذا فلان بن فلان، قد صلى عليك)). "مجمع الزوائد"، كتاب الأدعية، باب في الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الدعاء وغيره، الحديث: ١٧٢٩١، ج ١٠، ص ٢٥١.

وفي رواية: عن يزيد الرقاشي: (إنّ ملكا موكل بمن صلى على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن يبلغ عنه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إنّ فلانا من أمتك صلى عليك).

وفي رواية: عن عبد اللّٰه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ للّٰه ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني عن أمتي السلام)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب صلاة التطوع والإمامة، باب في ثواب الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ٥ـ١١، ج٢، ص٣٩٩.

بعضوں کے متعلق مُردوں سے سوال کرنا[1]، کسی کے ذمّہ قبضِ روح کرنا[2]، بعضوں کے ذمّہ عذاب کرنا[3]، کسی کے متعلق صُور پُھونکنا[4] اور اِن کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔

عقیدہ (۳): فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت۔[5]

عقیدہ (۴): اُن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔

---

1 ...... عن أنس رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((العبد إذا وضع في قبره وتولي وذهب أصحابه حتى إنّه ليسمع قرع نعالهم، أتاه ملكان فأقعداه فيقولان له: ما كنت تقول في هذا الرجل محمد صلى اللّٰه عليه وسلم فيقول: أشهد أنّه عبد اللّٰه ورسوله...إلخ)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، الحديث:١٣٣٨، ج ١، ص ٤٥٠.

عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إذا قبر الميت ـأو قال: أحدكمـ أتاه ملكان أسودان أزرقان يقال لأحدهما المنكر والآخر النكير، فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول: هو عبد اللّٰه ورسوله، أشهد أن لا إله إلّا اللّٰه وأنّ محمداً عبده ورسوله... إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧.

2 ...... ﴿قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾ پ ٢١، السجدة: ١١.

في "تفسير الخازن"، تحت الآية: (﴿قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ﴾ أي: يقبض أرواحكم حتى لا يبقى أحد ممن كتب عليه الموت ﴿مَلَكُ الْمَوْتِ﴾ وهو عزرائيل عليه السلام ﴿الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾ أي: أنّه لا يغفل عنكم وإذا جاء أجل أحدكم لا يؤخرساعة ولا شغل له إلّا ذلك). ج ٣، ص٤٧٦.

3 ...... وأخرج أبو الشيخ عن ابن سابط قال:... فوكل جبريل بالكتاب أن ينزل به إلى الرسل، ووكل جبريل أيضا بالهلكات إذا أراد اللّٰه أن يهلك قوما). "الحبائك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص٣.

4 ...... عن أبي سعيد قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إسرافيل صاحب الصور)).

"الحبائك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص٧.

5 ...... "منح الروض الأزهر"، ص١٢: ("وملائكته" منزهون عن صفة الذكورية ونعت الأنوثية).

و"شرح العقائد النسفية"، مبحث الملا ئكة عباد اللّٰه... إلخ، ص١٤٢.

وفي "شرح المقاصد"، المبحث السابع الملائكة، ج٣، ص٣١٨.

عقیدہ (۵): انکی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا[1] اور اُس کے بتائے سے اُس کا رسول۔ چار فرشتے بہت مشہور ہیں: جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔[2]

1...... ﴿**وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ**﴾ پ۲۹، المدثر: ۳۱.

في "تفسيرجلا لين"، ص ۴۸۱، تحت الآية : ۳۱: (﴿**وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ**﴾ الملائكة في قوّتهم وأعوانهم).

وفي "تفسيرالبغوی"، المدثر، ج ۴، ص ۳۸۵، تحت الآية: (﴿**وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ**﴾، قال مقاتل: هذا جواب أبي جهل حين قال: أما لمحمد أعوان إلّا تسعة عشر؟ قال عطاء: وما يعلم جنود ربك إلا هو، يعني من الملا ئكة الذين خلقهم لتعذيب أهل النار، لا يعلم عدتهم إلّا اللّٰه، والمعنى أنّ تسعة عشر هم خزنة النار، ولهم من الأعوان والجنود من الملا ئكة ما لايعلمهم إلّا اللّٰه عزّوجل).

وفي "التفسير الكبير"، المدثر، تحت الآية: ۳۱، ج ۱۰، ص ۷۱۳: (﴿**وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ**﴾ فهب أنّ هؤلاء تسعة عشر إلّا أنّ لكلّ واحد منهم من الأعوان والجنود ما لا يعلم عددهم إلّا اللّٰه، وثانيها: وما يعلم جنود ربك لفرط كثرتها إلّا هو فلا يعز عليه تتميم الخزنة عشرين ولكن له في هذا العدد حكمة لا يعلمها الخلق وهو جل جلاله يعلمها).

2...... في "التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ۳۰، ج ۱، ص ۳۸۶: (أكابر الملائكة فمنهم جبرئيل وميكائيل صلوات اللّٰه عليهما لقوله تعالى: ﴿**مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ**﴾...... ومن جملة أكابر الملائكة إسرافيل وعزرائيل صلوات اللّٰه عليهما، وقد ثبت وجودهما بالأخبار وثبت بالخبر أنّ عزرائيل هو ملك الموت على ما قال تعالى: ﴿**قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ**﴾...... وأمّا إسرافيل عليه السلام فقد دلت الأخبار على أنّه صاحب الصور على ما قال تعالى: ﴿**وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ**﴾، ملتقطاً.

وفي "تكميل الإيمان"، ص ۶۲: (وازجملہ فرشتگان چهار فرشته مقرب تراند که عظائم امور عالم ودائم مهام ملک ملکوت بایشان مفوض است یک جبرائیل............ ومیکائیل ...... واسرافیل ...... وعزرائیل)، ملتقطاً.

یعنی: تمام فرشتوں میں چار فرشتے مقرب تر ہیں جن کو عالم کے بڑے بڑے امور اور ملک وملکوت کے عظیم کام سپرد ہیں ان میں سے ایک جبریل ہیں دوسرے میکائیل، تیسرے اسرافیل اور چوتھے عزرائیل ہیں۔

عقیدہ(٦): کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے[1]، جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض[2] کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا، یہ قریب بکلمۂ کُفر ہے۔[3]

عقیدہ(٧): فرشتوں کے وجود کا انکار[4]، یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کُفر ہیں۔

---

1 ...... (من شتم ملكاً أو أبغضه فإنّه يصير كافراً كما في الأنبياء، ومن ذكر الأنبياء أو ملكاً بالحقارة فإنّه يصير كافراً).

"تمهيد" لأبي شكور سالمي،ص ١٢٢.

وفي "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٦: (رجل عاب ملكاً من الملائكة كفر).

2 ...... قابلِ نفرت۔

3 ...... (ويكفر بقوله لغيره: رؤيتي إياك كرؤية ملك الموت عند البعض خلافا للأكثر، وقيل به إن قاله لعداوته، لا لكراهة الموت). "البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص٢٠٥، ملتقطاً.

وفي "مجمع الأنهر"، كتاب السير والجهاد، ج٢، ص٥٠٧: (قال: لقاؤك عليّ كلقاء ملك الموت إن قاله لكراهة الموت لا يكفر، وإن قاله إهانة لملك الموت يكفر، ويكفر بتعييبه ملكاً من الملائكة أو بالاستخفاف به).

وفي "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٦: (إذا قال لغيره: رؤيتي إياك كرؤية ملك الموت، فهذا خطأ عظيم، وهل يكفر هذا القائل؟ فيه اختلاف المشايخ، بعضهم قالوا: يكفر وأكثرهم على أنّه لا يكفر، كذا في "المحيط"، وفي "الخانية": وقال بعضهم: إن قال ذلك لعداوة ملك الموت يصير كافراً، وإن قال لكراهة الموت لا يصير كافرا، ولو قال: روى فلان دشمن ميدارم چون روى ملک الموت (أي: أكره رؤية فلان مثل رؤية ملك الموت) أكثر المشايخ على أنّه يكفر).

4 ...... في "شرح الشفا" للقارئ، في حكم من سب الله تعالى وملائكته إلى آخره، ج٢، ص٥٢٢: ("وكذلك من أنكر شيئاً مما نصّ فيه القرآن" به كوجود الملائكة ومجيء القيامة).

جِنّ کا بیان

عقیدہ (۱): یہ آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔[1] اِن میں بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں[2]، اِن کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں[3]، اِن کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں[4]، یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہیں[5]، اِن میں توالد و تناسل ہوتا ہے[6]، کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔[7]

1...... ﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾. پ١٤، الحجر: ٢٧.

في "مدارك التنزيل وحقائق التأويل" للنسفي، تحت هذه الآية، ص٥٨٠: (﴿وَالْجَآنَّ﴾ أبا الجن كآدم للناس أو هو إبليس وهو منصوب بفعل مضمر يفسره ﴿ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ ﴾ من قبل آدم ﴿ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴾ من نار الحر الشديد النافذ في المسام قيل: هذه السموم جزء من سبعين جزءاً من سموم النار التي خلق الله منها الجان).

("مدارك التنزيل وحقائق التأويل" للنسفي، ص٥٨٠).

2...... "شرح المقاصد"، المبحث الثالث، ج٢، ص٥٠٠: (والجن أجسام لطيفة هوائية تتشكل بأشكال مختلفة).

3...... انظر "الحياة الحيوان الكبرى"، ج١، ص٢٩٨.

و "صفة الصفوة" لابن الجوزي، ج٢، الجزء الرابع، ص٣٥٧-٣٥٨.

4...... في "التفسير الكبير"، ج١، ص٨٥: (الجن منهم أخيار ومنهم أشرار والشياطين اسم لأشرار الجن).

5...... في "التفسير الكبير"، ج١، ص٧٩: (أنّها أجسام هوائية قادرة على التشكل بأشكال مختلفة، ولها عقول وأفهام وقدرة على أعمال صعبة شاقة).

6...... ان کے یہاں اولاد پیدا ہوتی اور نسل چلتی ہے۔

7...... في "الفتاوى الحديثية"، ص٩٠: (اتفقوا على أنّ الملائكة لا يأكلون ولا يشربون ولا ينكحون، وأمّا الجن فإنّهم يأكلون ويشربون وينكحون ويتوالدون).

في "التفسير الكبير": (الجن والشياطين فإنّهم يأكلون ويشربون، قال عليه السلام في الروث والعظم: ((إنّه زاد إخوانكم من الجن)) وأيضاً فإنّهم يتوالدون قال تعالى: ﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِيْ﴾، الكهف ٥٠.

("التفسير الكبير"، ج١، ص٨٥).

عقیدہ (۲): اِن میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی[1]، مگر اِن کے کفّار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، اور اِن میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنّی بھی ہیں، بد مذہب بھی[2]، اور اِن میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔

عقیدہ (۳): اِن کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔[3]

1...... ﴿وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ پ۲۹، الجن: ۱۱.

وفي "تفسير الجلالين"، ص۴۷۶، تحت الآية: (﴿كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ فرقاً مختلفين مسلمين وكافرين).

2...... وفي "الجامع لأحكام القرآن"، تحت الآية: (﴿كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ والمعنى: أي: لم يكن كلّ الجن كفاراً بل كانوا مختلفين: منهم كفار، ومنهم مؤمنون صلحاء، ومنهم مؤمنون غيرصلحاء. وقال السدي في قوله تعالى: ﴿طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ قال: في الجن مثلكم قدرية ومرجئة وخوارج، وروافضة، وشيعة وسنية)، ملتقطاً.

("الجامع لأحكام القرآن"، ج۱۰، ص۱۲).

وفي "تفسير روح البيان": (قالوا في الجن قدرية ومرجئة وخوارج وروافض وشيعية وسنية)۔

("تفسير روح البيان"، ج۱۰، ص۱۹۴)۔

3...... في "الفتاوى الحديثية"، ص۱۶۷: (وأمّا الجان فأهل السنة يؤمنون بوجودهم، وإنكار المعتزلة لوجودهم، فيه مخالفة للكتاب والسنة والإجماع، بل ألزموا به كفراً؛ لأنّ فيه تكذيب النصوص القطعية بوجودهم، ومن ثم قال بعض المالكية: الصواب كفر من أنكر وجودهم؛ لأنّه جحد نص القرآن والسنن المتواترة والإجماع الضروري وهم مكلفون قطعاً).

عالمِ برزخ کا بیان

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالَم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں[1]، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام اِنس وجن کو حسبِ مراتب اُس میں رہنا ہوتا ہے[2]، اور یہ عالَم اِس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو[3]، برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔[4]

عقیدہ (۱): ہر شخص کی جتنی زندگی مقرّر ہے اُس میں نہ زیادتی ہوسکتی ہے نہ کمی[5]، جب زندگی کا وقت پورا ہوجاتا ہے، اُس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبضِ روح کے لیے آتے ہیں[6]۔ ------------------------------

---

1...... ﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾، پ۱۸، المؤمنون:۱۰۰.

في "تفسير الطبري"، ج۹، ص۲٤٤، تحت الآية: (أخبرنا عُبيد قال: سمعت الضحاك يقول: البرزخ: ما بين الدنيا والآخرة).

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج٦، ص۱۱۳، تحت الآية: (والبرزخ ما بين الدنيا والآخرة من وقت الموت إلى البعث، فمن مات فقد دخل في البرزخ).

2...... في "الفتوحات المكية"، الباب الثالث والستون في معرفة بقاء الناس --- إلخ، ج۱، ص٦٨٦: (وكلّ إنسان في البرزخ مرهون بكسبه محبوس فى صور أعماله إلى أن يبعث يوم القيامة من تلك الصور فى النشأة الآخرة والله يقول الحق وهو يهدي السبيل). و"ملفوظات"، حصہ٤، ص۱٥٥۔

3...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''علماء فرماتے ہیں: دنیا کو برزخ سے وہی نسبت ہے جو رحم مادر کو دنیا سے، پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے''۔ "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۷۰۷.

4...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، باب حديث: أكثروا من ذكر هادم اللذات، الحديث: ۲٤٦٨، ج٤، ص۲۰۹.

5...... ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ ۢبِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾۔

﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾. پ١٤، النحل:٦١.

في "تفسير الخازن"، ج۳، ص۱۲۸، تحت هذه الآية: (يعني: لا يؤخرون ساعة عن الأجل الذي جعله الله لهم ولا ينقصون عنه). وفي مقام آخر، پ۱۳، الرعد، ج۳، ص۷۰: (قوله تعالى: ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾، فدلّ ذلك على أنّ الآجال لا تزيد ولا تنقص).

6...... {قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ }. پ۲۱، السجدة:۱۱.   =

اور اُس شخص کے دہنے بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے فرشتے دکھائی دیتے ہیں، مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے دہنے بائیں عذاب کے۔(1) --------------------------------

---

= في "تفسير البغوي"، ج٣، ص٤٣٠، تحت الآية: (﴿قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ﴾ يقبض أرواحكم ﴿مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾، أي: وكل بقبض أرواحكم وهوعزرائيل).

(1)...... عن البراء بن عازب قال [وفيه] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ العبد المؤمن إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة نزل إليه ملائكة من السماء بيض الوجوه كأنّ وجوههم الشمس معهم كفن من أكفان الجنة وحنوط من حنوط الجنة حتى يجلسوا منه مد البصر ثم يجيء ملك الموت عليه السلام حتى يجلس عند رأسه فيقول: أيتها النفس الطيبة! اخرجي إلى مغفرة من الله ورضوان قال: فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من في السقاء فيأخذها فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين حتى يأخذوها فيجعلوها في ذلك الكفن وفي ذلك الحنوط ويخرج منها كأطيب نفحة مسك وجدت على وجه الأرض قال: فيصعدون بها فلا يمرون يعني بها على ملإ من الملائكة إلّا قالوا: ما هذا الروح الطيب؟ فيقولون: فلان بن فلان بأحسن أسمائه التي كانوا يسمونه بها في الدنيا حتى ينتهوا بها إلى السماء الدنيا فيستفتحون له فيفتح لهم فيشيعه من كل سماء مقربوها إلى السماء التي تليها حتى ينتهى به إلى السماء السابعة فيقول الله عز وجل: اكتبوا كتاب عبدي في عليين وأعيدوه إلى الأرض فإني منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة أخرى، قال: فتعاد روحه في جسده فيأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام فيقولان له: ما هذا الرجل الذى بعث فيكم فيقول: هو رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقولان له: وما علمك؟ فيقول: قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت فينادي مناد في السماء أن صدق عبدي فافرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحوا له بابا إلى الجنة قال: فيأتيه من روحها وطيبها ويفسح له في قبره مد بصره قال: ويأتيه رجل حسن الوجه حسن الثياب طيب الريح فيقول: أبشر بالذي يسرك هذا يومك الذي كنت توعد فيقول له: من أنت فوجهك الوجه يجيء بالخير؟ فيقول: أنا عملك الصالح فيقول: رب أقم الساعة حتى أرجع إلى أهلي ومالي، قال: وإنّ العبد الكافر إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة نزل إليه من السماء ملائكة سود الوجوه معهم المسوح فيجلسون منه مد البصر ثم يجيء ملك الموت حتى يجلس عند رأسه فيقول: أيتها النفس الخبيثة اخرجي إلى سخط من الله وغضب، قال فتفرق في جسده فينتزعها كما ينتزع السفود من الصوف المبلول فيأخذها فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين حتى يجعلوها في تلك المسوح ويخرج منها كأنتن ريح جيفة وجدت على وجه الأرض فيصعدون بها فلا يمرون بها على ملإ من الملائكة إلّا قالوا: ما هذا الروح الخبيث؟ فيقولون: فلان بن فلان بأقبح أسمائه التي كان يسمى بها في الدنيا حتى ينتهى به إلى السماء الدنيا فيستفتح له فلا يفتح له ثم قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم: =

اُس وقت ہر شخص پر اسلام کی حقّانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے، مگر اُس وقت کا ایمان معتبر نہیں، اس لیے کہ حکم ایمان بالغیب کا ہے اور اب غیب نہ رہا، بلکہ یہ چیزیں مشاہد ہوگئیں۔[1]

عقیدہ (۲): مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جُدا ہوگئی، مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ و متأثر ہوگی، جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اُس سے زائد۔ دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہَوا، نرم فرش، لذیذ کھانا، سب باتیں جسم پر وارِد ہوتی ہیں، مگر راحت ولذّت روح کو پہنچتی ہے اور ان کے عکس بھی جسم ہی پر وارِد ہوتے ہیں اور کُلفت واذیّت روح پاتی ہے، اور روح کے لیے خاص اپنی راحت والَم کے الگ اسباب ہیں، جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے، بعینہٖ[2] یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔[3]

=﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾، فيقول الله عز وجل: اكتبوا كتابه في سجين في الأرض السفلى فتطرح روحه طرحا ثم قرأ: ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾، فتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فينادي مناد من السماء أن كذب فافرشوا له من النار وافتحوا له بابا إلى النار فيأتيه من حرها وسمومها ويضيق عليه قبره حتى تختلف فيه أضلاعه ويأتيه رجل قبيح الوجه قبيح الثياب منتن الريح فيقول: أبشر بالذي، يسوءك هذا يومك الذي كنت توعد فيقول: من أنت فوجهك الوجه يجيء بالشر فيقول: أنا عملك الخبيث فيقول: رب لا تقم الساعة)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، الحديث:١٨٥٥٩، ج٦، ص٤١٣-٤١٤.

1 ...... ﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ فِىْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ﴾. پ٢٤، المؤمن:٨٤-٨٥.

في "تفسير الطبري"، ج١١، ص٨٣، تحت الآية: (يقول تعالى ذكره: فلم يك ينفعهم تصديقهم فى الدنيا بتوحيد الله عند معاينة عقابه قد نزل، وعذابه قد حل؛ لأنهم صدقوا حين لا ينفع التصديق مصدقا، إذ كان قد مضى حكم الله فى السابق من علمه، أن من تاب بعد نزول العذاب من الله على تكذيبه لم تنفعه توبته).

2 ...... بالکل۔

3 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص١٠٠-١٠١: ("وإعادة الروح" أي: ردّها أو تعلقها "إلى العبد" أي: جسده بجميع أجزائه أو بعضها مجتمعة أو متفرقة "في قبره حق"، والواو لمجرد الجمعية فلا ينافي أنّ السؤال بعد إعادة الروح وكمال الحال)، واعلم: أنّ أهل الحق اتفقوا على أنّ الله تعالىٰ يخلق في الميت نوع حياة في القبر قدر ما يتألم أو يتلذذ)، ملتقطاً. =

عقیدہ (۳): مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسبِ مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے، بعض کی قبر پر [1]، بعض کی چاہِ زمزم شریف [2] میں [3]، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان [4]، بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک [5] اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں [6] میں [7]، اور بعض کی اعلیٰ عِلّیین [8] میں [9] مگر کہیں ہوں، اپنے

= وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر، ص١٠١: (أنّه يجوزأن يخلق اللّٰه تعالى في جميع الأجزاء أو في بعضها نوعا من الحيوة قدر ما يد رك ألم العذ اب أو لذة التنعيم وهذا لا يستلزم إعادة الروح إلى بدنه ولا أن يتحرك ويضطرب أو يرى أثر العذاب عليه حتى أنّ الغريق في الماء والمأكول في بطون الحيوانات والمصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه).

1 ...... عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ الرجل ليعرض عليه مقعده من الجنة والنار غدوة وعشية في قبره)). "شرح الصدور"، ص٢٦٢-٢٦٣.

2 ...... یعنی زمزم شریف کے کنویں۔

3 ...... عن علي قال: ((أرواح المؤمنين في بئر زمزم)). "شرح الصدور"، ص٢٣٧.

4 ...... عن المغيرة بن عبد الرحمن قال: (إنّ الروح إذا خرج من الجسد كان بين السماء والأرض حتى يرجع إلى جسده). "شرح الصدور"، ص٢٣٦.

5 ...... عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أنّه عزى أسماء بابنها عبد اللّٰه بن الزبير وجثته مصلوبة، فقال: (لا تحزني فإنّ الأرواح عند اللّٰه في السماء، وإنّما هذه جثة). وفي رواية: عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالى عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ أرواح المؤمنين في السماء السابعة ينظرون إلى منازلهم في الجنة)). "شرح الصدور"، ص٢٣٥.

6 ...... قندیل کی جمع، ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔ ("فیروز اللغات"، ص۱۰۲۲)۔

7 ...... عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((لمّا أصيب إخوانكم بأحد جعل اللّٰه أرواحهم في جوف طير خضر ترد أنهار الجنة تأكل من ثمارها وتأوي إلى قناديل من ذهب معلقة في ظل العرش)).

"سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في فضل الشهادة، الحديث: ٢٥٢٠، ج٣، ص٢٢.

عن ابن مسعود قال: ((إنّ أرواح الشهداء في أجواف طير خضر في قناديل تحت العرش تسرح في الجنة حيث شاء ت ثم ترجع إلى قناديلها)). "شرح الصدور"، ص٢٣١.

8 ...... جنت کے نہایت ہی بلند و بالا مکانات میں۔

9 ...... في "شرح مسلم" للنووي: ج٢، ص٢٨٦: ((الرفيق الأعلى)) الصحيح الذي عليه الجمهور أنّ المراد بالرفيق الأعلى الأنبياء الساكنون أعلى عليين). =

جسم سے اُن کو تعلق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے، پہچانتے، اُس کی بات سنتے ہیں [1]، بلکہ روح کا دیکھنا قُربِ قبر ہی سے مخصوص نہیں، اِس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے، کہ ''ایک طائر پہلے قفص [2] میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔'' [3] ائمۂ کرام فرماتے ہیں:

''إِنَّ النُّفُوْسَ الْقُدْسِيَّةَ إِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِيَّةِ اتَّصَلَتْ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَتَرٰى وَتَسْمَعُ الْكُلَّ كَالْمُشَاهِدِ .'' [4]

''بیشک پاک جانیں جب بدن کے عَلاقوں سے جدا ہوتی ہیں، عالمِ بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔''

= وفي "شرح الصدور"، ص٢٤٩: قال الحافظ ابن رجب في أحوال القبور في ذكر محل الموتى في البرزخ: أمّا الأنبياء عليهم السلام فلا شك أنّ أرواحهم عند الله في أعلى عليين، وقد ثبت في الصحيح أنّ آخر كلمة تكلم بها رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته أنّه قال:((اللهم الرفيق الأعلى)). "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٥٨.

1 ...... في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: أرواح الأنبياء في أعلى عليين وأرواح الشهداء ...... إلخ، ص١٤-١٥: (عن مجاهد أنّها تكون على القبور سبعة أيام من يوم دفن لاتفارقه أي: ثم تفارقه بعد ذلك، ولاينافيه سنية السلام على القبور لأنّه لايدل على استقرار الأرواح على أفنيتها دائماً لأنّه يسلم على قبور الأنبياء والشهداء وأرواحهم في أعلى عليين ولكن لها مع ذلك اتصال سريع بالبدن لايعلم كنهه إلّا الله تعالى. وأخرج ابن أبي الدنيا عن مالك ((بلغني أنّ الأرواح مرسلة تذهب حيث شاءت)) وحديث:((ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلّا عرفه وردّ عليه السلام)).

وفي "شرح الصدور"، ص٢٤٤: (أرواح المؤمنين في عليين، وأرواح الكفار في سجين، ولكل روح بجسدها اتصال معنوي لا يشبه الاتصال في الحياة الدنيا بل أشبه شيء به حال النائم، وإن كان هو أشد من حال النائم اتصالا).

2 ...... یعنی ایک پرندہ پہلے پنجرہ۔

3 ...... عن عبد الله بن عمرو قال: (إنّ الدنيا جنة الكافر وسجن المؤمن، وإنّما مثل المؤمن حين تخرج نفسه كمثل رجل كان في سجن، فأخرج منه فجعل يتقلب في الأرض، ويتفسح فيها).

"كتاب الزهد"، لابن مبارك، باب في طلب الحلال، الحديث: ٥٩٧، ص٢١١،

و"شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص١٣.

4 ...... "فيض القدير" شرح "الجامع الصغير"، حرف الصاد، تحت الحديث: ٥٠١٦، ج٤، ص٢٦٣. بألفاظ متقاربة.

حدیث میں فرمایا:

((إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ يُخلّٰى سَرْبُهٗ يَسْرَحُ حَيْثُ شَآءَ.))[1]

''جب مسلمان مرتا ہے اُس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جہاں چاہے جائے۔''

شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں[2]: ''روح را قُرب و بُعد مکانی یکساں است۔''[3]

کافروں کی خبیث روحیں بعض کی اُن کے مرگھٹ[4]، یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہِ برہُوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے[5] بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک[6] بعض کی اُس کے بھی نیچے سجّین[7] میں[8]، اور وہ کہیں بھی ہو، جو اُس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اُسے دیکھتے، پہچانتے، بات سُنتے ہیں، مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں، کہ قید ہیں۔

عقیدہ (۴): یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں، محض باطل اور اُس کا ماننا کفر ہے۔[9]

---

1 ...... "شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص١٣.

و"المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الزهد، كلام عبد الله بن عمرو، الحديث: ١٠، ج٨، ص١٨٩.

2 ...... ''فتاویٰ رضویہ''، ج۲۹، ص۵۴۵، بحوالۂ ''فتاویٰ عزیزیہ''۔

3 ...... یعنی روح کے لیے کوئی جگہ دور یا نزدیک نہیں، بلکہ سب جگہ برابر ہے۔

4 ...... ہندوؤں کے مردے جلانے کی جگہ۔

5 ...... عن عبد الله ابن عمر رضي الله عنهما قال: ((إنّ أرواح الكفار تجمع ببرهوت سبخة بحضرموت، وأرواح المؤمنين بالجابية، برهوت باليمن، والجابية بالشام)).

وفي رواية: عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: ((خير وادي الناس وادي مكة وشر وادي الناس وادي الأحقاف واد بحضرموت يقال له: برهوت فيه أرواح الكفار)). "شرح الصدور"، ص٢٣٦-٢٣٧.

6 ...... عن ابن عمرو قال: ((أرواح الكافرين في الأرض السابعة)). "شرح الصدور"، ص٢٣٤.

7 ...... جہنم کی ایک وادی کا نام۔

8 ...... عن ضمرة بن حبيب مرسلا قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن أرواح الكفار؟ قال: ((محبوسة في سجين)). "شرح الصدور"، ص٢٣٢.

9 ...... وفي "النبراس"، باب البعث حق، ص٢١٣: (التناسخ هو انتقال الروح من جسم إلى جسم آخر وقد اتفق الفلاسفة وأهل السنة على بطلانه، وقال بحقيقته قوم من الضلال، فزعم بعضهم أنّ كل روح ينتقل في مائة ألف وأربعة وثمانين =

عقیدہ (۵): موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہیں، نہ یہ کہ روح مر جاتی ہو، جو روح کو فنا مانے، بدمذہب ہے۔[1]

عقیدہ (۶): مردہ کلام بھی کرتا ہے اور اُس کے کلام کو عوام جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔[2]

= من الأبدان، وجوّز بعضهم تعلقه بأبدان البهائم بل الأشجار والأحجار على حسب جزاء الأعمال السيئة، وقد حكم أهل الحق بكفر القائلين بالتناسخ، والمحققون على أنّ التكفير لإنكارهم البعث).

وفي "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، باب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٤: (ويجب إكفار الروافض في قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا وبتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإله إلى الأئمة).

وفي "الحديقة الند ية" شرح "الطريقة المحمدية"، ص٣٠٤: (ويجب إكفار الروافض في قولهم برجع الأموات) بعد موتهم (إلى الدنيا) أيضا (و) قولهم (بتناسخ الأرواح) أي: انتقالها من جسد إلى جسد على الأبد).

1...... في "شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص١٢: (قال العلماء: الموت ليس بعد م محض ولا فناء صرف وإنّما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن، ومفارقة وحيلولة بينهما، وتبدل حال، وانتقال من دار إلى دار، وأخرج الطبراني في "الكبير"، والحاكم في "المستد رك" عن عمر بن عبد العزيز أنّه قال: (إنّما خلقتم للأبد والبقاء، ولكنكم تنقلون من دار إلى د ار)، ملتقطاً.

وفي مقام آخر: باب مقر الأرواح، ص٣٢٤: (ذهب أهل الملل من المسلمين وغيرهم إلى: أنّ الروح تبقى بعد موت البدن، وخالف فيه الفلاسفة، دليلنا قوله تعالى: ﴿ **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** ﴾، والذائق لا بد أن يبقى بعد المذوق، وما تقدم في هذا الكتاب من الآيات والآحاديث في بقائها وتصرفها وتنعيمها وتعذيبها إلى غيرذلك).

و"الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٥٧، ٧٤٣-٧٤٤، ٨٤٣، ج٢٩، ص١٠٣.

2...... عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال على أعناقهم، فإن كانت صالحة قالت: قدموني قدموني، وإن كانت غير صالحة قالت: يا ويلها أين يذهبون بها؟ يسمع صوتها كل شيء إلّا الإنسان ولو سمعها الإنسان لصعق)).

"صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب كلام الميت على الجنازة، الحديث: ١٣٨٠، ج١، ص٤٦٥.

وفي "شرح الصدور"، باب معرفة الميت من يغسله، ص٩٦: (وأخرج ابن أبي‌الدنيا في القبور، عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ما من ميت يوضع على سريره فيخطى به ثلاث خطوات إلّا تكلم بكلام يسمعه من شاء اللّٰه إلّا الثقلين الإنس والجن، يقول: يا أخوتاه، ويا حملة نعشاه لا تغرنكم الدنيا كما غرتني، ولا يلعبن بكم الزمان كما لعب بي، خلفت ما تركت لورثي، والديان يوم القيامة يخاصمني ويحاسبني، وأنتم تشيعوني وتدعوني)).

عقیدہ (۷): جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں، اُس وقت اُس کو قبر دباتی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہے تو اُس کا دبانا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ماں پیار میں اپنے بچّے کو زور سے چپٹا لیتی ہے[1]، اور اگر کافر ہے تو اُس کو اِس زور سے دباتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں۔[2]

1...... في "شرح الصدور"، ذكر تخفيف ضمة القبرعلى المؤمن، ص٣٤٥: عن سعيد بن المسيب،أنّ عائشة رضي اللّٰه تعالى عنها، قالت: يارسول اللّٰه !إنّك منذ حدثتني بصوت منكر ونكير، وضغطة القبر ليس ينفعني شيء، قال:((ياعائشة!إنّ صوت منكر ونكير في أسماع المؤمنين كالإثمد في العين، وضغطة القبرعلى المؤمن كالأم الشفيقة يشكو إليها ابنها الصداع، فتغمز رأسه غمزاً رفيقاً، ولكن ياعائشة ويل للشاكين في اللّٰه كيف يضغطون في قبورهم كضغطة الصخرة على البيضة)).

وأخرج ابن أبي الدنيا عن محمد التيمي قال: كان يقال إنّ ضمة القبر إنّما أصلها أنّها أمهم ومنها خلقوا، فغابوا عنها الغيبة الطويلة، فلمّا رد إليها أولادها ضمتهم ضم الوالدة الشفيقة الذي غاب عنها ولدها، ثم قدم عليها، فمن كان للّٰه مطيعاً ضمته برفق ورأفة، ومن كان للّٰه عاصيا ضمته بعنف سخطاً منها عليه).

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ"، ضغطة القبر وعذاب القبر، ص١٠١: (وضغطة القبر) أي: تضييقه (حق) حتى للمؤمن الكامل لحديث: ((لو كان أحد نجا منها لنجا سعد بن معاذ الذي اهتز عرش الرحمن لموته)) وهي أخذ أرض القبر وضيقه أوّلا عليه، ثم اللّٰه سبحانه يفسح ويوسع المكان مدّ نظره إليه، قيل: وضغطته بالنسبة إلى المؤمن على هيئة معانقة الأم الشفيقة إذا قدم عليها ولدها من السفرة العميقة).

(فائده) في "فيض القدير"، ج٥، ص٤٢٤، تحت الحديث: ٧٤٩٣: (قد أفاد الخبر أنّ ضغطة القبر لا ينجو منها أحد صالح ولا غيره لكن خصّ منه الأنبياء كما ذكره المؤلف في "الخصائص" وفي "تذكرة القرطبي": يستثني فاطمة بنت أسد ببركة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم). وفي "النبراس"، ص٢٠٩.

2...... عن أنس بن مالك قال: ((وأمّا الكافر والمنافق فيقال له: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول: لا أدري كنت أقول ما يقول الناس، فيقال له: لا دريت ولا تليت، ثم يضرب بمطراق من حديد ضربة بين أذنيه، فيصيح صيحة فيسمعها من يليه غير الثقلين))، وقال بعضهم: **((يضيق عليه قبره حتى تختلف أضلاعه))**.

"المسند" للإمام أحمدبن حنبل، الحديث: ١٢٢٧٣،ج٤، ص ٢٥٣.

وفي رواية: ((وإذا دفن العبد الفاجر أو الكافر، قال له القبر: لامرحبا ولا أهلاً، أما إن كنت لأبغض من يمشي على ظهري إليّ فإذ ولّيتُك اليوم وصرت إليّ فسترى صنيعي بك، قال: **فيلتئم عليه حتى يلتقي عليه وتختلف أضلاعه**، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بأصابعه فأدخل بعضها في جوف بعض)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، الحديث: ٢٤٦٨، ج٤، ص٢٠٨.

=

عقیدہ (۸): جب دفن کرنے والے دفن کرکے وہاں سے چلتے ہیں وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے [1]، اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں [2]، اُن کی شکلیں نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں [3]، اُن کے بدن کا رنگ سیاہ [4]، اور آنکھیں سیاہ اور نیلی [5]، اور دیگ کی برابر اور شعلہ زن ہیں [6]، اور اُن کے مُہیب [7] بال سر سے پاؤں تک [8]، اور اُن کے دانت کئی ہاتھ کے [9]، جن سے زمین چیرتے ہوئے آئیں گے [10]، اُن میں ایک کو منکر، دوسرے کو نکیر کہتے ہیں [11]، مردے کو جھنجھوڑتے اور جھڑک کر اُٹھاتے اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں۔ [12]

= وفي رواية: ((وإن كان منافقاً..... فيقال للأرض: التئمي عليه فتلتئم عليه، فتختلف أضلاعه)). ملتقطاً.

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٨.

1 ...... عن أنس بن ملك رضي الله عنه، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ العبد إذا وضع في قبره وتولى عنه أصحابه، وإنّه ليسمع قرع نعالهم)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٣٧٤، ج١، ص٤٦٣.

2 ...... ((ثم أتاك منكر ونكير... يحفران الأرض بأنيابهما... إلخ)). "شرح الصدور"، ص١٢٢.

و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

3 ...... في" الإحياء"، ج١، ص١٢٧:(سوال منكر و نكير وهما شخصان مهيبان هائلان... إلخ).

4 ......((ثم أتاك منكر ونكير أسودان... إلخ)). "شرح الصدور"، ص١٢٢، و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

5 ...... ((أتاه ملكان أسودان أزرقان... إلخ)).

"سنن الترمذي"، باب ما جاء في عذاب القبر، ج٢، ص٣٣٧، الحديث: ١٠٧٣.

6 ...... ((أعينهما مثل قدور النحاس... إلخ)). "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٤٦٢٩، ج٣، ص٢٩٢۔

7 ...... خوفناک۔

8 ...... ((يجران أشعارهما)). "شرح الصدور"، ص١٢٢، و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

وفي رواية: الحديث: ٨٥، ص٩٨: ((قد سدلا شعورهما)).

9 ...... ((وأنيابهما مثل صياصي البقر)). "المعجم الأوسط" للطبراني"، الحديث: ٤٦٢٩، ج٣، ص٢٩٢.

10 ...... ((يحثان الأرض بأنيابهما... إلخ)). "شرح الصدور"، ص١٢٧.

11 ...... ((يقال لأحدهما: المنكر والآخر النكير))."سنن الترمذي"، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث:١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧.

12 ...... ((فأجلساك فزعا فتلتلاك وتوهلاك)). "شرح الصدور"، ص١٢٢۔

و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

پہلا سوال: ((مَنْ رَّبُّکَ؟))

''تیرا رب کون ہے؟''

دوسرا سوال: ((مَا دِیْنُکَ؟))

''تیرا دین کیا ہے؟''

تیسرا سوال: ((مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟))

''ان کے بارے میں تُو کیا کہتا تھا؟''

مردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا:

((رَبِّيَ اللّٰہُ.))

''میرا رب اللہ (عزوجل) ہے۔''

اور دوسرے کا جواب دے گا:

((دِیْنِيَ الْإِسْلَامُ.))

''میرا دین اسلام ہے۔''

تیسرے سوال کا جواب دے گا:

((هُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَسلَّم.))

''وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں۔''

وہ کہیں گے، تجھے کس نے بتایا؟ کہے گا: میں نے اللہ (عزوجل) کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔[1] بعض

---

[1]...... ((ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ قال: فيقول: هو رسول الله صلى الله عليه وسلم، فيقولان: وما يدريك؟ فيقول: قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت)).

"سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في المسألة في القبر وعذاب القبر، الحديث: ٤٧٥٣، ج٤، ص٢٦٦.

وفي رواية: ((أتاه ملكان فيقعدان فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل لمحمد صلى الله عليه وسلم؟ فأمّا المؤمن فيقول: أشهد أنه عبد الله ورسوله)). "صحيح البخارى"، كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، الحديث: ١٣٧٤، ج١، ص٤٦٣.

روایتوں میں آیا ہے، کہ سوال کا جواب پا کر کہیں گے کہ ہمیں تو معلوم تھا کہ تُو یہی کہے گا[1]، اُس وقت آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندہ نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ جنت کی نسیم اور خوشبو اُس کے پاس آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی، وہاں تک اُس کی قبر کشادہ کردی جائے گی[2] اور اُس سے کہا جائے گا کہ تو سو جیسے دُولہا سوتا ہے۔[3] یہ خواص کے لیے عموماً ہے اور عوام میں اُن کے لیے جن کو وہ چاہے، ورنہ وسعتِ قبر حسبِ مراتب مختلف ہے[4]، بعض کیلئے ستّر ستّر ہاتھ لمبی چوڑی[5]، بعض کے لیے جتنی وہ چاہے زیادہ[6]، حتیٰ کہ جہاں تک نگاہ پہنچے[7]۔--

---

1 ...... وفي رواية: ((فيقولان: ماكنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول: هو عبد الله ورسوله، أشهد أنّ لا إله إلا الله وأنّ محمداً عبده ورسوله، فيقولان: قد كنا نعلم أنّك تقول هذا)).

"سنن الترمذي" كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذ اب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧.

2 ...... ((فينادي مناد في السماء: أن صدق عبدي فأفرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحوا له بابا إلى الجنة، قال: فيأتيه من روحها وطيبها، ويفسح له في قبره مدّ بصره)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٨٥٥٩، ج٦، ص٤١٣-٤١٤.

3 ...... ((فيقولان: نم كنومة العروس)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٨.

وفي "النبراس"، ص٢٠٨: ("فيقولان له: نم كنومة العروس" بفتح العين جديد العهد بالنكاح ويطلق على الزوج والزوجة).

4 ...... ((فيوسع له في قبره، ويفرج له فيه)). "شرح الصدور"، ص١٢٥۔

و"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٩١٤٥، ج٩، ص٢٣٣.

5 ...... قال قتادة: ((وذكر لنا أنّه يفسح له في قبره سبعون ذراعاً)).

"صحيح مسلم"، كتاب الجنة...إلخ، باب عرض مقعد الميت... إلخ، الحديث: ٢٨٧٠، ص١٥٣٥.

وفي رواية: ((ثم يفسح له في قبره سبعون ذراعا في سبعين)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧-٣٣٨ .

وفي "النبراس"، ص٢٠٨: ("سبعون ذراعاً في سبعين" أي: طولاً وعرضاً).

6 ...... ((فيفسح له في قبره ما شاء، فيرى مكانه من الجنة)). "شرح الصدور"، ص١٢٦، و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ١٩٨، ج١، ص٢٢٨.

7 ...... ((فيوسع له في قبره مد بصره)). "شرح الصدور"، ص١٢٦۔

و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٣٢، ج١، ص٣٩.

اور عُصاۃ[1] میں بعض پر عذاب بھی ہوگا ان کی معصیت کے لائق[2]، پھر اُس کے پیرانِ عظام یا مذہب کے امام یا اور اولیائے کرام کی شفاعت یا محض رحمت سے جب وہ چاہے گا، نجات پائیں گے[3]، اور بعض نے کہا کہ مؤمن عاصی پر عذابِ قبر شبِ جمعہ آنے تک ہے، اس کے آتے ہی اٹھا لیا جائے گا[4]، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہاں! یہ حدیث سے ثابت ہے کہ جو مسلمان شبِ جمعہ یا روزِ جمعہ یا رمضانِ مبارک کے کسی دن رات میں مرے گا، سوالِ نکیرین و عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔[5] اور یہ جو ارشاد ہوا کہ اُس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دیں گے، یہ یوں ہوگا کے پہلے

---

1 ...... عاصی کی جمع، یعنی گنہگاروں، نافرمانوں۔

2 ...... في "شرح العقائد النسفية"، ص٩٩: (عذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين ثابت)، ملخصاً وملتقطاً.

3 ...... في "الميزان الكبرى"، ج١، ص٩ مقدمة الكتاب: (جميع الأئمة المجتهدين يشفعون في أتباعهم ويلاحظونهم في شدائدهم في الدنيا والبرزخ ويوم القيامة حتى يجاوز الصراط).

ومقام آخر، ج١، ص٥٣: (قد ذكرنا في كتاب الأجوبة عن أئمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون في مقلديهم ويلاحظون أحدهم عند طلوع روحه وعند سؤال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط، ولا يغفلون عنهم في موقف من المواقف). بحواله "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٧٦٩.

4 ...... في "منح الروض الأزهر شرح فقه الأكبر"، ص١٠٢: (قال القونوي: إنّ المؤمن إن كان مطيعاً لا يكون له عذاب القبر ويكون له ضغطة فيجد هول ذلك وخوفه،...... قال القونوي: وإن كان عاصياً يكون له عذاب القبر وضغطة القبر، لكن ينقطع عنه عذاب القبر يوم الجمعة وليلة الجمعة...)، ملخصاً وملتقطاً.

5 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة وقي فتنة القبر)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٧٠٧٠، ج٢، ص٦٨٤.

وعن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلّا وقاه الله فتنة القبر)). "سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء فيمن مات يوم الجمعة، الحديث: ١٠٧٦، ج٢، ص٣٣٩۔

و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٦٥٩٣، ج٢، ص٥٧٥.

وفي "المعتقد المنتقد"، ص١٨٤: (والأصح أنّ الأنبياء لا يسألون، وقد ورد أنّ بعض صالحي الأمة كالشهيد والمرابط يوما وليلة في سبيل الله يأمن فتنة القبر، فالأنبياء عليهم السلام أولى بذلك، وفي "المعتمد المستند": (والميت يوم الجمعة أو ليلتها أوفي رمضان وغيرهم ممّن وردت لهم الأحاديث). "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٥٩.

اُس کے بائیں ہاتھ کی طرف جہنم کی کھڑکی کھولیں گے، جس کی لپٹ اور جلن اور گرم ہوا اور سخت بدبو آئے گی اور معاً[1] بند کردیں گے، اُس کے بعد دہنی طرف سے جنت کی کھڑکی کھولیں گے اور اُس سے کہا جائے گا کہ اگر تُو اِن سوالوں کے صحیح جواب نہ دیتا تو تیرے واسطے وہ تھی اور اب یہ ہے، تاکہ وہ اپنے رب کی نعمت کی قدر جانے کہ کیسی بلائے عظیم سے بچا کر کیسی نعمتِ عظمیٰ عطا فرمائی۔ اور منافق کے لیے اس کا عکس ہوگا، پہلے جنت کی کھڑکی کھولیں گے کہ اس کی خوشبو، ٹھنڈک، راحت، نعمت کی جھلک دیکھے گا اور معاً بند کردیں گے اور دوزخ کی کھڑکی کھول دیں گے، تاکہ اُس پر اس بلائے عظیم کے ساتھ حسرتِ عظیم بھی ہو[2]، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مان کر، یا اُن کی شانِ رفیع میں ادنیٰ گستاخی کر کے کیسی نعمت کھوئی اور کیسی آفت پائی! اور اگر مُردہ منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں یہ کہے گا:

((هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي.))

''افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔''

((كُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئاً فأقوْلُ.))

''میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا، خود بھی کہتا تھا۔''

اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا: کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہنچے گی اور اس پر عذاب دینے کے لیے دو فرشتے مقرر ہوں گے، جو اندھے اور بہرے ہوں گے، ان کے ساتھ لوہے کا گُرز ہوگا کہ پہاڑ پر اگر مارا جائے تو خاک ہوجائے، اُس ہتوڑے سے اُس کو

---

1 ...... فوراً۔

2 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:... ((فيقال: افتحوا له بابا إلى النار، فيفتح له بابا إلى النار، فيقال: هذا كان منزلك لو عصيت الله عز وجل، فيزداد غبطة وسرورا، ويقال له: افتحوا له بابا إلى الجنة، فيفتح له، فيقال: هذا منزلك وما أعدّ الله لك، فيزداد غبطة وسرورا،... وأمّا الكافر...، فيقال: افتحوا له بابا إلى الجنة، فيفتح له باب إلى الجنة، فيقال له: هذا كان منزلك وما أعدّ الله لك لو أنت أطعته، فيزداد حسرة وثبورا، ثم يقال له: افتحوا له بابا إلى النار، فيفتح له بابا إليها، فيقال له: هذا منزلك وما أعدّ الله لك، فيزداد حسرة وثبورا))، ملتقطاً.

"المعجم الأوسط"، الحديث: ٢٦٣٠، ج٢، ص٩٢. و"شرح الصدور"، ص١٣٣.

مارتے رہیں گے۔[1] نیز سانپ اور بچھوا سے عذاب پہنچاتے رہیں گے[2]، نیز اعمال اپنے مناسب شکل پر متشکل ہوکر کتا یا بھیڑیا یااور شکل کے بن کر اُس کو ایذا پہنچائیں گے اور نیکوں کے اعمالِ حَسَنہ مقبول ومحبوب صورت پر متشکل ہوکر اُنس دیں گے۔

عقیدہ (۹): عذابِ قبر حق ہے[3]،

---

[1]...... ((وإن كان منافقاً قال: لا أدري كنت أسمع الناس يقولون شيئاً، فكنت أقوله...إلخ)).

"صحيح ابن حبان"، الحديث: ۳۱۰۷، ج٤، ص٤٨.

وفي رواية: ((وإن كان منافقاً قال: سمعت الناس يقولون فقلت مثله، لا أدري...إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۰۷۳، ج۲، ص۳۳۸.

وفي رواية: قال: ((وإن الكافر فذكر موته، قال: وتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه لا أدري، فينادي مناد من السماء أن كذب فأفرشوه من النار وألبسوه من النار وافتحوا له باباً إلى النار قال: فيأتيه من حرها وسمومها... زاد في حديث جرير قال: ثم يقيض له أعمى أبكم معه مرزبة من حديد لو ضرب بها جبل لصار تراباً قال: فيضربه بها ضربة يسمعها ما بين المشرق والمغرب إلا الثقلين فيصير تراباً... إلخ))، ملتقطاً.

"سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في المسألة في القبر وعذاب القبر، الحديث: ٤٧٥٣، ج٤، ص٣١٦.

[2]...... عن أبي هريرة: عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((...... أتدرون فيما أنزلت هذه الآية: ﴿ **فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى** ﴾ أتدرون ما المعيشة الضنكة قالوا: الله ورسوله أعلم قال: عذاب الكافر في قبره، والذي نفسي بيده إنّه يسلط عليه تسعة وتسعون تنينا، أتدرون ما التنين؟ سبعون حية لكل حية سبع رؤوس يلسعونه ويخدشونه إلى يوم القيامة)).

"صحيح ابن حبان"، كتاب الجنائز... إلخ، فصل في أحوال الميت في قبره، الحديث: ۳۱۱۲، ج٤، ص٥٠.

[3]...... ﴿ **اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا** ﴾ پ ، المؤمن: ٤٦.

في "التفسير الكبير"، ج۹، ص٥٢١: (احتج أصحابنا بهذه الآية على إثبات عذاب القبر قالوا: الآية تقتضي عرض النار عليهم غدواً وعشياً ، وليس المراد منه يوم القيامة... إلخ).

((عذاب القبر حق)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۳۷۲، ج۱، ص٤٦٣.

وفي رواية: عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أيها الناس استعيذوا بالله من عذاب القبر فإنّ عذاب القبر حق)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲٤٥٧٤، ج۹، ص۳٦۳.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار)).

سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، الحديث: ۲٤٦٨، ج٤، ص۲۰۹.

اور یوہیں تنعیمِ قبر حق ہے[1]، اور دونوں جسم و روح دونوں پر ہیں[2]، جیسا کہ اوپر گزرا۔ جسم اگرچہ گل جائے، جل جائے، خاک ہو جائے، مگر اُس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے، وہ مَورِدِ عذاب وثواب ہوں گے[3] اور اُنھیں پر روزِ قیامت دوبارہ ترکیبِ جسم فرمائی جائے گی، وہ کچھ ایسے باریک اجزا ہیں ریڑھ کی ہڈی میں جس کو ''عَجْبُ الذَّنب'' کہتے ہیں، کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں، نہ آگ اُنھیں جلا سکتی ہے، نہ زمین اُنھیں گلا سکتی ہے، وہی تخمِ جسم ہیں۔ ولہٰذا روزِ قیامت روحوں کا اِعادہ[4] اُسی جسم میں ہوگا، نہ جسمِ دیگر میں، بالائی زائد اجزا کا گھٹنا، بڑھنا، جسم کو نہیں بدلتا، جیسا: بچہ کتنا چھوٹا پیدا ہوتا ہے، پھر کتنا بڑا ہو جاتا ہے، قوی ہیکل جوان بیماری میں گھل کر کتنا حقیر رہ جاتا ہے، پھر نیا گوشت پوست آکر مثلِ سابق ہو جاتا ہے، اِن تبدیلیوں سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شخص بدل گیا۔ یوہیں روزِ قیامت کا عَود ہے[5]، وہی گوشت اور ہڈیاں کہ خاک یا راکھ ہو گئے ہوں، اُن کے ذرّے کہیں بھی منتشر ہو گئے ہوں، ربّ عزوجل انھیں جمع فرما کر اُس پہلی ہیئت پر لا کر اُنھیں پہلے اجزائے اصلیہ پر

1...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر، ص۹۹: (عذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين، خص البعض؛ لأنّ منهم من لا يريد اللّٰه تعالى تعذيبه فلا يعذب، وتنعيم أهل الطاعة في القبر بما يعلمه اللّٰه تعالى ويريده، ثابت)، ملتقطاً.

وفي "فقه الأكبر"، ص۱۰۱: (ضغطة القبر حق، وعذابه حق كائن للكفار كلهم ولبعض المسلمين).

وفي "منح الروض الأزهر"، ص۱۰۱: (وعذابه) أي: إيلامه (حق كائن للكفار كلهم) أجمعين (ولبعض المسلمين) أي: عصاة المسلمين كما في نسخة، وكذا تنعيم بعض المؤمنين حق، فقد ورد: ((إن القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النيران)) رواه الترمذي والطبراني رحمهما اللّٰه).

2...... ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ پ۲٤، المؤمن: ٤٦.

في "تفسير روح البيان"، ج۸، ص۱۹۱، تحت الآية: (محل العذاب والنعيم أي: في القبر هو الروح والبدن جميعاً باتفاق أهل السنة).

في "شرح الصدور"، ص۱۸۱: (قال العلماء: عذاب القبر محله الروح والبدن جميعاً باتفاق أهل السنة وكذا القول في النعيم)، ملتقطاً. وفي "المعتمد المستند"، ص۱۸۲: (أنّ التنعيم والعذاب كلاهما للروح والبدن جميعاً).

و"الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص٦٥٨. و٨٥١.

3...... یعنی عذاب وثواب اِنہیں پر وارد ہوگا۔

4...... یعنی لوٹ کر آنا۔

5...... یعنی لوٹ کر آنا ہے۔

کہ محفوظ ہیں، ترکیب دے گا اور ہر رُوح کو اُسی جسمِ سابق میں بھیجے گا، اِس کا نام حشر ہے[1]، عذاب و تنعیمِ قبر کا اِنکار وہی کرے گا، جو گمراہ ہے۔[2]

عقیدہ (۱۰): مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا، یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال وثواب وعذاب جو کچھ ہو پہنچے گا۔[3]

1...... عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((ويبلى كل شيء من الإنسان إلّا عجب ذنبه فيه يركب الخلق)).

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب ونفخ في الصور...إلخ، الحديث: ٤٨١٤، ج٣، ص٣١٦.

وفي "فتح الباري"، كتاب التفسير، ج٨، ص٤٧٥-٤٧٦، تحت الحديث: (قوله: "ويبلى كل شيء من الإنسان إلّا عجب ذنبه، فيه يركب الخلق"، في رواية مسلم: ((ليس من الإنسان شيء إلّا يبلى إلّا عظماً واحداً))، وعن أبي هريرة بلفظ: ((كل ابن آدم يأكله التراب إلّا عجب الذنب، منه خلق ومنه يركب))، وعن أبي هريرة قال: ((إنّ في الإنسان عظما لا تأكله الأرض أبداً، فيه يركب يوم القيامة))، قالوا: أيّ عظم هو؟ قال: ((عجب الذنب))، وفي حديث أبي سعيد عند الحاكم وأبي يعلى: قيل: يا رسول اللّٰه ما عجب الذنب؟ قال: ((مثل حبة خردل))، والعجب بفتح المهملة وسكون الجيم بعدها موحدة ويقال له: ((عجم)) بالميم أيضا عوض الباء، وهو عظم لطيف في أصل الصلب، وهو رأس العصعص، وهو مكان رأس الذنب من ذوات الأربع. وفي حديث أبي سعيد الخدري عند ابن أبي الدنيا وأبي داود والحاكم مرفوعا: ((إنّه مثل حبة الخردل)).

وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر والبعث، ص١٠٢-١٠٣: (والبعث وهو أن يبعث اللّٰه تعالى الموتى من القبور بأن يجمع أجزاء هم الأصلية ويعيد الأرواح إليها حق لقوله تعالى: ﴿ **ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُوْنَ** ﴾ وقوله تعالى: ﴿**قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِىْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ**﴾ إلى غير ذلك من النصوص القاطعة الناطقة بحشر الأجساد).

2...... في "الحديقة الندية"، ص٣٠٣: (من أنكر عذاب القبر فهو مبتدع). و"بريقة محمودية"، ج٢، ص٥٦.

3...... وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٦٦-٢٦٧: (وعذاب القبر) قيد القبر جرى على الغالب أو قبر كل إنسان بحسبه، وقال العلماء: عذاب القبر هو عذاب البرزخ أضيف إلى القبر؛ لأنّه الغالب وإلّا فكل ميت أراد اللّٰه تعالى تعذيبه ناله ما أراد اللّٰه به قبر أو لم يقبر ولو صلب أو غرق في بحر أو أكلته الدواب أو حرق حتى صار رماداً، وذري في الريح...... (وتنعيم أهل الطاعة) من المؤمنين (فيه) أي: القبر يعني كائن ذلك فيه (بما) أي: بالوصف الذي (يعلمه اللّٰه تعالى ويريده) للعبد المؤمن كما قال صلى اللّٰه عليه وسلم: ((القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النيران وكما تقدم في عذاب القبر يقال في نعيمه سواء قبر العبد أو لم يقبر حتى لو صلب أو غرق في بحر أو أكلته الدواب أو حرق...إلخ).

=

مسئلہ: انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام وعلمائے دین وشہدا وحافظانِ قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی [1]۔

= وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر والبعث، ص١٠١: (حتى أنّ الغريق في الماء والمأكول في بطون الحيوانات والمصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه).

وفي "النبراس"، مبحث عذاب القبر وثوابه، ص٢١٠: (ولا يستلزم أن يتحرك ويضطرب) من الألم (أو يرى أثر العذاب عليه) من إحراق أو ضرب (حتى أنّ الغريق في الماء أو المأكول في بطون الحيوانات أو المصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه) جواب عن الإشكال للمعتزلة، وحاصله أنّا لا نرى الميت معذبا فالحكم بعذابه سفسطة لا سيما في ثلثة أشخاص أحدهم الغريق؛ لأنّ الإحراق في الماء البارد غير معقول الثاني من أكله السباع إذ لو عذب بالاحتراق بطونها الثالث المصلوب لا يزال في الهواء يراه ويشهده الناظرون بلا سؤال وضيق مكان وعذاب، وحاصل الجواب: إنّ اللّٰه تعالى على كل شيء قدير، وإنّا لا ندرك إلّا ما خلق اللّٰه سبحانه إدراكه فينا فيجوز أن يستر هذه الأحوال عن حواسنا كما كان جبريل عليه السلام ينزل على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ويكلمه ولا يشعر الحاضرون بذلك وكما أنّ صاحب السكتة حيّ ولا يدرك حيٰوته).

[1]...... ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾ پ٢، البقرة: ١٥٤۔

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ پ٤، آل عمران: ١٦٩۔

عن أبي الدرداء قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((أكثروا الصلاة علي يوم الجمعة، فإنّه مشهود تشهده الملائكة، فإنّ أحداً لن يصلي علي إلّا عرضت علي صلاته حتى يفرغ منها، قال قلت: وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت، إنّ اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء عليهم السلام، فنبي اللّٰه حي يرزق)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ﴾ پ٢٦، ق:٤.

في "تفسير روح البيان"، ج٩، ص١٠٤، تحت الآية: (في الحديث: ((كل ابن آدم يبلى إلّا عجب الذنب، فمنه خلق وفيه يركب))، والعجب بفتح العين وسكون الجيم أصل الذنب ومؤخر كل شيء وهو ههنا عظم لا جوف له قدر ذرة أو خردلة يبقى من البدن ولا يبلى، فإذا أراد اللّٰه الإعادة ركب على ذلك العظم سائر البدن وأحياه، أي: غير أبدان الأنبياء والصديقين والشهدآء فإنّها لا تبلى ولا تتفسخ إلى يوم القيامة على ما نص به الأخبار الصحيحة). =

جوشخص انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے، گمراہ، بددین، خبیث، مرتکب توہین ہے۔

= وأيضاً في "روح البيان"، ج٣، ص٤٣٩: قال الإمام الإسماعيل حقي رحمة الله تعالى عليه: (أجساد الأنبياء والأولياء والشهداء لا تبلى ولا تتغير لما أنّ الله تعالى قد نفى أبدانهم من العفونة الموجبة للتفسخ وبركة الروح المقدس إلى البدن كالإكسير).

عن أبي سعيد قال: خرج النبي صلى الله عليه وسلم لصلاة فرأى الناس كأنّهم يكتشرون، قال: ((أما إنكم لو أكثرتم ذكر هاذم اللذات لشغلكم عما أرى الموت فأكثروا ذكر هاذم اللذات الموت فإنّه لا يأت على القبر يوم إلّا تكلم فيقول: أنا بيت الغربة وأنا بيت الوحدة وأنا بيت التراب وأنا بيت الدود...إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع...إلخ، الحديث: ٢٤٦٨، ج٤، ص٢٠٨.

"والمشكاة"، كتاب الرقاق، الحديث: ٥٣٥٢، ج٢، ص٢٧٢-٢٧٣.

في "المرقاة"، ج٩، ص٢١٣، تحت الحديث، وتحت اللفظ: ("وأنا بيت الدود": قيل: يتولد الدود من العفونة وتأكل الأعضاء، ثم يأكل بعضها بعضاً إلى أن تبقى دودة واحدة فتموت جوعاً، واستثنى الأنبياء والشهداء والأولياء والعلماء من ذلك، فقد قال صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء)). وقال تعالى في حق الشهداء: ﴿ **وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ** ﴾، والعلماء العاملون المعبر عنهم بالأولياء مدادهم أفضل من دماء الشهداء).

وفي "شرح الصدور"، باب نتن الميت وبلاء جسده... إلخ، ص٣١٧-٣١٨: عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا مات حامل القرآن أوحى الله إلى الأرض أن لا تأكلي لحمه، فتقول الأرض: أي رب! كيف آكل لحمه وكلامك في جوفه؟)). وعن قتادة قال: (بلغني أنّ الأرض لا تسلط على جسد الذي لم يعمل خطيئة).

(محمد بن سليمان الجزولي) السملالي الشريف الحسني الشاذلي، صاحب "دلائل الخيرات" رضي الله عنه، دخل الخلوة للعبادة نحو أربعة عشر عاماً، ثم خرج للانتفاع به، فأخذ في تربية المريدين، وتاب على يده خلق كثير، وانتشر ذكره في الآفاق، وظهرت له الخوارق العظيمة والكرامات الجسمية والمناقب الفخيمة، واجتمع عنده من المريدين أكثر من اثني عشر ألفاً، ومن كراماته رضي الله عنه: أنّه بعد وفاته بسبع وسبعين سنة نقلوه من قبره في بلاد "السوس" إلى "مراكش"، فوجدوه كهيئته يوم دفن ولم تعد عليه الأرض ولم يغير طول الزمان من أحواله شيئاً، وأثر الحلق من شعر رأسه ولحيته ظاهر كحاله يوم موته، إذ كان قريب عهد بالحلق، ووضع بعض الحاضرين أصبعه على وجهه حاصراً بها فحصر الدم عما تحتها، فلما رفع أصبعه رجع الدم كما يقع ذلك في الحي. وقبره بمراكش عليه جلالة عظيمة، والناس يزدحمون عليه، ويكثرون من قراءة دلائل الخيرات عنده. **وثبت أنّ رائحة المسك توجد من قبره من كثرة صلاته على النبي صلى الله عليه وسلم**، وكانت وفاته سنة ٨٧٠ رضي الله عنه. "جامع كرامات الأولياء"، ج١، ص٢٧٦.

معاد و حشر کا بیان

بیشک زمین وآسمان اور جن واِنس ومَلک سب ایک دن فنا ہونے والے ہیں، صرف ایک اللہ تعالیٰ کے لیے ہمیشگی و بقا ہے۔[1] دنیا کے فنا ہونے سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

(۱) تین خسف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا جزیرۂ عرب میں۔[2]

(۲) عِلم اُٹھ جائے گا یعنی علما اُٹھالیے جائیں گے، یہ مطلب نہیں کہ علما تو باقی رہیں اور اُن کے دلوں سے علم محو کردیا جائے۔[3]

(۳) جہل کی کثرت ہوگی۔[4]

---

1 ...... ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ﴾. پ ۲۷، الرحمٰن: ۲۶،۲۷.

{لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ }.پ ۲۰، القصص: ۸۸.

في "روح المعاني"، پ ۲۰، تحت الآية: ۸۸، الجزء العشرون، ص ۴۵۱: (أخرج عنه ابن مردويه أنّه قال: لما نزلت ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ قيل: يا رسول اللّٰه: فما بال الملائكة؟ فنزلت ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ فبين في هذه الآية فناء الملائكة والثقلين من الجن والإنس وسائر عالم اللّٰه تعالى وبريته من الطير والوحوش والسباع والأنعام وكل ذي روح أنّه هالك ميت).

2 ......عن حذيفة بن أسيد الغفاری قال: اطلع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم علينا ونحن نتذاكر، فقال: ((ما تذاكرون؟ قالوا: نذكر الساعة، قال: إنّها لن تقوم حتى ترون قبلها عشرآيات، فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى بن مريم عليه السلام ويأجوج ومأجوج، وثلاثة خسوف: خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب)).

("صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في الآيات التي... إلخ، الحديث: ۲۹۰۱، ص ۱۵۵۱).

3 ...... عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ((إنّ اللّٰه لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤوساً جهّالاً، فسئلوا فأ فتوا بغير علم فضلّوا وأضلّوا)). "صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب: كيف يقبض العلم، الحديث: ۱۰۰، ج۱، ص۵۴.

4 ...... عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ((إنّ من أشراط الساعة أن يرفع العلم ويكثر الجهل)). "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب: يقل الرجال ويكثر النساء، الحديث: ۵۲۳۱، ج۳، ص۴۷۲، ملتقطاً.

(۴) زنا کی زیادتی ہوگی[1] اور اِس بے حیائی کے ساتھ زنا ہوگا، جیسے گدھے جُفتی کھاتے ہیں، بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ پاس نہ ہوگا۔[2]

(۵) مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ، یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس ۵۰ عورتیں ہوں گی۔[3]

(۶) علاوہ اُس بڑے دجّال کے اور تیس دجّال ہوں گے، کہ وہ سب دعویٔ نبوت کریں گے، حالانکہ نبوت ختم ہوچکی۔[4] جن میں بعض گزر چکے، جیسے مسیلمہ کذّاب، طلیحہ بن خوَیلد، اسود عنسی، سجاح عورت کہ بعد کو اسلام لے آئی[5]،...............

---

1 ...... ((ويكثر الزنا)). "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب: يقل الرجال ويكثر النساء، الحديث: ٥٢٣١، ج٣، ص٤٧٢.

2 ...... ((يتهارجون فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال ...إلخ، الحديث: ٢٩٣٧، ص١٥٧٠.

في "شرح النووي على المسلم"، ج٢، ص٤٠٢، قوله: صلى الله عليه وسلم: "يتهارجون فيها تهارج الحمر" (أي: يجامع الرجال النساء علانية بحضرة الناس كما يفعل الحمير، ولا يكترثون لذلك).

3 ...... ((وتكثر النساء ويقل الرجال حتى يكون لخمسين امرأةً القيم الواحد)).

"صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، الحديث: ٨١، ج١، ص٤٧.

4 ...... عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((... وإنّه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون، كلهم يزعم أنّه نبي، وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)). "سنن أبي داود"، كتاب الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها، الحديث: ٤٢٥٢، ج٤، ص١٣٣.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي)).

"سنن الترمذي"، كتاب الرؤيا، باب ذهبت النبوة وبقيت المبشرات، الحديث: ٢٢٧٩، ج٤، ص١٢١.

5 ...... عن عمارة بن بلال الأسدي قال: (ارتد طليحة في حياة النبي صلى الله عليه وسلم وادعى النبوة) "كنز العمال"، كتاب القيامة، الحديث: ٣٩٥٧٦، ج١٤، ص٢٣٤.

عن ابن الزبير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :((لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذّابا، منهم العنسي مسيلمة والمختار)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الأمراء، الحديث: ٥٧، ج٧، ص٢٥٧.

"مسند أبي يعلى"، الحديث: ٦٧٨٦، ج٦، ص٤٥.

في "فتح الباري"، كتاب المناقب، ج٦، ص٥١٥، تحت الحديث:٣٦٠٩: (عن عبد الله بن الزبير تسمية بعض الكذابين المذكورين بلفظ: ((لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذاباً منهم مسيلمة والعنسي والمختار)) قلت: وقد ظهر مصداق ذلك في آخر زمن النبي صلى الله عليه وسلم، فخرج مسيلمة باليمامة، والأسود العنسي باليمن، ثم خرج في خلافة أبي بكر طليحة بن خويلد في بني أسد بن خزيمة، و**سجاح** التميمية في بني تميم، وقتل الأسود قبل أن يموت النبي صلى الله عليه وسلم، وقتل

غلام احمد قادیانی[1] وغیرہم۔ اور جو باقی ہیں، ضرور ہوں گے۔

(۷) مال کی کثرت ہوگی[2]، نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔[3]

(۸) ملکِ عرب میں کھیتی اور باغ اور نہریں ہو جائیں گی۔[4]

(۹) دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مُٹھی میں انگارا لینا[5]، یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا، کہ کاش! میں اِس قبر میں ہوتا۔[6]

(۱۰) وقت میں برکت نہ ہوگی، یہاں تک کہ سال مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن ایسا ہو جائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی[7]، یعنی بہت جلد جلد وقت گزرے گا۔

مسیلمة في خلافة أبي بكر، وتاب طليحة ومات على الإسلام على الصحيح في خلافة عمر، ونقل **أنّ سجاح أيضاً تابت**، وأخبار هؤلاء مشهورة عند الأخباريين)، ملتقطاً

1 ...... غلام احمد قادیانی کے بارے میں اسی ''بہارِ شریعت'' کے صفحہ ۱۹۰ سے دیکھیں۔

2 ...... أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:((لا تقوم الساعة حتى يكثرالمال...إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب الترغيب في الصدقة ...إلخ، الحديث: ١٥٧، ص٥٠٥.

3 ...... عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى...إلخ، الحديث: ٢٨٩٤، ص١٥٤٧.

4 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تقوم الساعة حتى تعود أرض العرب مروجا وأنهارا)).

"المستدرك"، كتاب الفتن، الحديث: ٨٥١٩، ج٥، ص٦٧٤.

5 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، الحديث: ٢٢٦٧، ج٤، ص١١٥.

6 ...... عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيقول: ياليتني مكانه)) وقال صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده! لا تذهب الدنيا حتى يمر الرجل على القبر، فيتمرغ عليه، ويقول: يا ليتني كنت مكان صاحب هذا القبر)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، الحديث: ٥٣ـ٥٤ (١٥٧)، ص١٥٥٥.

7 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تقوم الساعة حتى يتقارب الزمان وتكون السنة كالشهر، والشهر كالجمعة وتكون الجمعة كاليوم ويكون اليوم كالساعة وتكون الساعة كالضرمة بالنار)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ماجاء في قصر الأمل، الحديث: ٢٣٣٩، ج٤، ص١٤٩.

(۱۱) زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے۔[1]

(۱۲) علمِ دین پڑھیں گے، مگر دین کے لیے نہیں۔[2]

(۱۳) مرد اپنی عورت کا مُطِیع ہوگا۔[3]

(۱۴) ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔[4]

(۱۵) اپنے احباب سے میل جول رکھے گا اور باپ سے جدائی۔[5]

(۱۶) مسجد میں لوگ چلاّئیں گے۔[6]

(۱۷) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔[7]

(۱۸) اَگلوں پر لوگ لعنت کریں گے، ان کو بُرا کہیں گے۔[8]

(۱۹) درندے، جانور، آدمی سے کلام کریں گے، کوڑے کی پُھنچی[9]، جُوتے کا تَسمہ کلام کرے گا، اُس کے بازار جانے کے بعد جو کچھ گھر میں ہوا بتائے گا، بلکہ خود انسان کی ران اُسے خبر دے گی۔[10]

---

1 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا اتخذ الفيء دولاً، والأمانة مغنماً، والزكاة مغرماً)).

2 ...... ((وتعلم لغيرالدين)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في علامة...إلخ، الحديث: ٢٢١٨، ج٤، ص٩٠.

3 ...... یعنی فرمانبردار ہوگا۔

((وأطاع الرجل امرأته)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في علامة...إلخ، الحديث: ٢٢١٨، ج٤، ص٩٠.

4 ...... ((وعق أمه)). المرجع السابق.

5 ...... ((وأدنى صد يقه وأقصى أباه)). المرجع السابق.

6 ...... ((وظهرت الأصوات في المساجد)). المرجع السابق.

7 ...... ((وظهرت القينات والمعازف)). المرجع السابق.

8 ...... ((ولعن آخر هذه الأمة أوّلها)). المرجع السابق.

9 ...... چابک کا سرا۔

10 ...... عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده لا تقوم الساعة حتى تكلم السباع الإنس، وحتى يكلم الرجل عذبة سوطه وشراك نعله وتخبره فخذه بما أحدث أهله بعده)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في كلام السباع، الحديث: ٢١٨٨، ج ٤، ص٧٦.

(۲۰) ذَلیل لوگ جن کو تَن کا کپڑا، پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں، بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔[1]

(۲۱) دجّال کا ظاہر ہونا کہ چالیس دن میں حرمَینِ طیّبین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔[2] چالیس دن میں، پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا دن مہینے بھر کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس چوبیس گھنٹے کے ہوں گے اور وہ بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا، جیسے بادل جس کو ہَوا اڑاتی ہو۔[3] اُس کا فتنہ بہت شدید ہوگا[4]، ایک باغ اور ایک آگ اُس کے ہمراہ ہوں گی، جن کا نام جنت و دوزخ رکھے گا، جہاں جائے گا یہ بھی جائیں گی، مگر وہ جو دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی وہ حقیقۃً آگ ہوگی اور جو جہنم دکھائی دے گا، وہ آرام کی جگہ ہوگی[5] اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا[6]، جو اُس پر ایمان لائے گا اُسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اُسے جہنم میں داخل کرے گا[7]، مُردے جِلائے[8] گا[9]۔

---

1 ...... ((وأن ترى الحفاة، العراة، العالة، رعاء الشاء، يتطاولون في البنيان)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، الحديث:٨،ص ٢١.

2 ...... ((فلا أدع قرية إلّا هبطتها في أربعين ليلة غير مكة وطيبة، فهما محرمتان علي كلتاهما)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب قصة الجساسة، الحديث: ٢٩٤٢، ص١٥٧٦.

3 ...... قلنا: يا رسول اللّٰه! وما لبثه في الأرض؟ قال: ((أربعون يوماً، يوم كسنة، ويوم كشهر، ويوم كجمعة، وسائر أيامه كأيامكم))، قلنا: يا رسول اللّٰه! فذلك اليوم الذي كسنة، أتكفينا فيه صلاة يوم؟ قال: ((لا، اقدروا له قدره))، قلنا: يا رسول اللّٰه! وما إسراعه في الأرض؟ قال:((كالغيث استدبرته الريح)).''صحيح مسلم''،كتاب الفتن، باب في ذكر الدجال...إلخ، الحديث:٢٩٣٧،ص١٥٦٩.

4 ...... قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: ((إنّه لم تكن فتنة في الأرض منذ ذرأ اللّٰه ذرية آدم عليه السلام أعظم من فتنة الدجال)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال...إلخ، الحديث: ٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٤.

5 ...... عن حذيفة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((معه جنة ونار، فناره جنة وجنته نار)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال...إلخ، الحديث:٢٩٣٤، ص١٥٦٧.

وفي رواية "المسند": ((ومعه نهران أنا أعلم بهما منه نهر يقول: الجنة ونهر يقول: النار، فمن أدخل الذي يسميه الجنة فهو النار ومن أدخل الذي يسميه النار فهو الجنة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٤٩٥٩، ج٥، ص١٥٦-١٥٧.

6 ...... ((فيقول للناس: أنا ربكم))"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج٥، ص١٥٦، الحديث:١٤٩٥٩.

7 ...... في "فيض القدير"، ج٣، ص٧١٩: (معه جنة ونار فناره جنة وجنته نار) أي: من أدخله الدجال ناره بتكذيبه إياه تكون تلك النار سببا لدخوله الجنة في الآخرة ومن أدخله جنته بتصديقه إياه تكون تلك الجنة سببا لدخوله النار فى الآخرة).

8 ...... زندہ کرے۔

9 ...... عن سمرة بن جندب أنّ نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقول: ((إنّ الدجال خارج وهو أعور عين الشمال عليها ظفرة غليظة، وإنّه يبرىء الأكمه والأبرص ويحيى الموتى...إلخ)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج٧، ص٢٦٠، الحديث: ٢٠١٧١.

زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اُگائے گی، آسمان سے پانی برسائے گا اور اُن لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہوجائیں گے اور ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح دَل کے دَل [1] اس کے ہمراہ ہوجائیں گے۔ [2] اِسی قسم کے بہت سے شُعبدے [3] دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے اور شیاطین کے تماشے، جن کو واقعیت سے کچھ تعلق نہیں، اسی لیے اُس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے۔ البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ جو علمِ الٰہی میں دجّال پر ایمان لاکر کافر ہونے والے ہیں، اُن زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اُس کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ [4]

دجّال کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی [5]، اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا: ''ک، ف، ر'' یعنی کافر، جس کو ہر مسلمان پڑھے گا [6] اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔ [7]

---

1 ...... ڈھیر کے ڈھیر، جتھے کے جتھے۔

2 ...... ((فيأمر السماء أن تمطر فتمطر ويأمر الأرض أن تنبت فتنبت فتروح عليهم سارحتهم كأطول ما كانت ذرى وأمدّه خواصر وأدرّه ضروعا، قال: ثم يأتي الخربة فيقول لها: أخرجي كنوزك فينصرف منها فتتبعه كيعاسيب النحل)).
"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث: ٢٢٤٧، ج٤، ص١٠٤.

3 ...... نظر بندی کے کھیل۔

4 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ليس من بلد إلّا سيطؤه الدجال، إلّا مكة والمدينة، وليس نقب من أنقابها إلّا عليه الملائكة صافين تحرسها، فينزل بالسبخة، فترجف المدينة ثلاث رجفات، يخرج إليه منها كلّ كافر ومنافق)).
"صحيح مسلم"، باب قصة الجسّاسة، الحديث: ٢٩٤٣، ص١٥٧٧۔١٥٧٨.

5 ...... ((الدجال معه سبعون ألف يهودي)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال، الحديث: ٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٦.

6 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم: ((الدجال ممسوح العين، مكتوب بين عينيه كافر، ثم تهجاها ك ف ر، يقرأه كل مسلم)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال، الحديث: ٢٩٣٣، ص١٥٦٧.

7 ...... في "فتح الباري"، كتاب الفتن ،باب ذكرالدجال،تحت الحديث ٧١٣١ ، ج ١٣، ص٨٦: قوله: "مكتوب بين عينيه كافر": (فهذا يراه المؤمن بغير بصره وإن كان لا يعرف الكتابة، ولا يراه الكافر ولو كان يعرف الكتابة كما يرى المؤمن الأدلة بعين بصيرته ولا يراها الكافر فيخلق الله للمؤمن الإدراك دون تعلّم).

وفي "شرح مسلم" للنووي، كتاب الفتن وأشراط الساعة، ج٢، ص ٤٠٠: (يظهر الله تعالى لكل مسلم كاتب وغير كاتب ويخفيها عمن أراد شقاوته وفتنته).

جب وہ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملکِ شام کو جائے گا، اُس وقت حضرت مسیح علیہ السلام[1] آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی مینارہ پر نُزول فرمائیں گے[2]، صبح کا وقت ہوگا، نمازِ فجر کے لیے اِقامت ہوچکی ہوگی، حضرت امام مَہدی کو کہ اُس جماعت میں موجود ہوں گے امامت کا حکم دیں گے، حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھائیں گے، وہ لعین دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا، جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور اُن کی سانس کی خوشبو حدِّ بصر[3] تک پہنچے گی، وہ بھاگے گا، یہ تعاقب فرمائیں گے اور اُس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے، اُس سے وہ جہنم واصل ہوگا۔[4]

(۲۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نُزُول فرمانا:

اِس کی مختصر کیفیت اوپر معلوم ہوچکی، آپ کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا[5]، نیز اُس زمانہ میں عداوت وبغض وحسد آپس میں بالکل نہ ہوگا۔[6] عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام

---

1 ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

2 ...... ((إذ بعث اللّٰه المسيح ابن مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال، الحديث: ۲۹۳۷، ص۱۵٦۹.

3 ...... نظر کی انتہا۔

4 ...... قالت أم شريك بنت أبي العكر: يا رسول اللّٰه فأين العرب يومئذ؟ قال: ((هم يومئذ قليل، وجلهم ببيت المقدس، وإمامهم رجل صالح، فبينما إمامهم قد تقدم يصلي بهم الصبح، إذ نزل عليهم عيسى ابن مريم عليه السلام، فرجع ذلك الإمام ينكص، يمشي القهقرى ليتقدم عيسى يصلي بالناس، فيضع عيسى عليه السلام يده بين كتفيه ثم يقول له: تقدم فصلّ، فإنّها لك أقيمت فيصلي بهم إمامهم فإذا انصرف قال عيسى عليه السلام: افتحوا الباب، فيفتح ووراء ه الدجال معه سبعون ألف يهودي كلهم ذو سيف محلى وساج فإذا نظر إليه الدجال ذاب كما يذوب الملح في الماء، وينطلق هارباً ويقول عيسى عليه السلام: إنّ لي فيك ضربة لن تسبقني بها فيدركه عند باب اللد الشرقي فيقتله)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى... إلخ، الحديث: ۴۰۷۷، ج۴، ص۴۰٦.

وفي رواية: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ولا يجد ريح نفسه يعني أحداً إلّا مات، وريح نفسه منتهى بصره، قال: فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث: ۲۲۴۰، ج۴، ص۱۰۴. في "منح الروض الأزهر"، ص۱۱۲.

5 ...... ((ويفيض المال حتى لا يقبله أحد)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، الحديث: ۳۴۴۸، ج۲، ص ۴۵۹.

6 ...... ((ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد وليدعون إلى المال فلا يقبله أحد)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم ...إلخ، الحديث: ۲۴۳، ص ۹۲.

صَلِیب[1] توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے[2]، تمام اہلِ کتاب جو قتل سے بچیں گے سب اُن پر ایمان لائیں گے۔ تمام جہان میں دین ایک دینِ اسلام ہوگا اور مذہب ایک مذہبِ اہلِ سنّت۔[3]

بچے سانپ سے کھیلیں گے اور شیر اور بکری ایک ساتھ چَریں گے[4]، چالیس برس تک اِقامت فرمائیں گے، نکاح کریں گے، اولاد بھی ہوگی، بعدِ وفات روضۂ انور میں دفن ہونگے۔[5]

1...... عیسائیوں کا مقدّس نشان۔ ("فيروز اللّغات"، ص٩١٦).

2...... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده ليوشكنّ أن ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، الحديث: ٣٤٤٨، ج٢، ص٤٥٩.

3...... ((فيقاتل الناس على الإسلام فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويهلك اللّٰه في زمانه الملل كلها إلّا الإسلام)).

"سنن أبي داود"، كتاب الملاحم، باب [ذكر] خروج الدجال، الحديث: ٤٣٢٤، ج٤، ص١٥٨.

في "تفسير الطبري"، پ٦، النساء، ج٤، ص٣٥٦ـ٣٥٧، تحت الآية ١٥٩: ﴿ **وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ** ﴾ يعني: بعيسى ﴿ **قَبْلَ مَوْتِهٖ** ﴾ يعني: قبل موت عيسى، يوجّه ذلك إلى أنّ جميعهم يصدّقون به إذا نزل لقتل الدجّال، فتصير الملل كلها واحدة، وهي ملة الإسلام الحنيفيّة، دين إبراهيم صلى اللّٰه عليه وسلم).

عن أبي مالك في قوله: ﴿ **اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ** ﴾ قال: ذلك عند نزول عيسى ابن مريم، لا يبقى أحدٌ من أهل الكتاب إلّا ليؤمننّ به).

4...... ((وتنزع حمة كل ذات حمة حتى يدخل الوليد يده في فيّ الحية فلا تضره، وتفر الوليدة الأسد فلا يضرها، ويكون الذئب في الغنم كأنّه كلبها)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال... إلخ، الحديث:٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٧.

وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أ ن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ... وتقع الآمنة على أهل الأرض حتى ترعى الأسود مع الإبل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان مع الحيات لاتضرهم، فيمكث أربعين سنة ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون)). "المستدرك" للحاكم، باب هبوط عيسى عليه السلام، الحديث: ٤٢١٩، ج٣، ص٤٩٠.

وقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ينزل عيسى ابن مريم إلى الأرض، فيتزوج، ويولد له، ويمكث خمساً وأربعين سنة، ثم يموت، فيدفن معي في قبري)). "مشكاة"، كتاب الفتن، باب نزول عيسى عليه السلام، الحديث: ٥٥٠٨، ج٢، ص٣٠٦.

5...... وفي "مرقاة المفاتيح"، تحت الحديث: ٥٥٠٨، ج٩، ص٤٤٢:(وهذا بظاهره يخالف قول من قال:إنّ عيسى رفع به إلى السماء، وعمره ثلاث وثلاثون، ويمكث في الأرض بعد نزوله سبع سنين، فيكون مجموع العدد أربعين لكن حديث مكثه سبعا رواه مسلم، فيتعين الجمع بماذكر، أو ترجيح مافي الصحيح، ولعل عدد الخمس ساقط من الاعتبار لإلغاء الكسر.

(۲۳) حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ظاہر ہونا:

اِس کا اِجمالی واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا اُس وقت تمام اَبدال [1] بلکہ تمام اولیا سب جگہ سے سِمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے، صرف وہیں اسلام ہوگا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا، اَبدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مَہدی بھی وہاں ہوں گے، اولیاء اُنھیں پہچانیں گے، اُن سے درخواستِ بیعت کریں گے، وہ انکار کریں گے۔

دفعتہً غیب سے ایک آواز آئے گی:

هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوْا لَـهٗ وَأَطِيْعُوْهُ.

''یہ اللہ (عزوجل) کا خلیفہ مہدی ہے، اس کی بات سُنو اور اس کا حکم مانو۔''

تمام لوگ اُن کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے۔ وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملکِ شام کو تشریف لے جائیں گے۔ [2]

بعد قتلِ دجّال حضرت عیسٰی علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جاؤ، اس لیے کہ کچھ ایسے لوگ ظاہر کیے جائیں گے، جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔

(۲۴) یاجُوج وماجُوج کا خروج [3]:

مسلمانوں کے کوہِ طور پر جانے کے بعد یاجُوج و ماجُوج ظاہر ہوں گے، یہ اس قدر کثیر ہوں گے کہ ان کی پہلی جماعت **بُحَیْرَۂ طَبَرِیَّہ** پر (جس کا طول دس میل ہوگا [4]) جب گزرے گی، اُس کا پانی پی کر اس طرح سُکھا دے گی کہ دوسری جماعت بعد والی جب آئے گی تو کہے گی: کہ یہاں کبھی پانی تھا!۔

---

1 ...... في "مرقاة المفاتيح": (قال الجوهري: الأبدال قوم من الصالحين لا تخلو الدنيا منهم إذا مات واحد أبدل اللّٰه مكانه بآخر...وفي "القاموس": الأبدال قوم بهم يقيم اللّٰه عزوجل الأرض وهم سبعون أربعون بالشام وثلاثون في غيرها).
("مرقاة المفاتيح": ج۹، ص۳۵۳)۔

2 ...... لم نعثر عليه۔

3 ...... ﴿حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ﴾ پ۱۷، الانبياء:۹٦.

4 ...... بُحَيْرَةُ طَبَرِيَّه: في "المرقاة"، ج۹، ص۳۸۸: (بحيرة تصغير بحرة، وهي ماء مجتمع بالشام طوله عشرة أميال، وطبرية بفتحتين اسم موضع، وقال شارح: هي قصبة الأردن بالشام).

پھر دنیا میں فساد وقتل وغارت سے جب فرصت پائیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کرلیا، آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں، یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، خدا کی قدرت کہ اُن کے تیر اوپر سے خون آلودہ گریں گے۔

یہ اپنی انہیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہوں گے، یہاں تک کہ اُن کے نزدیک گائے کے سر کی وہ وقعت ہوگی جو آج تمہارے نزدیک سَو اشرفیوں کی نہیں، اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے دُعا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ اُن کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کردے گا کہ ایک دَم میں وہ سب کے سب مرجائیں گے، اُن کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اُتریں گے، دیکھیں گے کہ تمام زمین اُن کی لاشوں اور بدبُو سے بھری پڑی ہے، ایک بالشت بھی زمین خالی نہیں۔

اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع ہمراہیوں کے پھر دُعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ایک قسم کے پرند بھیجے گا کہ وہ انکی لاشوں کو جہاں اللہ (عزوجل) چاہے گا پھینک آئیں گے اور اُن کے تیر وکمان وتَرکش[1] کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے، پھر اُس کے بعد بارش ہوگی کہ زمین کو ہموار کر چھوڑے گی اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھلوں کو اُگا اور اپنی برکتیں اُگل دے اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں اُنڈیل دے تو یہ حالت ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اُس کے چھلکے کے سایہ میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دودھ میں یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ، جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ، قبیلہ بھر کو اور ایک بکری کا، خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔[2]

1...... تیردان، تیر رکھنے کا خانہ۔

2...... قال: ((فيلبث كذلك ما شاء الله؟، قال: ثم يوحي الله إليه أن حرّز عبادي إلى الطور فإني قد أنزلت عباداً لي لا يد لأحد بقتالهم، قال: ويبعث الله يأجوج ومأجوج وهم كما قال الله: ﴿وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ﴾، قال: ويمرّ أولهم ببحيرة الطبرية فيشرب ما فيها، ثم يمر بها آخرهم فيقولون: لقد كان بهذه مرة ماء، ثم يسيرون حتى ينتهوا إلى جبل بيت المقدس، فيقولون: لقد قتلنا من في الأرض فهلم فلنقتل من في السماء، فيرمون بنشّابهم إلى السماء، فيردّ الله عليهم نشّابهم محمراً دماً، ويحاصر عيسى ابن مريم وأصحابه حتى يكون رأس الثور يومئذ خيراً لهم من مائة دينار لأحدكم اليوم، قال: فيرغب عيسى ابن مريم إلى الله وأصحابه، قال: فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسي موتى كموت نفس واحدة، قال: ويهبط عيسى وأصحابه فلا يجد موضع شبر إلّا وقد ملأته زهمتهم ونتنهم ودماؤهم، قال: فيرغب عيسى إلى الله وأصحابه قال: فيرسل الله عليهم طيراً كأعناق البخت، فتحملهم فتطرحهم بالمهبل ويستوقد المسلمون من قسّيهم ونشّابهم وجعابهم سبع سنين، قال: ويرسل الله عليهم مطراً لا يكنّ منه بيت وبر ولا مدر، قال: فيغسل الأرض فيتركها كالزلفة، قال: ثم يقال للأرض: أخرجي ثمرتك وردّي بركتك، فيومئذ تأكل العصابة من الرمانة ويستظلون بقحفها ويبارك في الرسل حتى أنّ الفئام من الناس

(۲۵) دُھواں ظاہر ہوگا: جس سے زمین سے آسمان تک اندھیرا ہو جائے گا۔[1]

(۲۶) دابۃ الارض کا نکلنا[2]: یہ ایک جانور ہے، اِس کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ اور انگشتریِٔ سلیمان علیہما السلام ہوگی، عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نشان نورانی بنائے گا اور انگشتری سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت سیاہ دھبّا، اُس وقت تمام مسلم و کافر علانیہ ظاہر ہوں گے۔[3] یہ علامت کبھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا[4]۔

(۲۷) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا: اِس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، اُس وقت کا اسلام معتبر نہیں۔[5]

ليكتفون باللقحة من الإبل، وأنّ القبيلة ليكتفون باللقحة من البقر، وإنّ الفخذ ليكتفون باللقحة من الغنم)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث:٢٢٤٧، ج٤، ص١٠٤۔١٠٥.

1 ...... ﴿**فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِى السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ**﴾. پ٢٥، الدخان: ١٠۔١١.

في "تفسير الطبري"، ج ١١، ص ٢٢٧، تحت هذه الآية:عن ربعي بن حراش، قال: سمعت حذيفة بن اليمان يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((أوّل الآيات الدجال، ونزول عيسى بن مريم، ونار تخرج من قعر عدن أبين تسوق الناس إلى المحشر تقيل معهم إذا قالوا، والدخان، قال حذيفة: يا رسول اللّٰه! وما الدخان؟ فتلا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الآية: ﴿**يَوْمَ تَاْتِى السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ**﴾، يملأ ما بين المشرق والمغرب يمكث أربعين يوما وليلة، أمّا المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام، وأمّا الكافر فيكون بمنزلة السكران يخرج من منخريه وأذنيه ودبره)). ج١١،ص٢٢٧، الحديث: ٣١٠٦١.

2 ...... ﴿**وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ**﴾. پ٢٠، النمل:٨٢.

3 ...... عن أبي هريرة أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((تخرج الدابة ومعها خاتم سليمان بن داود، وعصا موسى بن عمران عليهما السلام، فتجلو وجه المؤمن بالعصا وتخطم أنف الكافر بالخاتم حتى أنّ أهل الحِواء ليجتمعون، فيقول هذا: يا مؤمن، ويقول هذا: يا كافر)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب دابة الأرض، الحديث: ٤٠٦٦، ج٤، ص٣٩٣۔٣٩٤.

4 ...... لم نعثر عليه۔

5 ...... عن صفوان بن عسال قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ من قبل مغرب الشمس باباً مفتوحاً، عرضه سبعون سنة، فلا يزال ذلك الباب مفتوحاً للتوبة حتى تطلع الشمس من نحوه، فإذا طلعت من نحوه لم ينفع نفساً إيمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت في إيمانهم خيراً)).

("سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها، الحديث: ٤٠٧٠، ج٤، ص٣٩٦).

(۲۸) وفاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ایک زمانہ کے بعد جب قیامِ قیامت[1] کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے[2]، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور اُنھیں پر قیامت قائم ہوگی۔[3]

یہ چند نشانیاں بیان کی گئیں، اِن میں بعض واقع ہوچکیں اور کچھ باقی ہیں، جب نشانیاں پوری ہولیں گی اور مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے وہ خوشبودار ہوا گزر لے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہو جائے گی، اس کے بعد پھر چالیس برس کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے اولاد نہ ہوگی، یعنی چالیس برس سے کم عُمر کا کوئی نہ رہے گا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے[4]، اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا[5]، کوئی اپنی دیوار لیستا[6] ہوگا، کوئی کھانا کھاتا ہوگا، غرض لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے[7]

---

1 ...... قیامت کے قائم ہونے۔

2 ...... لم نعثر عليه.

3 ...... ((فبينما هم كذلك إذ بعث اللّٰه ريحاً طيبة، فتأخذهم تحت آباطهم، فتقبض روح كل مؤمن و كل مسلم، ويبقى شرار الناس، يتهارجون فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال، الحديث: ۷۳۷۳، ص ۱۵۷۰.

4 ...... لم نعثر عليه.

5 ...... عن أنس أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى لا يقال في الأرض: اللّٰه اللّٰه)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب ذهاب الإيمان آخر الزمان، الحديث: ۲۳٤، ص ۸۸.

في "المرقاة"، ج۹، ص ٤٥٠، تحت الحديث: (معناه: لا تقوم الساعة حتى لا يبقى في الأرض مسلم يحذر الناس من اللّٰه، وقيل: أي: لا يذكر اللّٰه فلا يبقى حكمة في بقاء الناس).

6 ...... پلستر کرتا۔

7 ...... عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها، فإذا طلعت فرآها الناس آمنوا أجمعون فذلك حين﴿ **لَا يَنۡفَعُ نَفۡسًا اِيۡمَانُهَا** ﴾الآية، ولتقومن الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يطويانه، ولتقومن الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا يطعمه، ولتقومنّ الساعة وهو يليط حوضه فلا يسقي فيه، ولتقومن الساعة وقد رفع أحدكم أكلته إلى فيه فلا يطعمها)).

("صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، الحديث: ٦٥٠٦، ج٤، ص ٢٤٩).

کہ دفعتۃً [1] حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صُور پھونکنے کا حکم ہوگا، شروع شروع اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بہت بلند ہو جائے گی، لوگ کان لگا کر اس کی آواز سنیں گے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے، آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صُور اور اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے، اُس وقت سوا اُس واحدِ حقیقی کے کوئی نہ ہوگا، وہ فرمائے گا:

﴿ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ط ﴾ [2]

آج کس کی بادشاہت ہے...؟! کہاں ہیں جبّارین...؟! کہاں ہیں متکبرین...؟! مگر ہے کون جو جواب دے، پھر خود ہی فرمائے گا:

﴿ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ o﴾ [3]

''صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔''

پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا، اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اوّلین وآخرین، ملائکہ واِنس وجن وحیوانات موجود ہو جائیں گے۔ [4] سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر مبارک

---

1 ...... اچانک۔

2 ...... پ ٢٤، المؤمن: ١٦

3 ...... پ ٢٤، المؤمن: ١٦.

4 ...... عن ابن عباس في صفة القيامة، فذكر فيه صفة الصور وعظمه وعظم إسرافيل ثم قال: فإذا بلغ الوقت الذي يريد اللّٰه أمر إسرافيل، فينفخ في الصور النفخة الأولى، فتهبط النفخة من الصور إلى السموات فيصعق سكّان السموات بحذافيرها، وسكّان البحر بحذافيرها، ثم تهبط النفخة إلى الأرض، فيصعق سكّان الأرض بحذافيرها، وجميع عالم اللّٰه وبريّته فيهن من الجن والإنس والهوام والأنعام، قال: وفي الصورمن الكوى بعدد من يذوق الموت من جميع الخلا ئق، فإذا صعقوا جميعاً، يقول اللّٰه عزوجل: يا إسرافيل من بقي؟ فيقول: بقي إسرافيل عبدك الضعيف، فيقول: مت يا إسرافيل فيموت، ثم يقول الجبار تعالى: ﴿لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ﴾، فلا هميس ولا حسيس ولا ناطق يتكلم، ولا مجيب يفهم، وقد مات حملة العرش وإسرافيل وملك الموت وكل مخلوق، فيرد الجبارعلى نفسه: ﴿ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اَلْیَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ ۢبِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴾ [غافر: ١٦-١٧]. وذلك حين تمت كلمة ربك صدقاً وعدلاً لا مبدل لكلماته: ﴿ وَهُوَالسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾، فيتم كلمته بإنفاذ قضائه على أهل أرضه وسمائه لقوله تعالى: ﴿ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ [القصص:٨٢]. فأمّا إسرافيل، فيموت ثم يحيى في طرفة عين، وأما حملة العرش فيحيون في أسرع من طرفة عين، فيأمر اللّٰه

سے یوں برآمد ہونگے کہ دَہنے ہاتھ میں صدیقِ اکبر کا ہاتھ، بائیں ہاتھ میں فاروقِ اعظم کا ہاتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہما [1]، پھر مکۂ معظّمہ و مدینۂ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں، سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔ [2]

عقیدہ (۱): قیامت بیشک قائم ہوگی، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ [3]

تعالى إسرافيل بعد النفخة الأولى بأربعين وكذلك هو في التوراة بين النفختين أربعون، لا يدرى ما هو، فإذا انقضت الأربعون نظر الله إلى أهل السموات وإلى أهل الأرضين، فيقول: وعزتي لأعيدنّكم كما بدأتكم ولأحيينّكم كما أمتكم، ثم يأمر إسرافيل فينفخ النفخة الثانية، وقد جمعت الأرواح كلها في الصور، فإذا نفخ خرج كل روح من كوة معلومة من كوى الصور، فإذا الأرواح تهوش بين السماء والأرض لها دوي كدوى النحل، فينادي إسرافيل: يا أيتها الجلود المتمزقة! ويا أيتها الأعضاء المتهشمة! ويا أيتها العظام البالية! ويا أيتها الأجساد المتفرقة! ويا أيتها الأشعارالمتمرطة! قوموا إلى موقف الحساب والعرض الأكبر فيدخل كل روح في جسده قال: ويمطر الله طيشا من تحت العرش على جميع الموتى، فيحيون كما تحيى الأرض الميتة بوابل السماء، فيبعث الله الأجساد التي كانت في الدنيا من حيث كانت بعضها في بطون السباع، وبعضهامن حواصل الطير وبنيان البحور وبطون الأرض وظهورها، فيدخل كل روح في جسده، فإذا هم قيام ينظرون، فيبعث الله نارا من المشارق، فتحشر الناس إلى المغارب إلى أرض تسمى الساهرة من وراء بيت المقدس أرض طاهرة لم يعمل عليها سيئة ولا خطيئة فذلك قوله: ﴿**فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ**﴾، وقوله: ﴿**یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ**﴾، ﴿**وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا**﴾، ﴿**وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِیْنَ عَرْضًا اَلَّذِیْنَ كَانَتْ**﴾ الآية).

"شعب الإيمان"، باب في حشر الناس... إلخ، فصل في صفة يوم القيامة، الحديث: ٣٥٣، ج١، ص٣١٢ـ٣١٤.

[1]...... عن ابن عمر: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج ذات يوم فدخل المسجد وأبو بكر وعمر، أحدهما عن يمينه والآخر عن شماله وهوآخذ بأيديهما وقال: ((هكذا نبعث يوم القيامة)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب قوله صلى الله عليه وسلم لأبي بكر ثم عمر: ((هكذا نبعث يوم القيامة))، الحديث: ٣٦٨٩، ج٤، ص٣٧٨ .

[2]...... عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا أوّل من تنشق عنه الأرض، ثم أبو بكر، ثم عمر، ثم أتي أهل البقيع فيحشرون معي ثم أنتظر أهل مكة حتى أحشر بين الحرمين)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب أنا أول من تنشق عنه الأرض، ثم أبو بكر وعمر، الحديث: ٣٧١٢، ج٥، ص٣٨٨.

[3]...... ﴿**وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا**﴾ پ ١٧، الحج: ٧.

في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات، ج٢، ص٢٩٠: (من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنص عليه وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً).

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، فصل في المرض والموت والقيامة، ص١٩٥.

عقیدہ (۲): حشر صرف رُوح کا نہیں، بلکہ روح وجسم دونوں کا ہے، جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ بھی کافر ہے۔[1]

عقیدہ (۳): دنیا میں جو رُوح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی اُس رُوح کا حشر اُسی جسم میں ہوگا، یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کرکے اس کے ساتھ روح متعلق کر دی جائے۔[2]

عقیدہ (۴): جسم کے اجزا اگرچہ مرنے کے بعد متفرق ہوگئے اور مختلف جانوروں کی غذا ہوگئے ہوں، مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزا کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا[3]، قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، ناختنہ

---

1 ...... في "المعتقد المنتقد"، هل الروح أيضاً جسم فلا حشر إلّا جسماني؟، ص۱۸۱: (أكثر المتكلمين على أنّ الحشر جسماني فقط على أنّ الروح جسم لطيف. والغزالي والماتريدي والراغب والحليمي على أنّه جسماني وروحاني، بناء على أنّ الروح جوهر مجرد ليس بجسم ولا قوة حالة في جسم، بل يتعلق به تعلق التدبير والتصرف).

قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، تحت قوله: "جسماني فقط": (لا بمعنى إنكار حشر الروح، فإنّه كفر قطعاً كإنكار حشر الأجساد؛ لأنّ الكل ثابت ضرورة من الدين، بل بناء على أنّ الروح أيضاً عندهم جسم لطيف فحشر الجسد والروح كل ذلك ليس عند هم إلّا حشر جسم). ۱۲

2 ...... ﴿ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيْظٌ ﴾ پ۲٦، ق: ٤.

في "تفسير روح البيان"، ج۹، ص١٠٤، تحت هذه الآية: (قال ابن عطية وحفظ ما تنقص الأرض إنّما هو ليعود بعينه يوم القيامة وهذا هو الحق وذهب بعض الأصوليين إلى أنّ الأجساد المبعوثة يجوز أن تكون غير هذه، قال ابن عطية: وهذا عندي خلاف لظاهر كتاب اللّٰه، ولو كانت غيرها فكيف كانت تشهد الجلود والأيدي والأرجل على الكفرة إلى غير ذلك مما يقتضي أنّ أجساد الدنيا هي التي تعود، وسئل شيخ الإسلام ابن حجر: هل الأجساد إذا بليت وفنيت وأراد اللّٰه تعالى إعادتها كما كانت أو لا هل تعود الأجسام الأول أم يخلق اللّٰه للناس أجساداً غير الأجساد الأول؟، فأجاب أنّ الأجساد التي يعيدها اللّٰه هي الأجساد الأول لا غيرها، قال: وهذا هو الصحيح بل الصواب، ومن قال غيره عندي فقد أخطأ فيه لمخالفته ظاهر القرآن والحديث، قال أهل الكلام: إنّ اللّٰه تعالى يجمع الأجزآء الأصلية التي صار الإنسان معها حال التولد، وهي العناصر الأربعة ويعيد روحه إليه سوآء سمى ذلك الجمع اعادة المعدوم بعينه أو لم يسم).

3 ...... حدثنا إبراهيم بن الحكم بن أبان، حدثنا أبي، قال: كنت جالساً مع عكرمة عند منزل ابن داود ـ وكان عكرمة نازلاً مع ابن داود نحو الساحل ـ فذكروا الذين يغرقون في البحر، فقال عكرمة: الحمد للّٰه، إنّ الذين يغرقون في البحر تتقسم لحومهم الحيتان فلا يبقى منهم شيء إلّا العظام تلوح، فتقلبها الأمواج حتى تلقيها إلى البر، فتمكث العظام حينا حتى تسير حائلا نخرة، فتمر بها الإبل فتأكلها ثم تسير الإبل فتبعر ثم يجيء بعدهم قوم ينزلون منزلاً فيأخذون ذلك البعر فيوقدون ثم تخمد تلك النار

شُدہ اٹھیں گے (1)، کوئی پیدل، کوئی سوار (2) اور ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو، کسی پر تین، کسی پر چار، کسی پر دس ہوں گے۔ (3) کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدانِ حشر کو جائے گا (4)، کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے، کسی کو آگ جمع کرے گی۔ (5)

فتجيء ريح فتلقى ذلك الرماد على الأرض، فإذا جاء ت النفخة، قال الله عز وجل: ﴿ فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴾ [الزمر:٦٨] فيخرج أولئك وأهل القبور سواء). "حلية الأولياء"، عكرمة مولى ابن عباس، الحديث: ٤٣٧٤، ج٣، ص٣٨٩.

وفي "البدور السافرة في أمور الآخرة"، للسيوطي، ص٤١.

(1)...... عن عائشة قالت:سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:((يحشر الناس يوم القيامة حفاة عراة غرلا))."صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا... إلخ، الحديث: ٢٨٦٩، ص١٥٢٩.

وفي رواية: عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّكم محشرون حفاة عراة غرلا، ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ ﴾)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، الحديث: ٣٣٤٩، ج٢، ص٤٢٠.

(2)...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يحشر الناس يوم القيامة ثلاثة أصناف: صنفا مشاة وصنفا ركبانا وصنفا على وجوههم)). "سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب: ومن سورة النحل، الحديث: ٣١٥٣، ج٥، ص٩٦.

(3)...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:((يحشر الناس على ثلاث طرائق: راغبين وراهبين، واثنان على بعير، وثلاثة على بعير، وأربعة على بعير، وعشرة على بعير)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، الحديث: ٦٥٢٢، ج٤، ص٢٥٢. "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا... إلخ، الحديث: ٢٨٦١، ص١٥٣٠.

وفي "المرقاة"، كتاب الفتن، تحت الحديث: ٥٥٣٤، ج٩، ص٤٧٢:(فإن قيل: فلِم لم يذكر من السابقين من يتفرد بفرد مركب لا يشاركه فيه أحد، قلنا: لأنّه عرف أنّ ذلك مجعول لمن فوقهم في المرتبة من أنبياء الله ليقع الامتياز بين النبيين والصديقين في المراكب كما وقع في المراتب).

(4)...... حدثنا أنس بن مالك، أنّ رجلاً قال: يا رسول الله! كيف يحشر الكافر على وجهه يوم القيمة؟ قال: ((أليس الذي أمشاه على رجليه في الدنيا قادراً على أن يمشيه على وجهه يوم القيمة؟)) "صحيح مسلم"، كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، يحشر الكافر على وجهه، الحديث: ٢٨٠٦، ص١٥٠٨.

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، الحديث:٦٥٢٣، ج٤، ص٢٥٣.

(5)...... عن أبي ذر قال: إن الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم حدثني: ((...... وفوج تسحبهم الملائكة على وجوههم وتحشرهم النار...إلخ)). "سنن النسائي"، كتاب الجنائز، البعث، الحديث: ٢٠٨٣، ص٣٥٠.

یہ میدانِ حشر ملکِ شام کی زمین پر قائم ہوگا۔[1] زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اِس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے[2]، اُس دن زمین تانبے کی ہوگی[3] اور آفتاب ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ راویٔ حدیث نے فرمایا:

1...... قال: ((تحشرون هاهنا وأومأ بيده إلى نحو الشام مشاة وركبانا)). وحدثنا يزيد، أخبرنا بهز عن أبيه عن جده قال: قلت: يا رسول الله، أين تأمرني، قال: ((هاهنا)) ونحا بيده نحو الشام، قال: ((إنّكم محشورون رجالاً وركباناً وتجرون على وجوهكم)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٠٠٤٢، ٢٠٠٥١ ج٧، ص٢٣٥-٢٣٧.

2...... "ملفوظات اعلیٰ حضرت"، حصه چهارم، ص٤٥٥.

3...... ﴿**يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ**﴾ پ١٤، إبراهيم:٤٨.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية: ﴿**يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ**﴾:

واختلف في معنى قوله: ﴿**يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ**﴾ فقال بعضهم: معنى ذلك يوم تبدّل الأرض التي عليها الناس اليوم في دار الدنيا غير هذه الأرض، فتصير أرضاً بيضاء كالفضة.

عن عبد الله أنه قال في هذه الآية ﴿**يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ**﴾ قال: أرض كالفضة نقية لم يَسِل فيها دم، ولم يُعمَل فيها خطيئة.

وقال آخرون: تبدّل ناراً. ذكر من قال ذلك. عن قيس بن السَّكن قال: قال عبد الله: الأرض كلها نار يوم القيامة.

وقال آخرون: بل تبدّل الأرض أرضاً من فضة. ذكر من قال ذلك. عن أبي موسى عمن سمع عليا يقول في هذه الآية: ﴿**يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ**﴾ قال: الأرض من فضة، والجنة من ذهب.

وقال آخرون: يبدّلها خبزة. ذكر من قال ذلك. عن سعيد بن جبير، في قوله: ﴿**يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ**﴾ قال: تبدّل خبزة بيضاء يأكل المؤمن من تحت قدميه.

وقال آخرون: تبدّل الأرض غير الأرض ذكر من قال ذلك عن كعب في قوله: ﴿**يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ**﴾ قال: تصير السماوات جنانا ويصير مكان البحر النار قال: وتبدل الأرض غيرها.

قال الإمام ابن جرير الطبري رحمه الله تعالى بعد ذلك: (وأولى الأقوال في ذلك بالصواب، قول من قال معناه يوم تبدّل الأرض التي نحن عليها اليوم يوم القيامة غيرها، وكذلك السماوات اليوم تبدّل غيرها، كما قال جلّ ثناؤه، وجائز أن تكون المبدلة أرضاً أخرى من فضة، وجائز أن تكون ناراً وجائز أن تكون خبزاً، وجائز أن تكون غير ذلك، ولا خبر في ذلك عندنا من الوجه الذي يجب التسليم له أيّ ذلك يكون، فلا قول في ذلك يصحّ إلا ما دلّ عليه ظاهر التنزيل)، ملتقطاً.

("تفسير الطبري"، ج٧، ص٤٧٩-٤٨٣). =

''معلوم نہیں میل سے مراد سُرمہ کی سلائی ہے یا میلِ مُسَافت''[1]، اگر میل مسافت بھی ہو تو کیا بہت فاصلہ ہے...؟! کہ اب چار ہزار برس کی راہ کے فاصلہ پر ہے اور اِس طرف آفتاب کی پیٹھ ہے[2]، پھر بھی جب سر کے مقابل آجاتا ہے، گھر سے باہر نکلنا دشوار ہوجاتا ہے، اُس وقت کہ ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اُس کا منہ اِس طرف کو ہوگا، تپش اور گرمی کا کیا پوچھنا...؟! [3] اور اَب مٹی کی زمین ہے، مگر گرمیوں کی دھوپ میں زمین پر پاؤں نہیں رکھا جاتا، اُس وقت جب تانبے کی ہوگی اور آفتاب کا اتنا قرب ہوگا، اُس کی تپش کون بیان کرسکے...؟! اﷲ (عزوجل) پناہ میں رکھے۔ بھیجے کھولتے ہوں گے[4] اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستّر گز زمین میں جذب ہوجائے گا[5]، پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک، اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثلِ لگام کے جکڑ جائے گا،

= حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ: ''زمین کا روٹی ہونا، غبار والا ہونا، اور آگ بن جانا جو احادیث میں آیا ہے اس میں کوئی منافات نہیں، بلکہ ان کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ بعض زمین کے ٹکڑے روٹی، بعض غبار، اور بعض آگ ہوجائیں گے، اور آگ ہونے والا قول سمندر کی زمین کے ساتھ خاص ہے (کہ سمندر کی زمین آگ کی ہوجائے گی)۔ (''البدور السافرۃ'' للسیوطي، الحدیث: ٧٤، ص٤٧).

''تفسیر مظہری'' میں ہے کہ: ''ہوسکتا ہے کہ مومنین کے قدموں کی جگہ روٹی ہوجائے گی اور کفار کے قدموں کی جگہ غبار والی اور آگ والی ہوجائے گی''۔(''تفسیر مظھري''، تحت الآیۃ ٤٨، ج٥، ص٣٤٤، مترجم).

[1] ...... حدثني مقداد بن الأسود قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: ((تدني الشمس۔ یوم القیامة۔ من الخلق، حتی تکون منه کمقدار میل)). قال سلیم بن عامر: فواللّٰه! ما أدري ما یعني بالمیل؟ أمسافة الأرض، أم المیل الذي تکتحل به العین)). ''صحیح مسلم''، کتاب الجنة... إلخ، باب في صفة یوم القیامة...إلخ، الحدیث: ٢٨٦٤، ص١٥٣١۔١٥٣٢.

[2] ......في ''المرقاة''، ج٩، ص٦٥٩: (عن ابن عمر علی ما رواه الدیلمي في ''مسند الفردوس'' مرفوعاً: ((الشمس والقمر وجوههما إلی العرش وأقفاؤهما إلی الدنیا)) ففیه تنبیه نبیه علی أنّ وجوههما لو کانت إلی الدنیا لما أطاق حرّهما أحد من أهل الدنیا).

[3] ...... ''ملفوظات اعلیٰ حضرت''، حصه چهارم، ص٤٥٤۔٤٥٥.

[4] ...... عن أبي أمامة أنّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: ((تدنو الشمس یوم القیامة علی قدر میل ویزاد في حرها کذا وکذا یغلي منها الهوام کما یغلي القدور، یعرقون فیها علی قدر خطایاهم، منهم من یبلغ إلی کعبیه ومنهم من یبلغ إلی ساقیه ومنهم من یبلغ إلی وسطه ومنهم من یلجمه العرق)). ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ٢٢٢٤٨، ج٨، ص٢٧٩.

[5] ...... عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه: أنّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: ((یعرق الناس یوم القیامة حتی یذهب عرقهم في الأرض سبعین ذراعاً)). ''صحیح البخاري''، کتاب الرقاق، الحدیث: ٦٥٣٢، ج٤، ص٢٥٥.

جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا۔[1] اس گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی محتاجِ بیان نہیں، زبانیں سُوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی، بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی، دل اُبل کر گلے کو آجائیں گے، ہر مُبتلا بقدرِ گناہ تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا، جس نے چاندی سونے کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اُس مال کو خوب گرم کر کے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ پر داغ کریں گے[2]، جس نے جانوروں کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اس کے جانور قیامت کے دن خوب طیار ہو کر آئیں گے اور اس شخص کو وہاں لٹائیں گے اور وہ جانور اپنے سینگوں سے مارتے اور پاؤں سے روندتے اُس پر گزریں گے، جب سب اسی طرح گزر جائیں گے پھر اُدھر سے واپس آکر یوہیں اُس پر گزریں گے، اسی طرح کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ لوگوں کا حساب ختم ہو[3] **وعلی هذا القیاس.**

---

1 ...... عن عقبة بن عامر يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((تدنو الشمس من الأرض فيعرق الناس، فمن الناس من يبلغ عرقه عقبيه، ومنهم من يبلغ إلى نصف الساق، ومنهم من يبلغ إلى ركبتيه، ومنهم من يبلغ العجز، ومنهم من يبلغ الخاصرة، ومنهم من يبلغ منكبيه، ومنهم من يبلغ عنقه، ومنهم من يبلغ وسط فيه)) وأشار بيده فألجمها فاه: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يشير هكذا، ((ومنهم من يغطيه عرقه)). وضرب بيده إشارة.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٤٤٤، ج٦، ص١٤٦.

2 ...... ﴿وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ پ١٠، التوبة: ٣٤-٣٥.

3 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ما من صاحب كنز لا يؤدي زكاته إلّا أحمي عليه في نار جهنم، فيجعل صفائح، فيكوى بها جنباه وجبينه، حتى يحكم الله بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، ثم يرى سبيله، إمّا إلى الجنة وإمّا إلى النار، وما من صاحب إبل لا يؤدي زكاتها إلّا بطح لها بقاع قرقر كأوفر ما كانت تستن عليه، كلما مضى عليه أخراها ردت عليه أولاها، حتى يحكم الله بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، ثم يرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار، وما من صاحب غنم لا يؤدي زكاتها إلّا بطح لها بقاع قرقر كأوفر ما كانت، فتطؤه بأظلافها وتنطحه بقرونها، ليس فيها عقصاء ولا جلحاء، كلما مضى عليه أخراها ردت عليه أولاها، حتى يحكم الله بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة مما تعدون، ثم يرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار)).

"صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، الحديث: ٩٨٧، ص٤٩٣.

پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہوگا، بھائی سے بھائی بھاگے گا، ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے، بی بی بچے الگ جان چُرائیں گے [1]، ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار، کون کس کا مددگار ہوگا...! حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا، اے آدم! دوزخیوں کی جماعت الگ کر، عرض کرینگے: کتنے میں سے کتنے؟ ارشاد ہوگا: ہر ہزار سے نو سو ننانوے، یہ وہ وقت ہوگا کہ بچے مارے غم کے بوڑھے ہوجائیں گے، حمل والی کا حمل ساقط ہوجائے گا، لوگ ایسے دکھائی دیں گے کہ نشہ میں ہیں، حالانکہ نشہ میں نہ ہوں گے، ولیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے [2]، غرض کس کس مصیبت کا بیان کیا جائے، ایک ہو، دو ہوں، سَو ہوں، ہزار ہوں تو کوئی بیان بھی کرے، ہزارہا مصائب اور وہ بھی ایسے شدید کہ الاماں الاماں...! اور یہ سب تکلیفیں دو چار گھنٹے، دو چار دن، دو چار ماہ کی نہیں، بلکہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہوگا [3]، قریب آدھے کے گزر چکا ہے اور ابھی تک اہلِ محشر اسی حالت میں ہیں۔ اب آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہیے کہ ہم کو اِن مصیبتوں سے رہائی دلائے، ابھی تک تو یہی نہیں پتا چلتا ہے کہ آخر کدھر کو جانا ہے، یہ بات مشورے سے قرار پائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام ہم سب کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اِن کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی اور مرتبۂ نبوت سے سرفراز فرمایا، اُنکی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے، وہ ہم کو اِس مصیبت سے نجات دلائیں گے۔

غرض اُفتاں وخیزاں کس کس مشکل سے اُن کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ عزوجل نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی چُنی ہوئی روح آپ میں ڈالی اور ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور جنت میں آپ کو رکھا، تمام چیزوں کے نام آپ کو سکھائے، آپ کو صفی کیا، آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں...؟! آپ ہماری

1...... ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾. (پ ٣٠، عبس: ٣٤-٣٧).

2...... عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يقول الله تعالى: يا آدم! فيقول: لبيك، وسعديك، والخير في يديك، فيقول: أخرج بعث النار، قال: وما بعث النار؟ قال: من كل ألف تسعمائة وتسعة وتسعين، فعنده يشيب الصغير ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ [الحج:٢])).

"صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قصة يأجوج ومأجوج، الحديث: ٣٣٤٨، ج٢، ص٤١٩-٤٢٠.

3...... ﴿فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾، پ٢٩، المعارج: ٤. في "الدرالمنثور"، ج٨، ص٢٧٩، تحت الآية: أخرج ابن أبي حاتم والبيهقي في البعث عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله: ((﴿فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ قال: لو قدرتموه لكان خمسين ألف سنة من أيامكم، قال: يعني يوم القيامة)).

شفاعت کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نجات دے۔[1] فرمائیں گے: میرا یہ مرتبہ نہیں، مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے[2]، آج رب عزوجل نے ایسا غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی ایسا غضب فرمایا، نہ آئندہ فرمائے، تم کسی اور کے پاس جاؤ![3] لوگ عرض کریں گے: آخر کس کے پاس ہم جائیں...؟ فرمائیں گے[4]: نُوح کے پاس جاؤ، کہ وہ پہلے رسول ہیں کہ زمین پر ہدایت کے لیے بھیجے گئے[5]، لوگ اُسی حالت میں حضرت نُوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اُن کے فضائل بیان کرکے عرض کریں گے کہ[6]: آپ اپنے ربّ کے حضور ہماری شفاعت کیجیے کہ وہ ہمارا فیصلہ کردے، یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ

1...... عن أنس رضي اللّٰه عنه: أنّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((يحبس المؤمنون يوم القيامة حتى يهموا بذلك، فيقولون: لو استشفعنا إلى ربنا فيريحنا من مكاننا، فيأتون آدم فيقولون: أنت آدم أبو الناس، خلقك اللّٰه بيده، وأسكنك جنته، وأسجد لك ملا ئكته، وعلمك أسماء كل شيء، لتشفع لنا عند ربك حتى يريحنا من مكاننا هذا، قال: فيقول: لست هناكم)).

"صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ**... إلخ﴾، الحديث: ٧٤٤٠، ج٤، ص٥٥٤.

وفي رواية "صحيح البخاري": قال: ((وتدنو منهم الشمس، فيقول بعض الناس: ألا ترون إلى ما أنتم فيه؟ إلى ما بلغكم؟ ألا تنظرون إلى من يشفع لكم إلى ربكم؟ فيقول بعض الناس: أبوكم آدم، فيأتونه، فيقولون: يا آدم، أنت أبو البشر، خلقك اللّٰه بيده ونفخ فيك من روحه، وأمر الملائكة فسجدوا لك، وأسكنك الجنة، ألا تشفع لنا إلى ربك، ألا ترى ما نحن فيه وما بلغنا؟)). كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ**...إلخ﴾، الحديث: ٣٣٤٠، ج٢، ص٤١٥.

وفي رواية "المسند"، الحديث: ١٥، ج١،ص٢١: ((فقالوا: يا آدم أنت أبو البشر، وأنت اصطفاك اللّٰه ـعزوجلـ اشفع لنا إلى ربك)).

2...... ((فيقول: إني لست هناكم...، وإنّه لا يهمّني اليوم إلّا نفسي))، ملتقطاً.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج١، ص٦٠٣، الحديث: ٢٥٤٦.

3...... ((فيقول: ربي غضب غضباً لم يغضب قبله مثله ولا يغضب بعده مثله، نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري))، "صحيح البخاري"،كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ**...إلخ﴾، الحديث: ٣٣٤٠، ج٢، ص٤١٥.

4...... ((فيقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول)). "الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣.

5...... ((ائتوا نوحاً فإنّه أوّل رسول بعثه اللّٰه إلى أهل الأرض)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَیَّ**﴾، الحديث: ٧٤١٠، ج٤، ص٥٤٢.

6...... ((فيأتون نوحاً فيقولون: يا نوح أنت أوّل الرسل إلى أهل الأرض، وسماك اللّٰه عبداً شكوراً)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ**...إلخ﴾، الحديث: ٣٣٤٠، ج٢، ص٤١٥.

میں اس لائق نہیں، مجھے اپنی پڑی ہے[1]، تم کسی اور کے پاس جاؤ![2] عرض کریں گے، کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں...؟ فرمائیں گے[3]: تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ[4]، کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبۂ خُلّت سے ممتاز فرمایا ہے[5]، لوگ یہاں حاضر ہوں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اِس کے قابل نہیں، مجھے اپنا اندیشہ ہے۔

مختصر یہ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں بھیجیں گے، وہاں بھی وہی جواب ملے گا، پھر موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس بھیجیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے: کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں[6]، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے، کہ ایسا نہ کبھی فرمایا، نہ فرمائے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ[7]، لوگ عرض کریں گے: آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے: تم اُن کے حضور حاضر ہو، جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی، جو آج بے خوف ہیں[8]، اور وہ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں، تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، وہ خاتم النبیین ہیں، وہ آج تمہاری شفاعت

1...... ((فيقولون: يا نوح، اشفع لنا إلى ربنا فليقض بيننا، فيقول: إني لست هناكم...، وإنّه لا يهمّني اليوم إلاّ نفسي))، ملتقطاً، المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٣.

2...... ((اذهبوا إلى غيري)). "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ اِنَّهٗ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج٣، ص٢٦٠.

3...... ((فيقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول)). "الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣.

4...... ((لكن ائتوا إبراهيم خليل الله عليه السلام)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٣.

5...... ((فإن الله ـعزوجلـ اتخذه خليلاً)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٥، ج١، ص٢١.

6...... ((فيأتون إبراهيم، فيقول: إني لست هناكم، وإنّه لا يهمني اليوم إلاّ نفسي، ولكن ائتوا موسى عليه السلام، فيقول: إني لست هناكم، وإنّه لا يهمني اليوم إلاّ نفسي، ولكن ائتوا عيسى روح الله، و كلمته فيأتون عيسى، فيقول: إني لست هناكم، وإنّه لا يهمني اليوم إلاّ نفسي))، ملتقطاً. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٣ـ٦٠٤.

7...... ((فيقول عيسى: إنّ ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري))، ملتقطاً. "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ اِنَّهٗ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج٣، ص٢٦٠.

8...... ((فيقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول: ائتوا عبداً فتح الله على يديه، ويجيء في هذا اليوم آمنا محمداً)). "الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣، ملتقطاً.

فرمائیں گے، اُنھیں کے حضور حاضر ہو، وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔[1]

اب لوگ پھرتے پھراتے، ٹھوکریں کھاتے، روتے چلّاتے، دُہائی دیتے حاضرِ بارگاہِ بے کس پناہ ہو کر عرض کریں گے[2]: اے محمد![3] اے اللہ کے نبی! حضور کے ہاتھ پر اللہ عزوجل نے فتح باب رکھا ہے، آج حضور مطمئن ہیں[4]، اِن کے علاوہ اور بہت سے فضائل بیان کرکے عرض کریں گے: حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس مصیبت میں ہیں! اور کس حال کو پہنچے! حضور بارگاہِ خداوندی میں ہماری شفاعت فرمائیں اور ہم کو اس آفت سے نجات دلوائیں۔[5] جواب میں ارشاد فرمائیں گے: ((أَنَا لَهَا))[6] میں اس کام کے لیے ہوں، ((أنَا صَاحِبُكُمْ))[7] میں ہی وہ ہوں جسے تم تمام جگہ ڈھونڈ آئے، یہ فرما کر بارگاہِ عزّت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے، ارشاد ہوگا:

---

1 ...... ((لكن انطلقوا إلى سيد ولد آدم، انطلقوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع لكم إلى ربكم عز وجل))، ملتقطاً.
"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٥، ج١، ص٢١.
وفي رواية: ((إنّ محمداً صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وقد حضر اليوم)).
"المسند" للإمام أحمد بن حنبل: الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٤.

2 ...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن اپنے مخصوص انداز میں ان الفاظ کے ساتھ اس محشر کے دن کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے، مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چار طرف سے امیدیں توڑے، بارگاہِ عرش جاہ، بیکس پناہ، خاتم دورۂ رسالت، فاتح بابِ شفاعت، محبوب باوجاہت، مطلوب بلندعزت، ملجاءِ عاجزاں، ماؤئ بیکساں، مولائے دوجہاں، حضور پرنور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور، افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ وازکی تحیات اللہ ونامی برکات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وعیالہ میں حاضر آئے، اور بہزاراں ہزار نالہائے زار ودلِ بیقرار وچشمِ اشکبار یوں عرض کرتے ہیں۔'' "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٢٢٣.

3 ...... ((يا محمد)). "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج٣، ص٢٦٠.

4 ...... ((يا نبي الله! أنت الذي فتح الله بك وجئت في هذا اليوم آمنا)).
"الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣، ملتقطاً.

5 ...... ((اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ ألا ترى إلى ما قد بلغنا)).
"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، الحديث: ٣٢٧، ص١٢٥.

6 ...... ((فأقول: أنا لها)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب كلام عزوجل تعالى يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج٤، ص٥٧٧.

7 ...... ((أنا صاحبكم)). "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٦١١٧، ج٦، ص٢٤٨.

((يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَه وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ))[1].

''اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمھاری بات سنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت مقبول ہے۔'' دوسری روایت میں ہے:

((وَقُلْ تُطَعْ))[2].

''فرماؤ! تمہاری اِطاعت کی جائے۔''

پھر تو شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لیے بھی شفاعت فرما کر اُسے جہنم سے نکالیں گے، یہاں تک کہ جو سچے دل سے مسلمان ہوا اگرچہ اس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے، اسے بھی دوزخ سے نکالیں گے۔[3] اَب تمام انبیا اپنی اُمّت کی شفاعت فرمائیں گے[4]، اولیائے کرام[5]،

---

1 ...... ((فأستأذن على ربي فيؤذن لي ويلهمني محامد أحمده بها لا تحضرني الآن، فأحمده بتلك المحامد وأخِرّ له ساجداً، فيقال: يا محمد، ارفع رأسك وقل يسمع لك، وسل تعط، واشفع تشفع)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب كلام الرب عزوجل يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج٤، ص٥٧٧.

وفي رواية: "صحيح مسلم": ((فيقال: يا محمد! ارفع رأسك، قل تسمع، سل تعطه، اشفع تشفع)). كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ٣٢٢ (١٩٣)، ص١٢٢.

2 ...... وفي رواية "المسند" للشاشي: ((فيقال: ارفع رأسك، **قل تطع**، واشفع تشفع)). الحديث: ١١١٥، ج٣، ص٣٥٣.

3 ...... ((يا رب أمتي أمتي، فيقول: انطلق فأخرج من كان في قلبه أدنى أدنى أدنى مثقال حبة خردل من إيمان، فأخرجه من النار، فأنطلق فأفعل ...... فأقول: يارب ائذن لي فيمن قال: لا إله إلّا اللّٰه، فيقول: وعزتي وجلالي وكبريائي وعظمتي لأخرجنّ منها من قال: لا إله إلّا اللّٰه))، ملتقطاً. "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب كلام الرب عزوجل يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج٤، ص٥٧٧-٥٧٨.

4 ...... عن جابر قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يفتقد أهل الجنة ناساً كانوا يعرفونهم في الدنيا، فيأتون الأنبياء، فيذكرونهم، فيشفعون فيهم، فيشفعون، فيقال لهم: الطلقاء، وكلّهم طلقاء، يصب عليهم ماء الحياة)). "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٣٠٤٤، ج٢، ص٢٠٩، و"مجمع الزوائد"، الحديث: ١٨٥٢٩، ج١٠، ص٦٨٩.

عن عثمان بن عفان قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يشفع يوم القيامة ثلاثة: الأنبياء ثم العلماء ثم الشهداء)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد، باب ذكر الشفاعة، الحديث: ٤٣١٣، ج٤، ص٥٢٦.

5 ...... في "فتح الباري"، كتاب الرقاق، باب الصراط جسر جهنم، ج١١، ص٣٩٠: (ثم يقال: ادعوا الأنبياء فيشفعون، ثم يقال: ادعوا الصديقين فيشفعون، ثم يقال: ادعوا الشهداء فيشفعون).

شہدا[1]، علما[2]، حُفّاظ[3]، حُجّاج[4]، بلکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی منصبِ دینی عنایت ہوا، اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کرے گا۔[5] نابالغ بچے جو مر گئے ہیں، اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے[6]، یہاں تک کہ علما کے پاس کچھ لوگ آ کر

---

1 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((یشفع الشهید في سبعین من أهل بیته)). "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في الشهيد يشفع، الحديث: ٢٥٢٢، ج٣، ص٢٣.

2 ...... عن جابر بن عبد اللّٰہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((يبعث العالم والعابد، فيقال للعابد: ادخل الجنة، ويقال للعالم: اثبت حتى تشفع للناس بما أحسنت أدبهم)). "شعب الإيمان"، باب في طلب العلم، الحديث: ١٧١٧، ج٢، ص٢٦٨.

وفي رواية: عن جابر بن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه: ((ويقال للعالم: اشفع في تلاميذك ولو بلغ عددهم نجوم السماء)). "مسند الفردوس" للديلمي، الحديث: ٨٥١٧، ج٢، ص٥٠٣.

3 ...... عن علي بن أبي طالب قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((من قرأ القرآن وحفظه أدخله اللّٰہ الجنة وشفعه في عشرة من أهل بيته، كلهم قد استوجب النار)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب السنة، باب فضل من تعلم القرآن وعلّمه، الحديث: ٢١٦، ج١، ص١٤١.

4 ...... عن أبي موسى الأشعري رضي اللّٰہ عنه، رفعه إلى رسو ل اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: ((الحاج يشفع في أربع مئة أهل بيت))، أو قال: ((من أهل بيته)). "البحر الزخار بمسند البزار"، مسند أبي موسى الأشعري، الحديث: ٣١٩٦، ج٨، ص١٦٩.

وفي رواية: عن أبي موسى الأشعري أنّ رجلا سأله عن الحاج؟، فقال: ((إنّ الحاج يشفع في أربع مئة بيت من قومه، ويبارك له في أربعين من أمهات البعير الذي حمله، ويخرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه)). "المصنف" لعبد الرزاق، باب فضل الحج، الحديث: ٨٨٣٨، ج٥، ص٥.

5 ...... عن أبي سعيد أنّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: ((إنّ من أمتي من يشفع للفئام من الناس، ومنهم من يشفع للقبيلة، ومنهم من يشفع للعصبة، ومنهم من يشفع للرجل حتى يدخلوا الجنة)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، باب ما جاء في الشفاعة... إلخ، الحديث: ٢٤٤٨، ج٤، ص١٩٩.

وفي رواية: عن أبي أمامة، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((يدخل الجنة بشفاعة رجل من أمتي أكثر من عدد مضر، ويشفع الرجل في أهل بيته، ويشفع على قدر عمله)). "المعجم الكبير"، للطبراني، الحديث: ٨٠٥٩، ج٨، ص٢٧٥.

6 ...... أخرج إسحق بن راهوية في "مسنده" عن حبيبة وأم حبيبة، قال: كنا في بيت عائشة رضي اللّٰہ عنها، فدخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال: ((ما من المسلمين يموت لهما ثلاثة من الولد، أطفال لم يبلغوا الحنث إلّا جيء بهم حتى يوقفوا على باب الجنة، فيقال لهم: ادخلوا الجنة، فيقولون: أندخل ولم يدخل أبوانا؟ فيقال: لهم في الثانية أو الثالثة: ادخلوا الجنة وآباء كم، فذلك قوله تعالى: ﴿**فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ**﴾، قال: نفعت الآباء شفاعة أبنائهم)). =

عرض کریں گے: ہم نے آپ کے وضو کے لیے فلاں وقت میں پانی بھر دیا تھا[1]، کوئی کہے گا: کہ میں نے آپ کو استنجے کے لیے ڈھیلا دیا تھا[2]، علما اُن تک کی شفاعت کریں گے۔

عقیدہ (۵): حساب حق ہے، اعمال کا حساب ہونے والا ہے۔[3]

عقیدہ (۶): حساب کا منکر کافر ہے[4]، کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خُفیۃً[5] اُس سے پوچھا جائے

= وأخرج أبو نعيم عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ذراري المسلمين يوم القيامة تحت العرش شافعين ومشفعين)). "البدور السافرة في الأمور الآخرة"، الحديث: ١١٥٥-١١٥٦، ص٣٦٢.

وفي رواية: ((ذراريّ المسلمين يوم القيامة تحت العرش شافع ومشفع من لم يبلغ ثنتي عشر سنة، ومن بلغ ثلاث عشرة سنة فعليه وله)). "كنز العمال"، كتاب القيامة، الحديث: ٣٩٣٠١، ج١٤، ص٢٠٠.

1...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يصف الناس يوم القيامة صفوفا، وقال ابن نمير: أهل الجنة، فيمر الرجل من أهل النار على الرجل، فيقول: يا فلان! أما تذكر يوم استسقيت فسقيتك شربة؟، قال: فيشفع له، ويمر الرجل: فيقول أما تذكر يوم ناولتك طهورا، فيشفع له)).

"سنن ابن ماجه"، كتاب الأدب، باب فضل صدقة الماء، الحديث: ٣٦٨٥، ج٤، ص١٩٦.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:((يصف أهل النار، فيمر بهم الرجل من أهل الجنة، فيقول الرجل منهم: يا فلان! أما تعرفني؟ أنا الذي سقيتك شربة. وقال بعضهم: أنا الذي وهبت لك وضوءاً، فيشفع له فيدخله الجنة)). "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، ج٢، ص٣٢٧، الحديث:٥٦٠٤.

2...... في "المرقاة"، ج٩، ص٥٦٩، تحت هذه الحديث: (قال بعضهم: أنا الذي وهبت لك وَضوءاً بفتح الواو، أي: ماء وضوء، وعلى هذا القياس من لقمة وخرقة أو نوع إعانة... إلخ).

3...... في "شرح العقائد النسفية"، ص١٠٤: ("والكتاب" المثبت فيه طاعات العباد ومعاصيهم يؤتى للمؤمنين بأيمانهم والكفار بشمائلهم ووراء ظهورهم "حق"، لقوله تعالى: ﴿ **وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا** ﴾وقوله تعالى:﴿ **فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا**﴾.

4...... في "منح الروض الأزهر" للقاري، فصل في المرض والموت والقيامة، ص١٩٥: (واعلم أنّ من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أو الصراط **أو الحساب** أو الصحائف المكتوبة فيها أعمال العباد يكفر، أي: لثبوتها بالكتاب والسنة وإجماع الأمة).

وفي "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج٢، ص٢٩٠: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار أو البعث **أو الحساب** أو القيامة فهو كافر بإجماع للنّص عليه وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً).

5...... پوشیدہ۔

گا: تو نے یہ کیا اور یہ کیا؟ عرض کرے گا: ہاں اے رب! یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار لے لے گا، اب یہ اپنے دل میں سمجھے گا کہ اب گئے، فرمائے گا: کہ ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب بخشتے ہیں۔ (1) اور کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پرس ہوگی، جس سے یوں سوال ہوا، وہ ہلاک ہوا۔ (2) کسی سے فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہ دی...؟! تجھے سردار نہ بنایا...؟! اور تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کو مسخر نہ کیا...؟! ان کے علاوہ اور نعمتیں یاد دلائے گا، عرض کرے گا: ہاں! تُو نے سب کچھ دیا تھا، پھر فرمائے گا: تو کیا تیرا خیال تھا کہ مجھ سے ملنا ہے؟ عرض کرے گا کہ نہیں، فرمائے گا: تو جیسے تُو نے ہمیں یاد نہ کیا، ہم بھی تجھے عذاب میں چھوڑتے ہیں۔

بعض کافر ایسے بھی ہوں گے کہ جب نعمتیں یاد دلا کر فرمائے گا کہ تُو نے کیا کیا؟ عرض کرے گا: تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، نماز پڑھی، روزے رکھے، صدقہ دیا اور ان کے علاوہ جہاں تک ہو سکے گا، نیک کاموں کا ذکر کر جائے گا۔ ارشاد ہوگا: تو اچھا تُو ٹھہر جا! تجھ پر گواہ پیش کیے جائیں گے، یہ اپنے جی میں سوچے گا: مجھ پر کون گواہی دیگا...؟! اس وقت اس کے مونھ پر مُہر کر دی جائے گی اور اَعضا کو حکم ہوگا: بول چلو، اُس وقت اُس کی ران اور ہاتھ پاؤں، گوشت پوست، ہڈیاں سب گواہی دیں گے کہ یہ تو ایسا تھا ایسا تھا، وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (3)

---

(1)...... عن ابن عمر قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ((إنّ اللّٰه يدني المؤمن، فيضع عليه كَنَفَه ويستره، فيقول: أتعرف ذنب كذا؟ أتعرف ذنب كذا؟ فيقول: نعم أي رب، حتى إذا قرره بذنوبه، ورأى في نفسه أنّه هلك، قال: سترتها عليك في الدنيا، وأنا أغفرها لك اليوم، فيعطى كتاب حسناته)). "صحيح البخاري"، كتاب المظالم، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿ أَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ﴾، الحديث: ٢٤٤١، ج٢، ص١٢٦.

(2)...... عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ليس أحد يحاسب إلّا هلك))، قالت: قلت: يا رسول اللّٰه جعلني اللّٰه فداءك، أليس يقول اللّٰه عز وجل: ﴿فَأَمَّا مَنۡ أُوتِيَ كِتٰبَهُۥ بِيَمِيۡنِهٖ فَسَوۡفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيۡرًا﴾، [٧ـ٨] قال: ((ذاك العرض يعرضون، ومن نوقش الحساب هلك)). "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ فَسَوۡفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيۡرًا﴾، الحديث: ٤٩٣٩، ج٣، ص٣٧٥.

في "فتح الباري"، كتاب الرقاق، تحت الحديث: ٦٥٣٦، تحت قول: من نوقش الحساب عذّب: (والمراد بالمناقشة الاستقصاء في المحاسبة والمطالبة بالجليل والحقير وترك المسامحة، يقال انتقشت منه حقي أي: استقصيته). ج١١، ص٣٤٢.

(3)...... عن أبي هريرة قال: قالوا: يا رسول اللّٰه! هل نرى ربنا يوم القيامة؟ قال: ((هل تضارون في رؤية الشمس في الظهيرة، ليست في سحابة؟)) قالوا: لا، قال: ((فهل تضارون في رؤية القمر ليلة البدر ليس في سحابة؟)) قالوا: لا، قال: ((فوالذي نفسي

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت سے ستّر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اوران کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستّر ہزار اور رب عزوجل ان کے ساتھ تین جماعتیں اور دے گا، معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے، اس کا شمار وہی جانے۔ (1) تہجد پڑھنے والے بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ (2)

بيده! لا تضارون في رؤية ربكم إلّا كما تضارون في رؤية أحدهما، قال: فيلقى العبد فيقول: أي فل! ألم أكرمك، وأسوّدك، وأزوّجك، وأسخّرلك الخيل والإبل، وأذرك ترأس وتربع؟ فيقول: بلى، قال: فيقول: أفظننت أنّك ملاقيّ؟ فيقول: لا، فيقول: فإنّي أنساك كما نسيتني، ثم يلقى الثاني فيقول: أي فل! ألم أكرمك وأسوّدك وأزوجك وأسخرلك الخيل والإبل، وأذرك ترأس وتربع؟ فيقول: بلى يارب! فيقول: أفظننت أنّك ملاقيّ؟ فيقول: لا، فيقول: إنّي أنساك كما نسيتني، ثم يلقى الثالث فيقول له مثل ذلك، فيقول: ياربّ! آمنت بك وبكتابك وبرسلك، وصليت وصمت وتصدقت، ويثني بخير ما استطاع، فيقول: ههنا إذاً، قال: ثم يقال له: الآن نبعث شاهدنا عليك، ويتفكرفي نفسه: من ذا الذى يشهد علي؟ فيختم على فيه، ويقال لفخذه ولحمه وعظامه: انطقي، فتنطق فخذه ولحمه وعظامه بعمله، وذلك ليعذرمن نفسه وذلك المنافق، وذلك الذى يسخط الله عليه)).

"صحيح مسلم"، كتاب الزهد والرقائق، الحديث: ٢٩٦٨، ص١٥٨٧.

1 ...... عن عبد الرحمن بن أبي بكر، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ ربي أعطاني سبعين ألفا من أمتي يدخلون الجنة بغير حساب))، فقال عمر: يا رسول الله، فهلّا استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني مع كل رجل سبعين ألفا))، قال عمر: فهلّا استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني هكذا))، وفرّج عبد الله بن بكر بين يديه، وقال عبد الله: وبسط باعَيه، وحثا عبد الله، وقال هشام: وهذا مِن الله لا يدرى ما عدده. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٠٦، ج١، ص٤١٩.

عن أبي أمامة يقول:سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((وعدني ربي أن يدخل الجنة من أمتي سبعين ألفًا لا حساب عليهم ولا عذاب، مع كل ألف سبعون ألفًا وثلاث حثيات من حثيات ربي)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، الحديث: ٢٤٤٥، ج٤، ص١٩٨.

2 ...... ﴿**تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ**﴾ پ٢١، السجدة:١٦.

في "تفسير الطبري"، ج١٠، ص٢٣٩، تحت الآية: حدثني يونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: قال ابن زيد في قوله: ﴿**تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ**﴾ قال: هؤلاء المتهجدون لصلاة الليل).

عن أسماء بنت يزيد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((يحشر الناس في صعيد واحد يوم القيامة، فينادي مناد فيقول: أين الذين كانت **تتجافى جنوبهم عن المضاجع**، فيقومون وهم قليل فيدخلون الجنة بغير حساب ثم يؤمر بسائر الناس "بالحساب")). "شعب الإيمان"، باب في الصلاة، تحسين الصلاة والإكثار منها، الحديث: ٣٢٤٤، ج٣، ص١٦٩.

في "المرقاة" ج١، ص١٩٤، تحت اللفظ: (﴿**عَنِ الْمَضَاجِعِ**﴾ أي: المفارش والمراقد، والجمهور على أنّ المراد صلاة التهجد).

اس امت میں وہ شخص بھی ہوگا، جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے اور ہر دفتر اتنا ہوگا، جہاں تک نگاہ پہنچے، وہ سب کھولے جائیں گے، رب عزوجل فرمائے گا: ان میں سے کسی امر کا تجھے انکار تو نہیں ہے؟ میرے فرشتوں کراماً کاتبین نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ عرض کرے گا: نہیں اے رب! پھر فرمائے گا: تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ عرض کرے گا: نہیں اے رب! فرمائے گا: ہاں تیری ایک نیکی ہمارے حضور میں ہے اور تجھ پر آج ظلم نہ ہوگا، اُس وقت ایک پرچہ جس میں ''أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ'' ہوگا نکالا جائے گا اور حکم ہوگا جا تُلوا، عرض کرے گا: اے رب! یہ پرچہ ان دفتروں کے سامنے کیا ہے؟ فرمائے گا: تجھ پر ظلم نہ ہوگا، پھر ایک پلّے پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وہ، وہ پرچہ ان دفتروں سے بھاری ہو جائے گا۔[1] بالجملہ اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں، جس پر رحم فرمائے، تھوڑی چیز بھی بہت کثیر ہے۔

عقیدہ (۷): قیامت کے دن ہر شخص کو اُس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا[2]، نیکوں کے دہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں[3]، کافر کا سینہ توڑ کر اُس کا بایاں ہاتھ اس سے پس پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔[4]

---

1 ...... عن أبي عبد الرحمن المعافريّ ثم الحبليّ قال: سمعت عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ((إنّ اللّٰه سيخلص رجلا من أمتي على رؤوس الخلائق يوم القيامة، فينشرعليه تسعة وتسعين سجلاً، كل سجل مثل مد البصر، ثم يقول: أتنكر من هذاشيئا؟ أظلمك كتبتي الحافظون؟ يقول: لا يا رب! فيقول: أفلك عذر؟ فيقول: لا، يا ربّ! فيقول: بلى! إنّ لك عندناحسنة فإنّه لا ظلم عليك اليوم، فيخرج بطاقة فيها أشهد أن لا إله إلّا اللّٰه وأشهد أنّ محمدًا عبده ورسوله، فيقول: احضر وَزنك، فيقول: يا رب! ما هذه البطاقة مع هذه السجلات؟ فقال: فإنّك لا تظلم، قال: فتوضع السجلّات في كفة والبطاقة في كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة، ولا يثقل مع اسم اللّٰه شيء)). "سنن الترمذي"، كتاب الإيمان، باب ما جاء فيمن يموت وهو يشهد أن لا إله إلّا اللّٰه، الحديث: ٢٦٤٨، ج٤، ص٢٩٠ـ٢٩١.

2 ...... ﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طَآئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ كِتَابًا یَّلْقَاهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا﴾ پ١٥، بني إسرائيل: ١٣ـ١٤.

3 ...... ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ﴾ پ٢٩، الحاقة: ١٩ـ٢٠.
﴿وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ﴾ پ٢٩، الحاقة: ٢٥.

عن أبي موسى الأشعري قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يعرض الناس يوم القيامة ثلاث عرضات، فأمّا عرضتان فجدال ومعاذير، وأمّا الثالثة: فعند ذلك تطير الصحف في الأيدي، فآخذ بيمينه وآخذ بشماله)). سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب ذكر البعث، الحديث: ٤٢٧٧، ج٤، ص٥٠٦.

4 ...... ﴿وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ یَدْعُوْ ثُبُوْرًا وَّیَصْلٰی سَعِیْرًا﴾. پ٣٠، انشقاق: ١٠ـ١٢.
في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج١٠، ص١٩٢، تحت الآية: (قال ابن عباس: يمد يده اليمنى ليأخذ كتابه فيجذبه

عقیدہ (۸): حوضِ کوثر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا، حق ہے۔ [1] اِس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے [2]، اس کے کناروں پر موتی کے قُبّے ہیں [3]، چاروں گوشے برابر یعنی زاویے قائمہ ہیں [4]، اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے [5]، اس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا [6] اور مشک سے زیادہ پاکیزہ [7] اور اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ [8] جو اس کا پانی پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا [9]، اس میں جنت سے دو پرنالے ہر وقت گرتے ہیں، ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا۔ [10]

ملك، فيخلع يمينه، فيأخذ كتابه بشماله من وراء ظهره، وقال قتادة ومقاتل: يفك ألواح صدره وعظامه ثم تدخل يده وتخرج من ظهره، فيأخذ كتابه كذلك).

1...... عن أنس بن مالك أنّه قرأ هذه الآية: ﴿**اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ**﴾ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت الكوثر)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٥٧٩، ج٤، ص٤٩١.

وفي رواية: عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت الكوثر فإذا هو نهر يجري كذا على وجه الأرض)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٢٥٤٤، ج٤، ص٣٠٥.

في "شرح العقائد النسفية"، والحوض حق، ص١٠٥: (والحوض حق لقوله تعالى: ﴿**اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ**﴾.

2...... قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((حوضي مسيرة شهر)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب الحوض، الحديث: ٦٥٧٩، ج٤، ص٢٦٧، . و"صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبيّنا...إلخ، الحديث: ٢٢٩٢، ص ١٢٥٦.

3...... ((حافتاه قباب الدر المجوف)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب الحوض، الحديث:٦٥٨١، ج٤، ص٢٦٨.

وفي رواية: ((حافتاه قباب اللؤلؤ)) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٥٧٩، ج٤، ص٤٩١.

4...... ((وزواياه سواء)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبيّنا...إلخ، الحديث: ٢٢٩٢، ص ١٢٥٦.

5...... ((فضربت بيدي إلى تربته، فإذا هو مسكة ذفرة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٥٧٩، ج٤، ص٤٩١.

6...... ((ماؤه أشد بياضاً من اللبن وأحلى من العسل)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، الحديث: ٢٣٠٠، ص١٢٦٠.

7...... ((وأطيب من المسك)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٣٣٧٧، ج٩، ص٨٩.

8...... عن أبي ذر قال: قلت يا رسول الله ما آنية الحوض، قال: ((والذي نفس محمد بيده لآنيته أكثر من عدد نجوم السماء وكواكبها)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، الحديث:٢٣٠٠، ص١٢٦٠.

9...... ((من شرب منه لم يظمأ بعده)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٣٣٧٧، ج٩، ص٨٩.

10...... ((يغت فيه ميزابان يمدّانه من الجنة، أحدهما من ذهب، والآخر من ورق)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم وصفاته، الحديث: ٢٣٠١، ص١٢٦٠.

عقیدہ (۹): میزان حق ہے۔ اس پر لوگوں کے اعمال نیک و بد تولے جائیں گے[1]، نیکی کا پلّہ بھاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اوپر اُٹھے، دنیا کا سا معاملہ نہیں کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے کو جھکتا ہے۔[2]

عقیدہ (۱۰): حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل مقامِ محمود عطا فرمائے گا، کہ تمام اوّلین و آخرین حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حمد وستائش کریں گے۔[3]

1...... في "منح الروض الأزهر"، ص٩٥: (وزن الأعمال بالميزان يوم القيامة حق) لقوله تعالى: ﴿**وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَاُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَاُولٰئِکَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ بِمَا کَانُوْا بِاٰيَاتِنَا يَظْلِمُوْنَ**﴾، إظهاراً لكمال الفضل وجمال العدل، كما قال الله سبحانه وتعالى: ﴿**وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَکَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ**﴾.

2...... ﴿**اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ**﴾، پ٢٢، فاطر: ١٠.

في "تكميل الإيمان"، ص ٧٨: (ميزان آخرت برعكس ميزان دنيا است، وعلامت ثقل ارتفاع كفه بود وعلامت خفت انخفاض). یعنی: علماء فرماتے ہیں کہ: ''آخرت کی میزان کا بھاری پلڑہ دنیاوی ترازو کے برعکس ہوگا یعنی بھاری پلڑے کی علامت اس کے اونچے اور مرتفع ہونے اور ہلکے پلڑے کی علامت اس کے نیچے ہونے کی شکل میں ہوگا۔''

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں: ''وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلّہ اگر بھاری ہوگا تو اُوپر اٹھے گا اور بدی کا پلّہ نیچے بیٹھے گا، قال اللہ عزوجل: {**اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ**﴾، پ ٢٢، فاطر: ١٠. ترجمہ: اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے (ت)، جس کتاب میں لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔ "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٦٢٦.

3...... ﴿**عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا**﴾ پ١٥، الإسراء: ٧٩.

في "الدر المنثور"، ج٥، ص٣٢٥، تحت الآية: عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ الشمس لتدنو حتى يبلغ العرق نصف الأذن، فبينما هم كذلك استغاثوا بآدم عليه السلام فيقول: لَستُ بصاحب ذلك، ثم موسى عليه السلام فيقول: كذلك، ثم محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع، فيقضي الله بين الخلائق فيمشي حتى يأخذ بحلقة باب الجنة، فيومئذ يبعثه الله مقاماً محموداً يحمده أهل الجمع كلّهم)).

وفي رواية: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((......وإني لأقوم المقام المحمود يوم القيامة فقال الأنصاري: وما ذاك المقام المحمود؟ قال: ذاك إذا جيء بكم عراة حفاة غرلا فيكون أول من يكسى إبراهيم عليه السلام يقول: اكسوا خليلي فيؤتى بريطتين بيضاوين فليلبسهما ثم يقعد فيستقبل العرش ثم أوتى بكسوتي فألبسها، فأقوم عن يمينه مقاماً لا يقومه أحد غيري، يغبطني به الأوّلون والآخرون))، ملتقطاً. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٣٧٨٧، ج٢، ص٥٦.

عقیدہ (۱۱): حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کو لواء الحمد کہتے ہیں، تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اُسی کے نیچے ہوں گے۔ [1]

عقیدہ (۱۲): صراط حق ہے۔ یہ ایک پُل ہے کہ پشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا [2]، جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے، سب سے پہلے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزر فرمائیں گے، پھر اور انبیا و مرسلین، پھر یہ اُمّت پھر اور اُمتیں گزریں گی [3] اور حسبِ اختلافِ اعمال پُلِ صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے، بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہوگیا اور بعض تیز ہوا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرند اڑتا ہے

---

1 ...... عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر، وبيدي لواء الحمد ولا فخر، ومامن نبيّ يومئذ ـآدم فمن سواه ـ إلّا تحت لوائي)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب سلوا الله لي الوسيلة، الحديث: ٣٦٢٥، ج٥، ص٣٥٤.

2 ...... عن عائشة قالت: قال رسول الله: ((ولجهنم جِسر أدقّ من الشعر وأحدّ من السيف)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٤٨٤٧، ج٩، ص٤١٥.

وفي رواية: قال أبو سعيد الخدري: ((بلغني أنّ الجسر أدقّ من الشعرة وأحدّ من السيف)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، الحديث: ٣٠٢، ص١١٥.

وفي "شرح العقائد النسفية"، والصراط حق، ص١٠٥: (والصراط حق وهو جِسر، ممدود على متن جهنم أدق من الشعر، وأحدّ من السيف يعبره أهل الجنة وتزل به أقدام أهل النار).

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٦٨: (الصراط جسر ممدود على متن جهنم يرده الأولون والآخرون لا طريق الجنة إلّا عليه، وهو أدق من الشعر وأحدّ من السيف).

3 ...... ((فيضرب الصراط بين ظهراني جهنم فأكون أول من يجوز من الرسل بأمته ولا يتكلم يومئذ أحد إلا الرسل وكلام الرسل يومئذ: اللّهم سلم سلم)). "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، فضل السجود، الحديث: ٨٠٦، ج١، ص٢٨٢.

وفي رواية: ((ويضرب الصراط بين ظهري جهنم، فأكون أنا وأمتي أوّل من يجيزها ولا يتكلم يومئذ إلّا الرسل، ودعوى الرسل يومئذ: اللّهم سلم سلم)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، الحديث:٧٤٣٧، ج٤، ص٥٥١.

في "فتح الباري"، كتاب الرقاق، باب الصراط جسر جهنم، ج١١، ص٣٨٤، تحت الحديث: ٦٥٧٣، تحت قول: ((فأكون أوّل من يجيز)) فإن فيه إشارة إلى أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ بَعْدَهُ يُجِيزُونَ أُمَمَهُمْ). وفيه أيضاً، ص٣٨٧: (قال القرطبي: لمّا كان هو وأمته أوّل من يجوز على الصراط لزم تأخير غيرهم عنهم حتى يجوز، فإذا جاز هو وأمته فكأنّه أجاز بقية الناس)، ملتقطاً.

اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے، یہاں تک کہ بعض شخص سُرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا[1] اور پُل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ (عزوجل) ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہونگے) لٹکتے ہوں گے، جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اُسے پکڑ لیں گے، مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے[2] اور یہ ہلاک ہوا۔

یہ تمام اہلِ محشر تو پُل پر سے گزرنے میں مشغول، مگر وہ بے گناہ، گناہگاروں کا شفیع پُل کے کنارے کھڑا ہوا بکمالِ گریہ وزاری اپنی اُمّتِ عاصی کی نجات کی فکر میں اپنے رب سے دُعا کر رہا ہے: ((رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ))[3]، اِلٰہی! ان گناہگاروں کو بچالے بچالے۔ اور ایک اسی جگہ کیا! حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اُس دن تمام مواطن میں دورہ فرماتے رہیں گے، کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے، وہاں جس کے حسنات میں کمی دیکھیں گے، اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے اور فوراً ہی دیکھو تو حوضِ کوثر پر جلوہ فرما ہیں، پیاسوں کو سیراب فرما رہے ہیں اور وہاں سے پُل پر رونق افروز ہوئے اور گرتوں کو بچایا۔[4]

---

1 ...... قيل: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ! وما الجِسر؟ قال: ((دحض مزلة، فيها خطاطيف وكلاليب وحسك، تكون بنجد فيها شويكة يقال لها السعدان، فيمر المؤمنون كطرف العين وكالبرق، وكالريح وكالطير وكأجاويد الخيل والركاب)).
"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية ، الحديث: ٣٠٢، ص١١٤.

وفي رواية: عن أبي سعيد الخدري، قال: ((يعرض الناس على جسر جهنم، عليه حسك وكلاليب وخطاطيف تخطف الناس، قال: فيمر الناس مثل البرق، وآخرون مثل الريح، وآخرون مثل الفرس المجد، وآخرون يسعون سعيًا، وآخرون يمشون مشيًا وآخرون يحبون حبوًا وآخرون يزحفون زحفا)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٢٠٠، ج٤، ص٥١.

2 ...... ((وفي حافتي الصراط كلاليب معلقة، مأمورة بأخذ مَن أمرت به، فمخدوش ناج ومكدوس في النار)).
"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ٣٢٩، ص١٢٧.

3 ...... ((ونبيكم قائم على الصراط يقول: رب سلم سلم)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ٣٢٩، ص١٢٧.

4 ...... حدثنا النضر ابن أنس بن مالك عن أبيه قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم أن يشفع لي يوم القيامة، فقال: ((أنا فاعل))، قلت: يارسول الله! فأين أطلبك؟ قال: ((اطلبني أوّل ما تطلبني على الصراط))، قلت: فإن لم ألقك على الصراط، قال: ((فاطلبني عند الميزان))، قلت: فإن لم ألقك عند الميزان؟ قال: ((فاطلبني عند الحوض، فإني لا أخطيء هذه الثلاث المواطن)).
"سنن الترمذي"، أبواب صفة القيامة والرقائق... إلخ، باب ما جاء في شأن الصراط، الحديث: ٢٤٤٨، ج٤، ص١٩٥.
و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٢٨٢٥، ج٤، ص٣٥٦.

غرض ہر جگہ اُنھیں کی دُوہائی، ہر شخص اُنھیں کو پکارتا، اُنھیں سے فریاد کرتا ہے اور اُن کے سوا کس کو پکارے...؟! کہ ہر ایک تو اپنی فکر میں ہے، دوسروں کو کیا پوچھے، صرف ایک یہی ہیں، جنہیں اپنی کچھ فکر نہیں اور تمام عالم کا بار اِن کے ذمّے ۔

"صَلّی اللّٰہ تعالی علیه وَعلٰی آلِهٖ وأَصْحابِهٖ وَبارَکَ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ نَجِّنَا مِنْ أَھْوَالِ الْمَحْشَرِ بِجَاهِ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيْمِ، اٰمِيْنَ !

یہ قیامت کا دن کہ حقیقۃً قیامت کا دن ہے، جو پچاس ہزار برس کا دن ہوگا[1]، جس کے مصائب بے شمار ہوں گے، مولیٰ عزوجل کے جو خاص بندے ہیں ان کے لیے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا، کہ معلوم ہوگا اس میں اتنا وقت صَرف ہوا جتنا ایک وقت کی نمازِ فرض میں صَرف ہوتا ہے[2]، بلکہ اس سے بھی کم[3]، یہاں تک کہ بعضوں کے لیے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو جائے گا۔

﴿وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ﴾[4]

''قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے پلک جھپکنا، بلکہ اس سے بھی کم۔''

سب سے اعظم واعلیٰ جو مسلمانوں کو اس روز نعمت ملے گی وہ اللہ عزوجل کا دیدار ہے، کہ اس نعمت کے برابر کوئی نعمت نہیں،

---

1 ...... ﴿فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾(پ۲۹، المعارج : ٤) انظر ص٤٩، تخریج نمبر ٤.

2 ...... عن أبي هريرة أظنه رفعه إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال:((إنّ اللّٰه يخفف على من يشاء من عباده طول يوم القيامة كوقت صلاة مكتوبة)). "شعب الإيمان"، باب في حشر الناس بعد ما يبعثون من قبورهم، الحديث: ٣٦٢، ج١، ص٣٢٥.

عن أبي سعيد الخدري، أنّه أتى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: أخبرني من يقوى على القيام يوم القيامة الذي قال اللّٰه عزوجل: ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾، فقال: ((يخفف على المؤمن حتى يكون عليه كالصلاة المكتوبة)).

"مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، ج٢، الحديث:٥٥٦٣، ص٣١٧.

3 ...... عن أبي سعيد الخدري قال: قيل لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يوما كان مقداره خمسين ألف سنة ما أطول هذااليوم؟ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((والذى نفسي بيده أنّه ليخفف على المؤمن، حتى يكون أخفّ عليه من صلاة مكتوبة، يصليها في الدنيا)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٧١٧، ج٤، ص١٥١ . "شعب الإيمان"، باب في حشر الناس بعد ما يبعثون من قبورهم، الحديث: ٣٦١، ج١، ص٣٢٤.

4 ...... پ١٤، النحل: ٧٧.

جسے ایک بار دیدار میسّر ہوگا، ہمیشہ ہمیشہ اس کے ذوق میں مستغرق[1] رہے گا، کبھی نہ بھولے گا اور سب سے پہلے دیدارِ الٰہی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوگا۔[2]

یہاں تک تو حشر کے اہوال واحوال مختصراً بیان کیے گئے، ان تمام مرحلوں کے بعد اب اسے ہمیشگی کے گھر میں جانا ہے، کسی کو آرام کا گھر ملے گا، جس کی آسائش کی کوئی انتہا نہیں، اس کو جنت کہتے ہیں۔ یا تکلیف کے گھر میں جانا پڑے جس کی تکلیف کی کوئی حد نہیں، اسے جہنم کہتے ہیں۔

عقیدہ (۱۳): جنت ودوزخ حق ہیں[3]، ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[4]

---

1 ......مشغول۔

2 ...... (من خصائصه صلى الله عليه وسلم ......أنّه أوّل شافع وأوّل مشفع وأوّل من ينظر إلى الله). "حجة الله على العالمين"، ذكر الخصائص الذي فضل بها على جميع الأنبياء، ص٥٣.

في رواية "سبل الهدى والرشاد"، ج١٠، ص٣٨٤: (الباب الثالث فيما اختص به نبينا صلى الله عليه وسلم عن الأنبياء في ذاته في الآخرة صلى الله عليه وسلم، وفيه مسائل: الأولى: اختص صلى الله عليه وسلم بأنّه أول من تنشق عنه الأرض، الثانية: وبأنّه أوّل من يفيق من الصعقة،...... الرابعة عشرة: وبأنّه أوّل من يؤذن له في السجود، الخامسة عشرة: وبأنه أوّل من يرفع رأسه، السادسة عشرة: وأوّل من ينظر إلى الله تبارك وتعالى... إلخ).

3 ...... ﴿وَسَارِعُوۡا اِلٰی مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ﴾ پ٤، ال عمران: ١٣٣.

في تفسير الخازن"، ج١، ص ٣٠١، تحت الآية:(﴿اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ﴾ أي: هيئت للمتقين، وفيه دليل على أنّ الجنة والنار مخلوقتان الآن) ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ﴾ پ١، البقرة:٢٤.

في "تفسير ابن كثير"، ج ١، ص ١١١، تحت الآية: (قد استدل كثير من أئمة السنة بهذه الآية على أنّ النار موجودة الآن لقوله: ﴿اُعِدَّتۡ﴾ أي: أرصدت وهيئت).

وفي "شرح العقائد النسفية"، ص١٠٥: (والجنة حق والنار حق).

4 ...... في "الحديقة الندية"، ج١، ص٣٠٣: (من أنكر القيامة أو الجنة أو النار...... فإنّه يكفر لإنكاره ما هو الثابت بالنصوص القرآنية والأحاديث الصحيحة النبوية وأجمعت عليه الأمة المرضية).

وفي "الشفا"، ج٢، ص٢٩٠: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار...... فهو كافر بإجماع للنص عليه، وإجماع الأمة على صحة نقله متواترا).

عقیدہ (۱۴): جنت و دوزخ کو بنے ہوئے ہزار ہا سال ہوئے اور وہ اب موجود ہیں، یہ نہیں کہ اس وقت تک مخلوق نہ ہوئیں، قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔[1]

عقیدہ (۱۵): قیامت و بعث وحشر وحساب وثواب وعذاب و جنت و دوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں، جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے، مگر ان کے نئے معنی گھڑے (مثلاً ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا، یا حشر فقط روحوں کا ہونا)، وہ حقیقۃً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص کافر ہے۔[2]

اب جنت و دوزخ کی مختصر کیفیت بیان کی جاتی ہے۔

---

1 ...... في "شرح العقائد النسفية"، ص١٠٥ـ١٠٦: (والجنة حق والنار حق، وهما أي الجنة والنار مخلوقتان ألان موجودتان، تكرير وتأكيد وزعم أكثر المعتزلة أنّهما أنما تخلقان يوم الجزاء، ولنا قصة آدم وحواء وإسكانهما الجنة والآيات الظاهرة في إعدادهما مثل ﴿أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ و﴿أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ﴾).

وفي "منح الروض الأزهر"، ص٩٨: ("والجنة والنار مخلوقتان اليوم" أي: موجودتان الآن قبل يوم القيامة، لقوله تعالى في نعت الجنة: ﴿أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ وفي وصف النار: ﴿أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ﴾ وللحديث القدسي: ((أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر))، ولحديث الإسراء: ((أدخلت الجنة وأريت النار))، وهذه الصيغة موضوعة للمضي حقيقة، فلا وجه للعدول عنها إلى المجاز إلّا بصريح آية أو صحيح دلالة، وفي المسألة خلاف للمعتزلة).

2 ...... وفي الشفا"،ج٢، ص٢٩٠: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنص عليه، وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً، وكذلك من اعترف بذلك، ولكنّه قال: إنّ المراد بالجنة والنار والحشر والنشر والثواب والعقاب معنىً غير ظاهره، وأنّها لذّات روحانية ومعان باطنة كقول النصارى والفلاسفة والباطنية وبعض المتصوفة، وزعم أنّ معنى القيامة الموت أو فناه محض، وانتقاض هيئة الأفلاك وتحليل العالم كقول بعض الفلاسفة).

"الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٣٨٣ـ٣٨٤.

جنّت کا بیان

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے، اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ کسی[۱] آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔[1] جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لیے ہے، ورنہ دنیا کی اعلیٰ[۲] سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔ وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے اور اُس کا دوپٹا دنیا و مافیہا سے بہتر۔[2] اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر حُور اپنی ہتھیلی زمین و آسمان کے درمیان نکالے تو اس کے حسن کی وجہ سے خلائق فتنہ میں پڑ جائیں اور اگر اپنا دوپٹا ظاہر کرے تو اسکی خوبصورتی کے آگے آفتاب ایسا ہو جائے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ[3] اور اگر جنت کی کوئی ناخن بھر چیز دنیا میں ظاہر ہو تو تمام آسمان و زمین اُس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتی کا کنگن ظاہر ہو تو

---

۱ یعنی بے دیکھے ورنہ دیکھ کر تو آپ ہی جانیں گے تو جنہوں نے حالتِ حیاتِ دنیوی ہی میں مشاہدہ فرمایا وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی سرے سے یہ حکم انہیں شامل ہی نہیں، علی الخصوص صاحبِ معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۲ منہ

1 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((قال الله [عزوجل]: أعددتُ لعبادي الصالحين ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، الحديث:٢٨٢٤، ص١٥١٦.

۲ کعبہ معظّمہ، جنت سے اعلیٰ ہے اور تربتِ اطہر حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کعبہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے، مگر یہ دُنیا کی چیزیں نہیں۔ ۱۲ منہ

2 ...... ((ولو أنّ امراة من نساء أهل الجنة اطّلعت إلى الأرض لأضاء ت ما بينهما، ولملأ ت ما بينهما ريحاً، ولنصيفها ـ يعني الخمار ـ خير من الدنيا وما فيها)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ٦٥٦٨، ج٤، ص٢٦٤.

وفي رواية "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٥٥١٢، ج٦، ص٥٩: ((لو أنّ امرأة من أهل الجنة أشرفت إلى أهل الأرض لملأت الأرض ريح مسك، ولأذهبت ضوء الشمس والقمر)).

3 ...... ((لو أنّ حوراء أخرجت كفها بين السماء والأرض لافتتن الخلائق بحسنها، ولو أخرجت نصيفها لكانت الشمس عند حسنه مثل الفتيلة في الشمس، لاضوء لها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث:٩٧، ج٤، ص٢٩٨.

آفتاب کی روشنی مٹادے، جیسے آفتاب ستاروں کی روشنی مٹا دیتا ہے۔[1] جنت کی اتنی جگہ جس میں کوڑا[2] رکھ سکیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[3]

جنت کتنی وسیع ہے، اس کو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی جانیں، اجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں سَو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں میں وہ مسافت ہے، جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔[4] رہا یہ کہ خود اُس درجہ کی کیا مسافت ہے، اس کے متعلق کوئی روایت خیال میں نہیں، البتہ ایک حدیث ''ترمذی'' کی یہ ہے: ''کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہو تو سب کے لیے وسیع ہے۔''[5]

---

1 ...... ((لو أنّ ما يُقلُّ ظفر مما في الجنة بدا لتزخرفت له ما بين خوافق السموات والأرض، ولو أنّ رجلاً من أهل الجنة اطلع فبدا أساوره لطمس ضوء الشمس كما تطمس الشمس ضوء النجوم)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة أهل الجنة، الحديث: ٢٥٤٧، ج٤، ص٢٤١.

2 ...... چابک، دُرّہ۔

3 ...... ((موضع سوط في الجنة خير من الدنيا وما فيها)). ''جنت میں ایک کوڑے (یعنی ایک چابک) جتنی جگہ دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سے بہتر ہے''۔ ("صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنّها مخلوقة، الحديث: ٣٢٥٠، ج٢، ص٣٩٢).

شیخ محقق شیخ عبدُ الحقّ مُحدِّث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: ''یعنی جنت کی تھوڑی سی اور معمولی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ چابک کا ذکر اس عادت کے مطابق ہے کہ سوار جب کسی جگہ اترنا چاہتا ہے تو اپنا چابک پھینک دیتا ہے تاکہ اس کی نشانی رہے اور دوسرا کوئی شخص وہاں نہ اُترے۔ ("أشعة اللمعات"، ج٧، ص٥٠)۔

مُفسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: کوڑے سے مراد ہے وہاں کی تھوڑی سی جگہ۔ واقعی جنت کی نعمتیں دائمی ہیں۔ دنیا کی فانی پھر دنیا کی نعمتیں تکالیف سے مخلوط وہاں کی نعمتیں خالص، پھر دنیا کی نعمتیں ادنیٰ وہ اعلیٰ اس لیے دنیا کو وہاں کی ادنیٰ جگہ سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ ("مراۃ المناجیح"، ج٧، ص٤٤٧)۔

وانظر "المرقاة"، كتاب الفتن، باب صفة الجنة وأهلها، الحديث: ٥٦١٣، ج٩، ص٥٧٨.

4 ...... أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((في الجنة مائة درجة ما بين كل درجتين كما بين السماء والأرض)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة درجات الجنة، الحديث: ٢٥٣٩، ج٤، ص٢٣٨.

5 ...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ في الجنة مائة درجة لو أنّ العالمين اجتمعوا في إحداهنّ لوسعتهم)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة درجات الجنة، الحديث: ٢٥٤٠، ج٤، ص٢٣٩.

جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سَو۱۰۰ برس تک تیز گھوڑے پر سوار چلتا رہے اور ختم نہ ہو۔[1] جنت کے دروازے اتنے وسیع ہوں گے کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستّر برس کی راہ ہوگی[2] پھر بھی جانے والوں کی وہ کثرت ہوگی کہ مونڈھے سے مونڈھا چھلتا ہوگا[3]، بلکہ بھیڑ کی وجہ سے دروازہ چَرچَرانے لگے گا۔[4] اس میں قسم قسم کے جواہر کے محل ہیں، ایسے صاف وشفاف کہ اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا اندر سے دکھائی دے۔[5] جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مُشک کے گارے سے بنی ہیں[6]، ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی، زمین زعفران کی، کنکریوں کی جگہ موتی اور یاقوت۔[7] اور ایک روایت میں ہے کہ جنتِ عدن کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے، ایک یاقوتِ سرخ کی، ایک زَبَرْجَد سبز کی،

1...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((إنّ في الجنة لشجرة یسیر الراکب في ظلها مائة عام، لا یقطعها)).

وفي روایة: عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: ((إنّ في الجنة شجرة یسیر الراکب الجواد المضمّر السریع مائة عام، ما یقطعها)). "صحیح مسلم"، کتاب الجنة، باب إنّ في الجنة شجرة... إلخ، الحدیث:۲۸۲۷۔۲۸۲۸، ص۱۵۱۷.

2...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((إنّ للجنة لثمانیة أبواب ما منهما بابان إلّا یسیر الراکب بینهما سبعین عامًا)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبي رزین العقیلي، الحدیث: ۱۶۲۰۶، ج۵، ص۴۷۵.

وفي روایة: عن النبي صلی الله علیه وسلم قال: ((ما بین کل مصراعین من مصاریع الجنة مسیرة سبعین عامًا)). "حلیة الأولیاء"، الحدیث: ۸۳۷۱، ج۶، ص۲۲۱.

3...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم:((باب أمتي الذي یدخلون منه الجنة عرضه مسیرة الراکب المجود ثلاثا، ثم إنّهم لیضغطون علیه حتی تکاد مناکبهم تزول))."سنن الترمذي"، أبواب صفة الجنة... إلخ، باب ما جاء في صفة أبواب الجنة، الحدیث: ۲۵۵۷، ج۴، ص ۲۴۶.

4...... ((ولیأتین علیها یوم وهو کظیظ من الزحام)). "صحیح مسلم"، کتاب الزهد، الحدیث: ۲۹۶۷، ص۱۵۸۶.

5...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((إنّ في الجنة غرفا من أصناف الجوهر کله یری ظاهرها من باطنها وباطنها من ظاهرها)). "الترغیب والترهیب"، کتاب صفة الجنة والنار، فصل في درجات الجنة وغرفها، الحدیث: ۲۷، ج۴، ص۲۸۱.

6...... ((حائط الجنة لبنة من ذهب ولبنة من فضة وملاطها المسك)). "مجمع الزوائد"، کتاب أهل الجنة، باب في بناء الجنة وصفتها، الحدیث: ۱۸۶۴۲،ج۱۰، ص۷۳۲.

7...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((لبنة من ذهب، ولبنة من فضة، ملاطها المسك الأذفر، وحصباؤها الیاقوت واللؤلؤ، وترابها الزعفران)). "سنن الدارمي"، کتاب الرقائق، باب في بناء الجنة، الحدیث:۲۸۲۱، ج۲، ص۴۲۹.

"سنن الترمذي"، کتاب صفة الجنة، باب ماجاء في صفة الجنة ونعیمها، الحدیث: ۲۵۳۴، ج۴، ص۲۳۶.

اور مشک کا گارا ہے اور گھاس کی جگہ زعفران ہے، موتی کی کنکریاں، عنبر کی مٹی[1]، جنت میں ایک ایک موتی کا خیمہ ہوگا جس کی بلندی ساٹھ میل۔[2] جنت میں چار دریا ہیں، ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا شہد کا، چوتھا شراب کا، پھر ان سے نہریں نکل کر ہر ایک کے مکان میں جاری ہیں۔[3] وہاں کی نہریں زمین کھود کر نہیں بہتیں، بلکہ زمین کے اوپر اوپر رواں ہیں، نہروں کا ایک کنارہ موتی کا، دوسرا یاقوت کا اور نہروں کی زمین خالص مشک کی[4]، وہاں کی شراب دنیا کی سی نہیں جس میں بدبُو اور کڑواہٹ اور نشہ ہوتا ہے اور پینے والے بے عقل ہو جاتے ہیں، آپے سے باہر ہو کر بیہودہ بکتے ہیں، وہ پاک شراب اِن سب باتوں سے پاک و منزّہ ہے۔[5] جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً ان کے

1...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((خلق اللّٰہ جنۃ عدن بیدہ، لبنۃ من درّۃ بیضاء، ولبنۃ من یاقوتۃ حمراء، ولبنۃ من زبرجدۃ خضراء، وملاطھا مسک، حشیشھا الزعفران، حصباؤھا اللؤلؤ، ترابھا العنبر)). "الترغیب والترھیب"، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، الترغیب في الجنۃ ونعیمھا، فصل في بناء الجنۃ وترابھا وحصبائھا وغیر ذلک، الحدیث: ۳۳، ج۴، ص۲۸۳.

2...... عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ((إنّ للمؤمن في الجنۃ لخیمۃ من لؤلؤۃ واحدۃ مجوفۃ، طولھا ستون میلاً)).

"صحیح مسلم"، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا وأھلھا، باب في صفۃ خیام الجنۃ... إلخ، الحدیث: ۲۸۳۸، ص۱۵۲۲.

3...... ﴿فِیۡهَاۤ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ مَّآءٍ غَیۡرِ اٰسِنٍ وَ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ یَتَغَیَّرۡ طَعۡمُهٗ وَ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ وَ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ عَسَلٍ مُّصَفًّی﴾ پ۲۶، محمد: ۱۵.

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((في الجنۃ بحر اللبن وبحر الماء وبحر العسل وبحر الخمر، ثم تشقق الأنھار منھا بعدہ)) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۲۰۰۷۲، ج۷، ص۲۴۲.

وفي روایۃ "الترمذي": قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((إنّ في الجنۃ بحر الماء، وبحر العسل، وبحر اللبن، وبحر الخمر، ثم تشقق الأنھار بعد)). کتاب صفۃ الجنۃ، باب ما جاء في صفۃ أنھار الجنۃ، الحدیث: ۲۵۸۰، ج۴، ص۲۵۷.

في "المرقاۃ"، ج۹، ص۶۱۶، تحت الحدیث: (وقولہ: ثم تشقق أي: تفترق الأنھار إلی الجداول بعد تحقق الأنھار إلی بساتین الأبرار، وتحت قصور الأخیار).

4...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((لعلکم تظنون أنّ أنھار الجنۃ أخدود في الأرض، لا، واللّٰہ إنّھا لسائحۃ علی وجہ الأرض، إحدی حافتیھا اللؤلؤ، والأخری الیاقوت، وطینہ المسک الأذفر، قال: قلت: ما الأذفر؟ قال: الذي لا خلط لہ)).

"الترغیب والترھیب"، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل في أنھار الجنۃ، الحدیث: ۴۸، ج۴، ص۲۸۶.

"حلیۃ الأولیاء"، الحدیث: ۸۳۷۲، ج۶، ص۲۲۲، بألفاظ متقاربۃ.

5...... ﴿وَ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ﴾ پ۲۶، محمد: ۱۵ ۔ في "تفسیر ابن کثیر" ج۷، ص۲۸۹، تحت ھذہ الآیۃ: (أي: لیست کریھۃ الطعم والرائحۃ کخمر الدنیا، حسنۃ المنظر والطعم والرائحۃ والفعل). =

سامنے موجود ہوگا[1]، اگر کسی پرند کو دیکھ کر اس کے گوشت کھانے کو جی ہو تو اُسی وقت بُھنا ہوا اُن کے پاس آجائے گا[2]، اگر پانی وغیرہ کی خواہش ہو تو کوزے خود ہاتھ میں آجائیں گے، ان میں ٹھیک اندازے کے موافق پانی، دودھ، شراب، شہد ہوگا کہ ان کی خواہش سے ایک قطرہ کم نہ زیادہ، بعد پینے کے خود بخود جہاں سے آئے تھے چلے جائیں گے۔[3] وہاں نجاست، گندگی، پاخانہ، پیشاب، تھوک، رینٹھ، کان کا میل، بدن کا میل اصلاً نہ ہوں گے، ایک خوشبودار فرحت بخش ڈکار آئے گی، خوشبودار فرحت بخش پسینہ نکلے گا، سب کھانا ہضم ہوجائے گا اور ڈکار اور پسینے سے مشک کی خوشبو نکلے گی۔[4] ہر شخص کو سَو آدمیوں کے

﴿وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾ پ۲۹، الدهر:۲۱.

﴿يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ﴾ پ۲۷، الطور:۲۳.

﴿بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ﴾ پ۲۷، الواقعة: ۱۸۔۱۹.

﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِيْنَ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ﴾ پ۲۳، الصفت: ۴۵۔۴۷.

1...... {وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ} [پ۲، فصلت: ۳۱]، وفي "تفسير ابن كثير"، ج۷، ص۱۶۲، تحت هذه الآية: ({وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ} أي في الجنة من جميع ما تختارون مما تشتهيه النفوس، وتقرّ به العيون، ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ﴾ أي: مهما طلبتم وجدتم، وحضر بين أيديكم كما اخترتم).

2......﴿وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ﴾ پ۲۸، الواقعه: ۲۱. عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: ((إنّ الرجل ليشتهي الطير في الجنة من طيور الجنة، فيقع في يده مقليا نضيجا)). "الدر المنثور"، ج۸، ص۱۱.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّك لتنظر إلى الطير في الجنة فتشتهيه فيجيء مشويّا بين يديك)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ۷۳، ج۴، ص ۲۹۲.

3...... عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: ((إنّ الرجل من أهل الجنة ليشتهي الشراب من شراب الجنة، فيجيء الإبريق، فيقع في يده فيشرب، ثم يعود إلى مكانه)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ۶۶، ج۴، ص ۲۹۰.

4...... عن جابر قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ أهل الجنة يأكلون فيها ويشربون، ولا يتفلون ولا يبولون، ولا يتغوّطون و لا يمتخطون، قالوا: فما بال الطعام؟ قال: جشاء ورشح كرشح المسك)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفة الجنة ... إلخ، الحديث: ۲۸۳۵، ص ۱۵۲۰.

وفي رواية "المسند": الحديث: ۱۹۲۸۹، ج۷، ص ۷۶: فإنّ الذي يأكل ويشرب تكون له الحاجة، قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((حاجة أحدهم عرق يفيض من جلودهم مثل ريح المسك فإذا البطن قد ضمر)).

کھانے، پینے، جماع کی طاقت دی جائے گی۔[1] ہروقت زبان سے تسبیح وتکبیر بہ قصداور بلاقصد مثل سانس کے جاری ہوگی۔[2] کم سے کم ہر شخص کے سرہانے دس ہزار خادم کھڑے ہونگے، خادموں میں ہرایک کے ایک ہاتھ میں چاندی کا پیالہ ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں سونے کا اور ہر پیالے میں نئے نئے رنگ کی نعمت ہوگی[3]، جتنا کھاتا جائے گا لذت میں کمی نہ ہوگی بلکہ زیادتی ہوگی، ہرنوالے میں ستّر مزے ہوں گے، ہرمزہ دوسرے سے ممتاز، وہ معاً محسوس ہوں گے، ایک کا احساس دوسرے سے مانع[4] نہ ہوگا، جنتیوں کے نہ لباس پرانے پڑیں گے، نہ ان کی جوانی فنا ہوگی۔[5]

پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا، اُن کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چانداور دوسرا گروہ جیسے کوئی نہایت روشن ستارہ، جنتی سب ایک دل ہوں گے، ان کے آپس میں کوئی اختلاف وبغض نہ ہوگا، ان میں ہرایک کو حورِعین میں کم سے کم دو بیبیاں ایسی ملیں گی کہ ستّر ستّر جوڑے پہنے ہوں گی، پھربھی ان لباسوں اور گوشت کے باہر سے ان کی پنڈلیوں کا مغز

---

1 ...... فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده إنّ أحدهم ليُعطى قوة مائة رجل في المطعم والمشرب والشهوة والجماع)). "المسند"، الحديث: ١٩٢٨٩-١٩٣٣٣، ج٧، ص٧٦ و٨٤.

2 ...... ((يلهمون التسبيح والتكبير، كما يلهمون النفس)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفات الجنة... إلخ، الحديث: ٢٨٣٥، ص١٥٢١.

وفي "فتح الباري"، ج٧، ص٢٦٧، تحت قول: ﴿يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا﴾: (عند مسلم بقوله: "يلهمون التسبيح والتكبير كما يلهمون النفس" ووجه التشبيه أنّ تنفس الإنسان لا كلفة عليه فيه ولا بد له منه، فجعل تنفسهم تسبيحا، وسببه أنّ قلوبهم تنوّرت بمعرفة الرب سبحانه وامتلأت بحبه، ومن أحب شيئا أكثر من ذكره).

3 ...... عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه يرفعه قال: ((إنّ أسفل أهل الجنة أجمعين من يقوم على رأسه عشرة آلاف خادم، مع كل خادم صحفتان، واحدة من فضة وواحدة من ذهب، في كل صحفة لون ليس في الأخرى مثلها، يأكل من آخره كما يأكل من أوّله، يجد لآخره من اللذّة والطعم ما لا يجد لأوّله)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ٧٠، ج٤، ص٢٩١.

و"حلية الأولياء"، الحديث: ٨٢٤٦، ج٦، ص ١٨٨.

4 ...... روکنے والا۔

5 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((من يدخل الجنة ينعم لا يبأس، لا تبلى ثيابه ولا يفنى شبابه)).

"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في دوام نعيم أهل... إلخ، الحديث: ٢٨٣٦، ص١٥٢١.

دکھائی دے گا، جیسے سفید شیشے میں شراب سُرخ دکھائی دیتی ہے[1] اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل نے انہیں یاقوت سے تشبیہ دی اور یاقوت میں سوراخ کرکے اگر ڈورا ڈالا جائے تو ضرور باہر سے دکھائی دے گا۔[2] آدمی اپنے چہرے کو اس کے رُخسار میں آئینہ سے بھی زیادہ صاف دیکھے گا اور اس پر ادنیٰ درجہ کا جو موتی ہوگا، وہ ایسا ہوگا کہ مشرق سے مغرب تک روشن کردے۔[3] اور ایک روایت میں ہے کہ مرد اپنا ہاتھ اس کے شانوں کے درمیان رکھے گا تو سینہ کی طرف سے کپڑے اور جلد اور گوشت کے باہر سے دکھائی دے گا۔[4] اگر جنت کا کپڑا دنیا میں پہنا جائے تو جو دیکھے بے ہوش ہو جائے، اور لوگوں کی نگاہیں اس کا تحمل نہ کرسکیں[5]،

1...... عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: ((أوّل زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر، والذين على آثارهم كأحسن كوكب دري في السماء إضاءة، قلوبهم على قلب رجل واحد، لا تباغض بينهم ولا تحاسد، لكل امرئ زوجتان من الحور العين، يرى مخ سوقهن من وراء العظم واللحم)). "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، الحديث: ٣٢٥٤، ج٢، ص٣٩٣.

وفي رواية "المعجم الكبير" للطبراني: عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لكل رجل منهم زوجتان من الحور العين على كل زوجة سبعون حلة يرى مخ سوقهما من وراء لحومهما وحللهما كما يرى الشراب الأحمر في الزجاجة البيضاء))، الحديث: ١٠٣٢١، ج١٠، ص١٦٠-١٦١.

2...... عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ المرأة من نساء أهل الجنة ليرى بياض ساقها من وراء سبعين حلة حتى يرى مخها وذلك بأنّ الله تعالى يقول: ﴿ **كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ** ﴾ [الرحمن :٥٨] فأمّا الياقوت فإنّه حجر لو أدخلت فيه سلكا، ثم استصفيته لأريته من ورائه)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة نساء أهل الجنة، الحديث: ٢٥٤١، ج٤، ص٢٣٩.

3...... عن أبي سعيد الخدري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الرجل ليتكيء في الجنة سبعين سنةً قبل أن يتحول، ثم تأتيه امرأته فتضرب على منكبيه، فينظر وجهه في خدّها أصفى من المرآة، وإنّ أدنى لؤلؤة عليها تضيء ما بين المشرق والمغرب)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٧١٥، ج٤، ص١٥٠.

4...... ((ثم يضع يده بين كتفيها ثم ينظر إلى يده من صدرها من وراء ثيابها وجلدها ولحمها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ٩٦، ج٤، ص٢٩٨.

5...... عن شريح بن عبيد رضي الله عنه قال: قال كعب: ((لو أنّ ثوباً من ثياب أهل الجنة لبس اليوم في الدنيا لصعق من ينظر إليه وما حملته أبصارُهم)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ثيابهم وحللهم، الحديث: ٨٤، ج٤، ص٢٩٤.

مرد جب اس کے پاس جائے گا اسے ہر بار کوآری پائے گا، مگراس کی وجہ سے مرد وعورت کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی [1]، اگر کوئی حور سمندر میں تھوک دے تو اُس کے تھوک کی شیرینی کی وجہ سے سمندر شیریں ہوجائے۔ [2] اور ایک روایت ہے کہ اگر جنت کی عورت سات سمندروں میں تھوکے تو وہ شہد سے زیادہ شیریں ہوجائیں۔ [3]

جب کوئی بندہ جنت میں جائے گا تو اس کے سرہانے اور پائنتی [4] دو حوریں نہایت اچھی آواز سے گائیں گی، مگر اُن کا گانا یہ شیطانی مزامیر نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی حمد و پاکی ہوگا [5]، وہ ایسی خوش گلو ہوں گی کہ مخلوق نے ویسی آواز کبھی نہ سنی ہوگی اور یہ بھی گائیں گی: کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، کبھی نہ مریں گے، ہم چین والیاں ہیں، کبھی تکلیف میں نہ پڑیں گے، ہم راضی ہیں ناراض نہ ہوں گے، مبارک باد اس کے لیے جو ہمارا اور ہم اس کے ہوں۔ [6] سر کے بال اور پلکوں اور بھَوؤں کے سوا جنتی کے بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے، سب بے ریش ہوں گے، سُرمگیں آنکھیں، تیس برس کی عمر کے معلوم ہوں گے [7]،..............

---

1 ...... ((ولا يأتيها مرة إلّا وجدها عذراء ما يفتر ذكره ولا يشتكي قبلها)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترغيب في الجنة ونعيمها، الحديث: ٩٦، ج٤، ص٢٩٨.

2 ...... عن أنس بن مالك رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لو أنّ حوراء بزقت في بحر لعذب ذلك البحر من عذوبة ريقها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ٩٨، ج٤، ص٢٩٩.

3 ...... عن ابن عباس موقوفاً قال: ((لو أنّ امرأة من نساء أهل الجنة بصقت في سبعة أبحر لكانت تلك الأبحر أحلى من العسل)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ٩٩، ج٤، ص٢٩٩.

4 ...... یعنی پیروں کی طرف۔

5 ...... عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:((ما من عبد يدخل الجنة إلّا [ويجلس] وعند رأسه وعند رجليه ثنتان من الحور العين يغنيان بأحسن صوت سمعه الإنس والجن، وليس بمزامير الشيطان، ولكن بتحميد الله وتقديسه)).

"مجمع الزوائد"، كتاب أهل الجنة، باب ما جاء في نساء أهل الجنة... إلخ، الحديث: ١٨٧٥٩، ج١٠، ص٧٧٤.

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٧٤٧٨، ج٨، ص٩٥.

6 ...... عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ في الجنة لمجتمعًا للحور العين يرفعن بأصوات لم يسمع الخلائق مثلها، قال: يقلن: نحن الخالدات فلا نبيد، ونحن الناعمات فلا نبأس، ونحن الراضيات فلا نسخط، طوبى لمن كان لنا وكنّا له)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في كلام حورالعين، الحديث: ٢٥٧٣، ج٤، ص٢٥٥.

7 ...... عن معاذ بن جبل أنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال:((يدخل أهل الجنة الجنة جرداً مرداً مكحّلين أبناء ثلاثين أو ثلاث وثلاثين سنة)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ماجاء في سن أهل الجنة، الحديث: ٢٥٥٤، ج٤، ص٢٤٤. =

کبھی اس سے زیادہ معلوم نہ ہوں گے۔[1] ادنیٰ جنتی کے لیے اسّی ہزار خادم اور بہتّر بیبیاں ہوں گی اور اُن کو ایسے تاج ملیں گے کہ اس میں کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کے درمیان روشن کر دے[2] اور اگر مسلمان اولاد کی خواہش کرے تو اس کا حمل اور وضع[3] اور پوری عمر (یعنی تیس سال کی)، خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہو جائے گی۔[4] جنت میں نیند نہیں، کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنت میں موت نہیں۔[5] جنتی جب جنت میں جائیں گے ہر ایک اپنے اعمال کی مقدار سے مرتبہ پائے گا اور اس کے فضل کی حد نہیں۔ پھر اُنھیں دنیا کی ایک ہفتہ کی مقدار کے بعد اجازت دی جائے گی کہ اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کریں اور عرشِ الٰہی ظاہر ہوگا اور رب عزوجل جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلّی فرمائے گا اور ان جنتیوں کے لیے منبر بچھائے جائیں گے، نور کے منبر، موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زَبَرجَد کے منبر، سونے کے منبر، چاندی کے منبر اور اُن میں کا ادنیٰ مشک وکافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا اور اُن میں ادنیٰ کوئی نہیں، اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے، کہ ایک کا دیکھنا

= عـن أبي هـريـرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يدخل أهل الجنة مرداً بيضاً جعاداً مكحّلين أبناء ثلاث وثلاثين ...إلخ)). "المسند"، الحديث: ٩٣٨٦، ج٣، ص٣٩٣.

وفي رواية: عـن معاذ بن جبل قال: قال نبي الله صلى الله عليه وسلم: ((يبعث المؤمنون يوم القيامة جرداً مرداً مكحّلين بني ثلاثين سنة)). "المسند"، الحديث: ٢٢٠٨٥، ج ٨، ص٢٣٧.

[1]...... عـن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((من مات من أهل الجنة من صغير أو كبير يردون بني ثلاثين في الجنة لا يزيدون عليها أبدا)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء مالأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ٢٥٧١، ج٤، ص ٢٥٤.

[2]...... عـن أبي سـعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أدنى أهل الجنة منزلة الذي له ثمانون ألف خادم واثنتان وسبعون زوجة))... وقال: ((إنّ عليهم التيجان إنّ أدنى لؤلؤة منها لتضيء ما بين المشرق والمغرب)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ٢٥٧١، ج٤، ص٢٥٤.

[3]...... بچے کا ماں کے پیٹ میں ٹھہرنا اور اس کی پیدائش۔

[4]...... عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((المؤمن إذا إشتهى الولد في الجنة كان حمله ووضعه وسنّه في ساعة كما يشتهي)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ٢٥٧٢، ج٤، ص٢٥٤.

[5]...... ((النوم أخو الموت، وأهل الجنة لا ينامون)). "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٩١٩، ج١، ص٢٦٦.

دوسرے کے لیے مانع نہیں اور اللہ عزوجل ہر ایک پر تجلّی فرمائے گا، ان میں سے کسی کو فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! تجھے یاد ہے، جس دن تُو نے ایسا ایسا کیا تھا...؟! دنیا کے بعض مَعاصی یاد دلائے گا، بندہ عرض کرے گا: تو اے رب! کیا تُو نے مجھے بخش نہ دیا؟ فرمائے گا: ہاں! میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تُو اِس مرتبہ کو پہنچا، وہ سب اسی حالت میں ہونگے کہ اَبر چھائے گا اور اُن پر خوشبو برسائے گا، کہ اُس کی سی خوشبوان لوگوں نے کبھی نہ پائی تھی اور اللہ عزوجل فرمائے گا: کہ جاؤ اُس کی طرف جو میں نے تمہارے لیے عزت تیار کر رکھی ہے، جو چاہو لو، پھر لوگ ایک بازار میں جائیں گے جسے ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں، اس میں وہ چیزیں ہوں گی کہ ان کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی، نہ کانوں نے سنی، نہ قلوب پر ان کا خطرہ گزرا، اس میں سے جو چاہیں گے، اُن کے ساتھ کر دی جائے گی اور خرید و فروخت نہ ہوگی اور جنتی اس بازار میں باہم ملیں گے، چھوٹے مرتبہ والا بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا، اس کا لباس پسند کرے گا، ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ خیال کرے گا، میرا لباس اُس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لیے غم نہیں، پھر وہاں سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آئیں گے۔ اُن کی بیبیاں استقبال کریں گی اور مبارکباد دے کر کہیں گی کہ آپ واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے، جواب دیں گے کہ پروردگار جبّار کے حضور بیٹھنا ہمیں نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہی ہو جانا سزاوار تھا۔[1]

---

[1]...... أخبر ني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((أنّ أهل الجنة إذا دخلوها نزلوا فيها بفضل أعمالهم، ثم يؤذن في مقدار يوم الجمعة من أيام الدنيا، فيزورون ربهم ويبرز لهم عرشه ويتبدّى لهم في روضة من رياض الجنة، فتوضع لهم منابر من نور، ومنابر من لؤلؤ، ومنابر من ياقوت، ومنابر من زبرجد، ومنابر من ذهب، ومنابر من فضة، ويجلس أدناهم وما فيهم من دَنِيٍّ على كثبان المسك والكافور، وما يرون أنّ أصحاب الكراسيّ بأفضل منهم مجلساً)). قال أبو هريرة: قلت: يا رسول اللّٰه! وهل نرى ربنا؟ قال: ((نعم، هل تتمارون في رؤية الشمس والقمر ليلة البدر؟)) قلنا: لا، قال: ((كذلك لا تتمارون في رؤية ربكم، ولا يبقى في ذلك المجلس رجل إلّا حاضَرهُ اللّٰه محاضرةً حتى يقول للرجل منهم: يا فلان بن فلان! أتذكر يوم قلت كذا وكذا فيذكره ببعض غدراته في الدنيا، فيقول: يا رب! أفلم تغفر لي؟ فيقول: بلى فبسعة مغفرتي بلغت منزلتك هذه، فبينا هم على ذلك غشيتهم سحابة من فوقهم فأمطرت عليهم طيبا لم يجدوا مثل ريحه شيئاً قط، ويقول ربنا: قوموا إلى ما أعددتُ لكم من الكرامة فخذوا ما اشتهيتم، فنأتي سوقا قد حفّت به الملائكة ما لم تنظر العيون إلى مثله ولم تسمع الآذان، ولم يخطر على القلوب، فيحمل إلينا ما اشتهينا ليس يباع فيها ولا يشترى، وفي ذلك السوق يلقى أهل الجنة بعضهم بعضا. قال: فيقبل الرجل ذو المنزلة المرتفعة فيلقى من هو دونه وما فيهم دَنِيٌّ فيروعه ما يرى عليه من اللباس فما ينقضي آخر حديثه حتى يتخيل عليه ما هو أحسن منه، وذلك أنّه لا ينبغي لأحد أن يحزن فيها، ثم ننصرف إلى منازلنا فتتلقانا أزواجُنا فيقلنَ مرحباً وأهلاً لقد جئت وإنّ لك من الجمال أفضل ممّا فارقتنا عليه، فيقول: إنّا جالسنا اليوم ربنا الجبار، وبحقّ لنا أن ننقلب بمثل ما انقلبنا)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في سوق الجنة، الحديث:٢٥٥٨، ج٤، ص٢٤٦.

جنتی باہم ملنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔[1]

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس نہایت اعلیٰ درجہ کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے اور ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے جائیں گے۔[2] سب سے کم درجہ کا جو جنتی ہے اس کے باغات اور بیبیاں اور نعیم و خدّام اور تخت ہزار برس کی مسافت تک ہوں گے اور اُن میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب میں معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجہِ کریم کے دیدار سے ہر صبح و شام مشرّف ہوگا۔[3] جب جنتی جنت میں جالیں گے اللہ عزوجل اُن سے فرمائے گا: کچھ اور چاہتے ہو جو تم کو دوں؟ عرض کریں گے: تُو نے ہمارے مونھ روشن کیے، جنت میں داخل کیا، جہنم سے نجات دی، اس وقت پردہ کہ مخلوق پر تھا اُٹھ جائے گا تو دیدارِ الٰہی سے بڑھ کر انھیں کوئی چیز نہ ملی ہوگی۔[4]

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا زِیَارَةَ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ بِجَاہِ حَبِیْبِکَ الرَّؤُوْفِ الرَّحِیْمِ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالتسلیمُ، اٰمین!

---

1 ...... عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إذا دخل أهل الجنة الجنة فيشتاق الإخوان بعضهم إلى بعض فيسير سرير هذا إلى سرير هذا وسرير هذا إلى سرير هذا حتى يجتمعا جميعا...إلخ)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في تزاورهم ومراكبهم، الحديث: ١١٥، ج٤، ص٣٠٤.

2 ...... عن أبي أيوب قال: أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أعرابيٌّ فقال: يا رسول اللّٰه إني أحب الخيل أفي الجنة خيل؟ قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إن أدخلتَ الجنة أتيت بفرس من ياقوتة له جناحان فحملتَ عليه، ثم طار بك حيث شئتَ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة،باب ماجاء في صفة خيل الجنة،الحديث:٢٥٥٣، ج٤، ص٢٤٤.

وفي رواية: عن شفي بن ماتع أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((إنّ من نعيم أهل الجنة أنّهم يتزاورون على المطايا والنجب وإنّهم يؤتون في الجنة بخيل مسرجة ملجمة لا تروث ولا تبول فيركبونها حتى ينتهوا حيث شاء اللّٰه عزوجل)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في تزاورهم ومراكبهم، الحديث:١١٤، ج٤، ص٣٠٣.

3 ...... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ أدنى أهل الجنة منزلة لمن ينظر إلى جنانه وزوجاته ونعيمه وخدمه وسرره مسيرة ألف سنة، وأكرمهم على اللّٰه من ينظر إلى وجهه غدوة وعشية)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب منه، الحديث: ٢٥٦٢، ج٤، ص٢٤٩.

4 ...... عن صهيب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إذا دخل أهل الجنة الجنة، قال: يقول اللّٰه تبارك وتعالى: تريدون شيئاً أزيدكم؟ فيقولون: ألم تبيض وجوهنا؟ ألم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار؟ قال: فيكشف الحجاب، فما أعطوا شيئا أحب إليهم من النظر إلى ربهم عز وجل)).

"صحيح المسلم"، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المومنين في الآخرة...إلخ، ص١١٠، الحديث:١٨١.

و"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في رؤية الرب تبارك وتعالى، الحديث:٢٥٦١، ج٤، ص٢٤٨.

دوزخ کا بیان

یہ ایک مکان ہے کہ اُس قہار و جبار کے جلال وقہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اُس کی رحمت ونعمت کی انتہانہیں کہ انسانی خیالات وتصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک شمّہ [1] ہے اُس کی بے شمار نعمتوں سے، اسی طرح اس کے غضب وقہر کی کوئی حد نہیں کہ ہر وہ تکلیف واذیت کہ اِدراک کی [2] جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا۔ قرآنِ مجید واحادیث میں جو اُس کی سختیاں مذکور ہیں، ان میں سے کچھ اِجمالاً بیان کرتا ہوں، کہ مسلمان دیکھیں اوراس سے پناہ مانگیں اوراُن اعمال سے بچیں جن کی جزا جہنم ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو بندہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے، جہنم کہتا ہے: اے رب! یہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے، تُو اس کو پناہ دے۔ [3] قرآن مجید میں بکثرت ارشاد ہوا کہ جہنم سے بچو! دوزخ سے ڈرو! [4] ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کوسکھانے کے لیے کثرت کے ساتھ اُس سے پناہ مانگتے۔ [5]

جہنم کے شرارے (پھول) [6] اُونچے اُونچے محلوں کی برابر اُڑیں گے، گویا زَرد اُونٹوں کی قطار کہ پیہم آتے رہیں گے۔ [7]

---

1 ...... قلیل مقدار۔

2 ......سوچی یا سمجھی۔

3 ......عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ما استجار عبد من النار سبع مرات في يوم إلّا قالت النار: يارب إنّ عبدك فلانا قد استجارك مني فأجره...إلخ)). "مسند أبي يعلى"، الحديث: ٦١٦٤، ج٥، ص٣٧٩.

4 ...... ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِیْنَ﴾، پ١، البقرة: ٢٤.

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾، پ٢٨، التحريم: ٦.

5 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ((أنّه كان يتعوّذ من عذاب القبر وعذاب جهنم...إلخ)).

وفي رواية: عن ابن عباس أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يعلّمهم هذا الدعاء كما يعلمهم السورة من القرآن، يقول: ((قولوا: اللّٰهم إنّا نعوذ بك من عذاب جهنم وأعوذ بك من عذاب القبر وأعوذ بك من فتنة المسيح الدجال وأعوذ بك من فتنة المحيا والممات)).

"صحيح مسلم"، كتاب المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، الحديث: ١٣٣ (٥٨٨-٥٩٠)، ص٢٩٨.

6 ...... چنگاریاں۔

7 ...... ﴿اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمَالَتٌ صُفْرٌ﴾، پ٢٩، المرسلت: ٣٢ - ٣٣.

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه: ﴿اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾، قال: أما إنّي لست أقول كالشجرة ولكن كالحصون والمدائن). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ٣١، ص٢٥٢.

آدمی اور پتھر اُس کا ایندھن ہے[1]، یہ جو دنیا کی آگ ہے اُس آگ کے ستّر جُزوں میں سے ایک جُز ہے۔ [2]جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا، اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی، جس سے اُس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے، وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے، حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے[3]، سب سے ہلکے درجہ کا جس پر عذاب ہوگا، اس سے اللہ عزوجل پوچھے گا: کہ اگر ساری زمین تیری ہو جائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لیے تو سب فدیہ[4] میں دیدے گا؟ عرض کرے گا: ہاں! فرمائے گا: کہ جب تُو پُشتِ آدم میں تھا تو ہم نے اِس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا۔[5] جہنم کی آگ ہزار برس تک دھونکائی گئی، یہاں تک کہ سُرخ ہوگئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، تو اب وہ نِری سیاہ ہے[6]۔

---

1 ...... ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ﴾، پ۱، البقرة: ۲٤.

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡا اَنۡفُسَکُمۡ وَاَهۡلِیۡکُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ﴾، پ ۲۸، التحريم: ٦.

2 ...... عن أبي هريرة أنّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((ناركم هذه ـ التي يوقد ابن آدم ـ جزء من سبعين جزءاً من حرجهنم)).

"صحيح مسلم"، كتاب صفة الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في شدة حر نار جهنم...إلخ، الحديث: ۲۸٤۳، ص۱٥۲۳.

3 ...... عن النعمان بن بشير قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ أهون أهل النار عذاباً مَن له نعلان وشِرَاكانِ من نار، يغلي منهما دماغه كما يغلي المرجل، ما يرى أنّ أحداً أشد منه عذاباً، وإنّه لأهونهم عذاباً)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أهون أهل النار عذاباً، الحديث:۳٦٤(۲۱۲)، ص۱۳٤.

4 ...... وہ مال یا روپیہ جسے دے کر قیدی رِہا ہو۔ "فيروز اللغات"، ص۹۸۲۔

5 ...... عن أنس يرفعه: ((أنّ اللّٰه تعالى يقول لِأهونِ أهل النار عذاباً: لو أنّ لك ما في الأرض من شيء كنتَ تفتدي به؟ قال: نعم، قال: فقد سألتك ما هو أهون من هذا وأنت في صلب آدم، أن لا تشرك بي فأبيتَ إلّا الشرك)).

"صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات اللّٰه عليه وذرّيته، الحديث:۳۳۳٤، ج۲، ص ٤۱۳.

6 ......عن أبي هريرة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((أوقد على النار ألف سنة حتى احمرت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى ابيضت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى اسودت، فهي سوداء مظلمة)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب منه، الحديث: ۲٦۰۰، ج٤، ص۲٦٦.

وفي رواية: عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((أوقد على النار ألف سنة حتى احمرّت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى ابيضّت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى اسودت، فهي سوداء كالليل المظلم)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ۲۸، ص۲٥۱.

جس میں روشنی کا نام نہیں۔ [1] جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قسم کھا کر عرض کی: کہ اگر جہنم سے سوئی کے ناکے کی برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مر جائیں اور قسم کھا کر کہا: کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ [2] اہلِ دنیا پر ظاہر ہو تو زمین کے رہنے والے کُل کے کُل اس کی ہیبت سے مر جائیں اور بقسم بیان کیا: کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہو، یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں۔ [3] یہ دنیا کی آگ (جس کی گرمی اور تیزی سے کون واقف نہیں کہ بعض موسم میں تو اس کے قریب جانا شاق ہوتا ہے، پھر بھی یہ آگ) خدا سے دعا کرتی ہے کہ اسے جہنم میں پھر نہ لے جائے [4] مگر تعجب ہے انسان سے کہ جہنم میں جانے کا کام کرتا ہے اور اُس آگ سے نہیں ڈرتا جس سے آگ بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی ہے۔

---

1 ...... عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: تلا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم هذه الآية: ﴿وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾، فقال: ((أوقد عليها ألف عام حتى احمرت، وألف عام حتى ابيضت، وألف عام حتى اسودت، فهي سوداء مظلمة لا يضيء لهبها)).

وفي رواية: ((لا يطفأ لهبها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ٣٠، ص ٢٥١ـ٢٥٢.

2 ......یعنی محافظ ونگران۔

3 ...... عن عمر بن الخطاب قال: جاء جبريل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في حين غير حينه الذي كان يأتيه فيه، فقام إليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: ((يا جبريل ما لي أراك متغير اللون؟ فقال:......والذي بعثك بالحق لو أنّ قدر ثقب إبرة فتح من جهنم لمات من في الأرض كلهم جميعاً من حرّه...... والذي بعثك بالحق لو أنّ خازناً من خزنة جهنم برز إلى أهل الدنيا فنظروا إليه لمات من في الأرض كلّهم من قبح وجهه، ومن نتن ريحه. والذي بعثك بالحق لو أنّ حلقة من حلقة سلسلة أهل النار التي نعت اللّٰه في كتابه وضعت على جبال الدنيا لارفضّت وما تقارّت حتى تنتهي إلى الأرض السفلى))، ملتقطاً.

"مجمع الزوائد"، كتاب صفة النار، الحديث: ١٨٥٧٣، ج ١٠، ص ٧٠٦ـ٧٠٧.

"المعجم الأوسط" للطبراني، ج ٢، ص ٧٨، الحديث: ٢٥٨٣.

4 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ ناركم هذه جزء من سبعين جزءاً من نار جهنم، ولولا أنّها أطفئت بالماء مرتين ما انتفعتم بها، وإنّها لتدعو اللّٰه عزوجل أن لا يعيدها فيها)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣١٨، ج ٤، ص ٥٢٨.

دوزخ کی گہرائی کو خدا ہی جانے کہ کتنی گہری ہے، حدیث میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اُس میں پھینکی جائے تو ستّر برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی [1] اور اگر انسان کے سر برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا، حالانکہ یہ پانسو [2] برس کی راہ ہے۔ [3] پھر اُس میں مختلف طبقات ووَادی اور کوئیں ہیں [4]، بعض وادی ایسی ہیں کہ جہنم بھی ہر روز ستّر مرتبہ یا زیادہ اُن سے پناہ مانگتا ہے [5]، یہ خود اس مکان کی حالت ہے، اگر اس میں اور کچھ عذاب نہ ہوتا تو یہی کیا کم تھا! مگر کفّار کی سَرزَنِش کے لیے اور طرح طرح کے عذاب مہیّا کیے، لوہے کے ایسے بھاری گُرزوں سے فرشتے ماریں گے کہ اگر کوئی گُرز زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جن وانس جمع ہو کر اُس کو اُٹھا نہیں سکتے۔ [6] بُختی اونٹ [ا] کی

---

1 ...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الصخرة العظيمة لتلقى من شفير جهنم فتهوي فيها سبعين عاما وما تفضي إلى قرارها)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة قعرجهنم، الحديث: ٢٥٨٤، ج٤، ص٢٦٠.

2 ...... یعنی پانچ سو۔

3 ...... عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لوأنّ رصاصةً مثل هذه ـ وأشار إلى مثل الجُمجُمة ـ أرسلت من السماء إلى الأرض وهي مسيرة خمسمائة سنة لبلغت الأرض قبل الليل...إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب منه، الحديث: ٢٥٩٧، ج٤، ص٢٦٥.

4 ......كان من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من قدمائهم قال: ((إنّ في جهنم سبعين ألف واد، في كلّ واد سبعون ألف شعب، في كل شعب سبعون ألف دار، في كل دار سبعون ألف بيت، في كل بيت سبعون ألف بئر... إلخ)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أوديتها وجبالها، الحديث: ٤٠، ج٤، ص٢٥٤.

5 ......عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((... وادٍ في جهنم تتعوذ منه جهنم كلّ يوم سبعين مرة...إلخ)).

"البعث والنشور" للبيهقي، الحديث: ٤٦٤، ج١، ص٣٩٨. "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترهيب من النار... إلخ، الحديث: ٣٧، ج٤، ص٢٥٣.

وفي رواية: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((...وادٍ في جهنم يتعوّذ منه جهنّم كل يوم أربعمائة مرة...إلخ)). "سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، باب الانتفاع بالعلم والعمل، الحديث: ٢٥٦، ج١، ص١٦٧.

وفي رواية: "المعجم الكبير" للطبراني، عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ في جهنم لوادياً يستعيذ جهنم من ذلك الوادي في كل يوم أربعمائة مرة)). الحديث: ١٢٨٠٣، ج١٢، ص١٣٦.

6 ...... عن أبي سعيد خدري رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنّه قال: ((لو أنّ مقمعاً من حديد وضع في الأرض، فاجتمع له الثقلان ما أقلّوه من الأرض)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٢٣٣، ج٤، ص٥٨.

ا ...... ایک قسم کے اونٹ ہیں، جو سب اونٹوں سے بڑے ہوتے ہیں۔

گردن برابر بچھو اور اللہ (عزوجل) جانے کس قدر بڑے سانپ کہ اگر ایک مرتبہ کاٹ لیں تو اس کی سوزش، درد، بے چینی ہزار برس تک رہے[1]، تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ[2] کی مثل سخت کھولتا پانی پینے کو دیا جائے گا، کہ مونھ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔[3] سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔[4]

جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی[5]، خاردار تھوہڑ[6] کھانے کو دیا جائے گا[7]، وہ ایسا ہوگا کہ

1...... لم نَفُز بتخريج عبارة المتن ولكن وجدنا الحديث في "المسند" للإمام أحمد: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ في النار **حيّات** كأمثال أعناق البخت تلسع إحداهنّ اللسعة فيجد حموتها أربعين خريفاً، وإنّ في النار عقارب كأمثال البغال الموكفة تلسع إحداهنّ اللسعة فيجد حموتها أربعين سنة)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث:١٧٧٢٩، ج٦، ص٢١٧.

2...... جلی ہوئی تہ۔

3......﴿**وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ**﴾، پ١٥، الكهف: ٢٩.

في رواية "سنن الترمذي" عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله: ﴿ **كَالْمُهْلِ**﴾، قال: ((كعكر الزيت، فإذا قرّبه إلى وجهه سقطت فروةُ وجهه فيه)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب أهل النار، الحديث: ٢٥٩٠، ج٤، ص٢٦١.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٦٧٢، ج٤، ص١٤١.

4...... ﴿**يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ**﴾ پ ١٧، الحج:١٩.

في "تفسير الطبري"، ج٩، ص١٢٥: عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ((إنّ الحميم ليُصبّ على رؤوسهم)). و"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب، الحديث:٢٥٩١، ج٤، ص٢٦٢.

5...... ﴿**وَيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ**﴾، پ١٣، ابراهيم : ١٦.

في "الدر المنثور"، ج٥، ص١٥، تحت الآية، عن قتادة رضي الله عنه في قوله: ﴿**وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ**﴾، قال:(ماء يسيل من بين لحمه وجلده).

6...... ایک قسم کا خاردار زہریلا درخت جس میں سے دودھ نکلتا ہے۔ "فرهنگ آصفيه"، ج١، ص٦٤٨۔

7...... ﴿**اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ**﴾، پ٢٥، الدخان: ٤٣ ـ ٤٤.

﴿**وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ**﴾ پ٢٩، المزمل:١٣. في "تفسير الطبري"، تحت هذه الآية، عن مجاهد قوله: ﴿**وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ**﴾، قال: (شجرة الزقوم). ج١٢، ص٢٨٩.

اگراس کا ایک قطرہ دنیا میں آئے تو اس کی سوزش و بدبُو تمام اہلِ دنیا کی معیشت برباد کردے[1] اور وہ گلے میں جا کر پھندا ڈالے گا[2]، اس کے اتارنے کے لیے پانی مانگیں گے، اُن کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا کہ مونھ کے قریب آتے ہی مونھ کی ساری کھال گل کر اس میں گر پڑے گی، اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا[3] اور وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی[4]، پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اس پانی پر ایسے گریں گے جیسے تونس[5] کے مارے ہوئے اونٹ[6]، پھر کفّار جان سے عاجز آکر باہم مشورہ کرکے مالک علیہ الصلاۃ والسلام داروغۂ جہنم[7] کو پکاریں گے: کہ اے مالک (علیہ الصلاۃ والسلام)! تیرا رب ہمارا قصہ تمام کردے، مالک علیہ الصلاۃ والسلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے، ہزار برس کے بعد فرمائیں گے: مجھ سے کیا کہتے ہو،

---

1 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم: ((لو أنّ قطرة من الزقوم قطرت في دار الدنيا لأفسدت على أهل الدنيا معايشهم، فكيف بمن يكون طعامه)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ماجاء في صفة شراب أهل النار، الحديث: ٢٥٩٤، ج٤، ص٢٦٣.

2 ...... في "تفسير الطبري"، ج١٢، ص٢٨٩: عن ابن عباس، في قوله:﴿ **وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ** ﴾ قال: (شوك يأخذ بالحلق، فلا يدخل ولا يخرج).

3 ...... ﴿**وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ**﴾. پ١٥، الكهف:٢٩.

عن أبي الدرداء قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم: ((يلقى على أهل النار الجوع، فيعدل ما هم فيه من العذاب، فيستغيثون فيغاثون بطعام من ضريع، لا يسمن ولا يغني من جوع، فيستغيثون بالطعام فيغاثون بطعام ذي غصة، فيذكرون أنّهم كانوا يجيزون الغصص في الدنيا بالشّراب فيستغيثون بالشراب، فيدفع إليهم الحميم بكلاليب الحديد، فإذا دنت من وجوههم شوّت وجوههم، فإذا دخلت بطونهم قطّعت ما في بطونهم...إلخ))."سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ماجاء في صفة طعام أهل النار، الحديث:٢٥٩٥، ج٤، ص٢٦٤.

4 ...... في "تفسير الطبري" پ١٣، ابراهيم:١٦-١٧، ج٧، ص٤٣٠، عن أبي أمامة، عن النبي صلی اللّٰہ علیہ و سلم في قوله: ﴿**وَيُسْقٰى مِنْ مَاءٍ صَدِيْدٍ يَتَجَرَّعُهٗ**﴾، فإذا شربه قطّع أمعاءَه حتى يخرج من دُبُره، يقول اللّٰہ عز وجل:﴿**وَسُقُوْا مَاءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاءَهُمْ**﴾، ويقول:﴿**وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ**﴾.

5 ...... یعنی انتہائی شدید پیاس۔

6 ...... عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما في قوله: (﴿**شُرْبَ الْهِيْمِ**﴾، قال: كشرب الإبل العطاش).

وفي رواية: عن مجاهد في قوله تعالى: (﴿ **شُرْبَ الْهِيْمِ**﴾، قال: شرب الهيم هو داء يكون في الإبل تشرب ولا تروى). "البدور السافرة" للسيوطي، باب طعام أهل النار وشرابهم، الحديث:١٤٤٦، ص٤٢٨.

7 ...... جہنم کے محافظ۔

اُس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے!، ہزار برس تک رب العزت کو اُس کی رحمت کے ناموں سے پکاریں گے، وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا، اس کے بعد فرمائے گا تو یہ فرمائے گا: ''دُور ہو جاؤ! جہنم میں پڑے رہو! مجھ سے بات نہ کرو!'' اُس وقت کفّار ہر قسم کی خیر سے نااُمید ہو جائیں گے [1] اور گدھے کی آواز کی طرح چلّا کر روئیں گے [2]، ابتداءً آنسو نکلے گا، جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہو گا کہ اگر اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ [3]

جہنمیوں کی شکلیں ایسی کرِیہ ہوں گی کہ اگر دنیا میں کوئی جہنمی اُسی صورت پر لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بدصورتی اور بدبُو کی وجہ سے مرجائیں۔ [4] اور جسم ان کا ایسا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک شانہ سے دوسرے تک تیز سوار کے لیے تین۳ دن کی راہ ہے۔ [5]

---

1 ...... فيقولون: ادعوا مالكاً، فيقولون: ﴿يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾، قال: فيجيبهم ﴿اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ﴾ [الزخرف:٧٧] قال الأعمش: نُبِّئتُ أنّ بين دعائهم وبين إجابة مالك إياهم ألف عام، قال: فيقولون: ادعوا ربكم فلا أحد خير من ربكم، فيقولون: ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ﴾ قال: فيجيبهم ﴿اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ﴾ [المؤمنون: ١٠٦ـ١٠٨] قال: فعند ذلك يئسوا من كل خير).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة طعام أهل النار، الحديث:٢٥٩٥، ج٤، ص٢٦٤.

2 ...... قال: (فواللّٰه ما نبس القوم بعدها بكلمة وما هو إلاّ الزفير والشهيق في نار جهنم، فشبه أصواتهم بأصوات الحمير أوّلها زفير وآخرها شهيق). "شرح السنة"، كتاب الفتن، باب صفة النار وأهلها، الحديث: ٤٣١٦، ج٧، ص٥٦٥ـ٥٦٦.

3 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يرسل البكاء على أهل النار، فيبكون حتى ينقطع الدموع ثم يكون الدم حتى يصير في وجوههم كهيئة الأخدود لو أرسلت فيه السفن لجرت)).

"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣٢٤، ج٤، ص٥٣١.

4 ...... عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: ((لو أنّ رجلا من أهل النار أخرج إلى الدنيا لمات أهل الدنيا من وحشة منظره، ونتن ريحه)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في عظم أهل النار...إلخ، الحديث: ٦٨، ج٤، ص٢٦٣.

5 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((مابين منكبي الكافر مسيرة ثلاثة أيام للراكب المسرع)).

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ٦٥٥١، ج٤، ص٢٦٠.

ایک ایک داڑھ اُحد کے پہاڑ برابر ہوگی[1]، کھال کی موٹائی بیالیس ذراع[2] کی ہوگی[3]، زبان ایک کوس[4] دو کوس تک مونھ سے باہر گھسٹتی ہوگی کہ لوگ اس کو روندیں گے[5]، بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جیسے مکہ سے مدینہ تک[6] اور وہ جہنم میں مونھ سکوڑے ہوں گے کہ اوپر کا ہونٹ سمٹ کر بیچ سر کو پہنچ جائے گا اور نیچے کا لٹک کر ناف کو آ لگے گا۔[7]

ان مضامین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفّار کی شکل جہنم میں انسانی شکل نہ ہوگی کہ یہ شکل اَحسنِ تقویم[8] ہے[9] اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے، کہ اُس کے محبوب کی شکل سے مشابہ ہے[10]، بلکہ جہنمیوں کا وہ حُلیہ ہے جو اوپر مذکور ہوا، پھر آخر میں کفّار کے لیے یہ ہوگا کہ اس کے قد برابر آگ کے صندوق میں اُسے بند کریں گے، پھر اس میں آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قُفل[11] لگایا جائے گا، پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی آگ کا قفل لگایا جائے گا، پھر اسی طرح اُس کو ایک اور صندوق میں رکھ کر اور آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا، تو اب ہر

1...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ضرس الكافر مثل أحد)).
"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٨٤١٨، ج٣، ص٢٣١۔

2...... یعنی بیالیس ہاتھ۔

3...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ غلظ جلد الكافر اثنان وأربعين ذراعا)).
"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث:٢٥٨٦، ج٤، ص٢٦٠.

4...... یعنی راستہ کی حدِمعین کا نام جس کی مقدار بعض کے نزدیک چار ہزار گز اور بعض کے نزدیک تین ہزار گز ہے۔ "فرهنگ آصفیه"، ج٣، ص٥٩٠۔

5...... عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الكافر ليسحب لسانه الفرسخ والفرسخين يتوطّأه الناس)).
"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث: ٢٥٨٩، ج٤، ص٢٦١.

6...... ((وإنّ مجلسه من جهنم كما بين مكة والمدينة)).
"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث: ٢٥٨٦، ج٤، ص٢٦٠.

7...... عن أبي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((﴿وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ﴾ [المؤمنون:١٠٤] قال: تشويه النار فتقلّص شفتُه العليا حتى تبلغ وسط رأسه وتسترخي شفتُه السفلى حتى تضرب سرّته)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة الطعام أهل النار، الحديث: ٢٥٩٦، ج٤، ص٢٦٤.

8...... اچھی صورت۔

9...... ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ پ٣٠، التين: ٤. ''بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا''۔(ترجمۂ ''کنزالایمان'')

10...... "دقائق الأخبار"، ص٣، و"معارج النبوة"، ركن دوم، ص٤١۔

11...... تالا۔

کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا[1]، اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اس کے لیے عذاب ہے۔

جب سب جنتی جنت میں داخل ہولیں گے اور جہنم میں صرف وہی رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کے لیے اس میں رہنا ہے، اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لاکر کھڑا کریں گے، پھر مُنادی[2] جنت والوں کو پکارے گا، وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو، پھر جہنمیوں کو پکارے گا، وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے رہائی ہو جائے، پھر ان سب سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، وہ ذبح کردی جائے گی اور کہے گا: اے اہلِ جنت! ہمیشگی ہے، اب مرنا نہیں اور اے اہلِ نار! ہمیشگی ہے، اب موت نہیں، اس وقت اُن کے لیے خوشی پر خوشی ہے اور اِن کے لیے غم بالائے غم۔[3]

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالآخِرَةِ.

---

1 ...... عن سويد بن غفلة رضي الله عنه قال: ((إذا أراد الله أن يُنسى أهل النار جعل للرجل منهم صندوقا على قدره من نار لا ينبض منه عِرق إلّا فيه مسمار من نار، ثم تضرم فيه النار، ثم يقفل بقفل من نار، ثم يجعل ذلك الصندوق في صندوق من نار، ثم يضرم بينهما نار، ثم يقفل بقفل من نار، ثم يجعل ذلك الصندوق في صندوق من نار، ثم يضرم بينهما نار ثم يقفل، ثم يلقى أو يطرح في النار فذلك قوله: ﴿مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ يَا عِبَادِ فَاتَّقُوْنِ﴾ [الزمر:١٦] وذلك قوله: ﴿لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ﴾[الأنبياء:١٠٠] قال: فما يرى أنّ في النار أحداً غيره)). "البعث والنشور" للبيهقي، ج٢، ص٦١، الحديث: ٥٢٤. "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترهيب من النار أعاذنا الله... إلخ، الحديث: ٩٢، ج٤، ص٢٦٨.

2 ...... پکارنے والا

3 ...... في رواية "البخاري": كتاب الرقاق: عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا صار أهل الجنة إلى الجنة وأهل النار إلى النار جيء بالموت حتى يجعل بين الجنة والنار...... ، وفي رواية "البخاري": كتاب التفسير:...... يؤتى بالموت كهيئة كبش أملح، فينادي مناد: يا أهل الجنة،...... وفي رواية "سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد،...... يا أهل الجنة فيطّلعون خائفين وجِلين أن يخرجوا من مكانهم الذي هم فيه، ثم يقال: يا أهل النار فيطّلعون مستبشرين فرحين أن يخرجوا من مكانهم الذي هم فيه، فيقال: هل تعرفون هذا؟ قالوا: نعم، هذا الموت...... وفي رواية "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، ......فيذبح، ثم يقول: يا أهل الجنة خلود فلا موت، ويا أهل النار خلود فلا موت...... وفي رواية "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق: ...... فيزداد أهل الجنة فرحاً إلى فرحهم، ويزداد أهل النار حزناً إلى حزنهم)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ج٤، ص٢٦٠، الحديث: ٦٥٤٨. "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، ج٣، ص٢٧١، الحديث: ٤٧٣٠. و"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣٢٧، ج٤، ص٥٣٢.

ایمان و کفر کا بیان

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین ہیں اور کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا[1]، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔[2] عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقۂ علما میں نہ شمار کیے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں[3]، نہ وہ کہ کوردہ[4] اور جنگل اور پہاڑوں

---

1 ...... في "شرح العقائد النسفية": (إنّ الإيمان في الشرع هو التصديق بما جاء به من عند اللّٰه تعالى، أي: تصديق النبي بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند اللّٰه تعالى). "شرح العقائد النسفية"، مبحث الإيمان، ص ١٢٠.

في "المسامرة" و"المسايرة"، الكلام في متعلق الإيمان، ص ٣٣٠: (الإيمان (هو التصديق بالقلب فقط)، أي: قبول القلب وإذعانه لما علم بالضرورة أنّه من دين محمد صلى اللّٰه عليه وسلم، بحيث تعلمه العامة من غير افتقار إلى نظر ولا استدلال كالوحدانية والنبوة والبعث والجزاء ووجوب الصلاة والزكاة وحرمة الخمر ونحوها، ويكفي الإجمال فيما يلاحظ إجمالاً كالإيمان بالملائكة والكتب والرسل، ويشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلا كجبريل وميكائيل وموسى وعيسى والتوراة والإنجيل، حتى إنّ من لم يصدق بواحد معين منها كافر (و) القول بأن مسمى الإيمان هذا التصديق فقط (هو المختار عند جمهور الأشاعرة وبه قال الماتريدي).

"الأشباه والنظائر"، الفن الثاني، كتاب السير، ص ١٥٩.

"البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج ٥، ص ٢٠٢.

"الدر المختار" كتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٤٢.

2 ...... في "الهندية"، كتاب السير، الباب في أحكام المرتدين، ج ٢، ص ٢٦٣: (إذا لم يعرف الرجل أنّ محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم؛ لأنّه من الضروريات).

"الأشباه والنظائر"، الفن الثاني، كتاب السير، ص ١٦١.

3 ...... وفسرت الضروريات بما يشترك في علمه الخواص والعوام، **أقول**: المراد العوام الذين لهم شغل بالدين واختلاط بعلمائه... إلخ. "الفتاوى الرضوية"، كتاب الطهارة، باب الوضوء، ج ١، ص ١٨١.

4 ...... یعنی کم آباد اور چھوٹا گاؤں، جسے کوئی نہ جانتا ہو اور نہ ہی وہاں تعلیم کا کوئی سلسلہ ہو۔

کے رہنے والے ہوں جوکلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے ، کہ ایسے لوگوں کا ضروریات دین سے ناواقف ہونا اُس ضروری کو غیر ضروری نہ کر دے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اجمالاً ایمان لائے ہوں۔

عقیدہ (۱): اصلِ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے[1]، اعمالِ بدن تو اصلاً جزوِ ایمان نہیں[2]، رہا اقرار، اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا تو عنداللہ[3] مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اُس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو احکام دنیا میں کافر سمجھا جائے گا، نہ اُس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے، مگر عنداللہ مومن ہے اگر کوئی امر خلافِ اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔[4]

عقیدہ (۲): مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو، اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں[5]،.........

---

1 ...... في "المسايرة": (هو التصديق بالقلب فقط).

"فتاویٰ رضویہ"، جلد۱۴، ص۱۲۴ پر ہے: (ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے)۔

2 ...... في " شرح العقائد النسفية "، مبحث الإيمان: ص ۱۲۰۔۱۲۴: (أنّ الأعمال غير داخلة في الإيمان لما مرّ من أنّ حقيقة الإيمان هو التصديق).

في "الحديقة الندية "، ج۱، ص۲۸۲: (والأعمال بالجوارح خارجة عن حقيقته أي: حقيقة الإيمان).

3 ...... اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

4 ...... في "شرح العقائد النسفية"، وشرحه "النبراس"، ص ۲۵۰: " ((إنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا) من حرمة الدم والمال وصلاة الجنازة عليه ودفنه في مقابر المسلمين وههنا مذهب ثالث وهو أن الإقرار ليس بركن إلا عند الطلب فمن طلب منه الإقرار فسكت من غير عذر فهو كافر عند الله سبحانه (لما أن التصديق بالقلب أمر باطن لا بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله سبحانه وإن لم يكن مؤمناً في أحكام الدنيا) وهذا إذا لم يكن مباشراً لعلامات التكذيب وإلا فهو كافر عند الله أيضاً خلافاً لبعضهم).

وفي "الدر المختار": والإقرار شرط لإجراء الأحكام الدنيوية بعد الاتفاق على أنّه يعتقد متى طولب به أتى به، فإن طولب به فلم يقر فهو كفر عناد). "الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص۳٤۲.

5 ...... وفي "الدر المختار": (من هزل بلفظ كفر ارتد، وإن لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد). =

کہ بلا اِکراہِ شرعی (1) مسلمان کلمۂ کفر صادر نہیں کرسکتا، وہی شخص ایسی بات منہ پر لائے گا جس کے دل میں اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا اِنکار کردیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔ (2)

مسئلہ (۱): اگر معاذ اللہ کلمۂ کفر جاری کرنے پر کوئی شخص مجبور کیا گیا، یعنی اُسے مار ڈالنے یا اُس کا عضو کاٹ ڈالنے کی صحیح دھمکی دی گئی کہ یہ دھمکانے والے کو اس بات کے کرنے پر قادر سمجھے تو ایسی حالت میں اس کو رخصت دی گئی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ دل میں وہی اطمینانِ ایمانی ہو جو پیشتر تھا، مگر افضل جب بھی یہی ہے کہ قتل ہوجائے اور کلمۂ کفر نہ کہے۔ (3)

= وفي شرحه "رد المحتار": قوله: (من هزل بلفظ كفر) أي تكلم به باختياره غير قاصد معناه، وهذا لا ينافي ما مر من أنّ الإيمان هو التصديق فقط أو مع الإقرار؛ لأنّ التصديق وإن كان موجوداً حقيقة لكنه زائل حكماً؛ لأنّ الشارع جعل بعض المعاصي أمارة على عدم وجوده كالهزل المذكور، وكما لو سجد لصنم أو وضع مصحفاً في قاذورة فإنه يكفر وإن كان مصدّقاً؛ لأنّ ذلك في حكم التكذيب، كما أفاده في "شرح العقائد"، وأشار إلى ذلك بقوله: (للاستخفاف) فإن فعل ذلك استخفافاً واستهانة بالدين فهو أمارة عدم التصديق، ولذا قال في "المسايرة": وبالجملة فقد ضم إلى التصديق بالقلب، أو بالقلب واللسان في تحقيق الإيمان أمور، الإخلال بها إخلال بالإيمان اتفاقاً كترك السجود لصنم وقتل نبي والاستخفاف به، وبالمصحف والكعبة، وكذا مخالفة أو إنكار ما أجمع عليه بعد العلم به؛ لأنّ ذلك دليل على أن التصديق مفقود، ثم حقّق أن عدم الإخلال بهذه الأمور أحد أجزاء مفهوم الإيمان، فهو حينئذ التصديق والإقرار وعدم الإخلال بما ذكر، بدليل أنّ بعض هذه الأمور تكون مع تحقّق التصديق والإقرار. "رد المحتار"، ج٦، ص٣٤٣.

في "الخانية": (رجل كفر بلسانه طائعاً، وقلبه على الإيمان يكون كافراً ولا يكون عند الله تعالى مؤمناً).

"فتاوى قاضي خان"، كتاب السير، ج٢، ص٤٦٧. انظر للتفصيل "المسايرة"، ص٣٣٧-٣٥٧.

1 ...... بغیر شرعی مجبوری کے۔

2 ...... في "شرح العقائد النسفية"، ص١٢١: (إنّ التصديق ركن لا يحتمل السقوط أصلاً).

انظر "النبراس"، أن الإيمان في الشرع هو التصديق، ص٢٤٩-٢٥٠.

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: (بلا اکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر، اگرچہ دل میں اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو، اور عامۂ علماء فرماتے ہیں کہ: اس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ عند اللہ بھی کافر ہوجائے گا کہ اُس نے دین کو معاذ اللہ کھیل بنایا اور اُس کی عظمت خیال میں نہ لایا)۔

''فتاوی رضویہ''، ج۱۴، ص۳۹۳۔ وج۲۷، ص۱۲۵۔

اسی میں ہے: (جو بلا اکراہ کلمۂ کفر بکے بلا فرقِ نیت مطلقاً قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے)۔ ''فتاوی رضویہ''، ج۱۴، ص۶۰۰۔

3 ...... في "رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٤٦: ((ومكره عليها) أي: على الردة، والمراد الإكراه بملجىء من قتل أو قطع عضو أو ضرب مبرّح فإنّه يرخص له أن يظهر ما أمر به على لسانه وقلبه مطمئن بالإيمان).

مسئلہ (۲): عملِ جوارح[1] داخلِ ایمان نہیں[2]، البتہ بعض اعمال جو قطعاً مُنافیٔ ایمان ہوں اُن کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بُت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا اور قتلِ نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبۂ معظّمہ کی توہین اور کسی سنّت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کُفر ہیں۔[3]

وفي "التنوير" و"الدر المختار": (و) إن أكره (على الكفر) باللّٰه تعالى أو سب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم "مجمع" و"قدروي". (بقطع أو قتل رخص له أن يظهر ما أمر به) على لسانه ويوري (وقلبه مطمئن بالإيمان) ثم إن ورى لا يكفر وبانت امرأته قضاء لا ديانة، وإن خطر بباله التورية ولم يور كفر وبانت ديانة وقضاء "نوزال" و"جلالية" (ويؤجر لو صبر).

وفي شرحه "رد المحتار": قوله: (ويؤجر لو صبر) أي: يؤجر أجر الشهداء لما روي أنّ خبيباً وعماراً ابتليا بذلك فصبر خبيب حتى قتل، فسماه النبي صلى الله عليه وسلم سيد الشهداء وأظهر عمار وكان قلبه مطمئناً بالإيمان، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ((فإن عادوا فعُد))، أي: إن عاد الكفار إلى الإكراه فعد أنت إلى مثل ما أتيت به أولاً من إجراء كلمة الكفر على اللسان وقلبك مطمئن بالإيمان، ابن كمال وقصتهما شهيرة). "رد المحتار"، كتاب الإكراه، ج٩، ص٢٢٦-٢٢٨.

وفي "الفتاوى الهندية"، كتاب الإكراه، الباب الثاني... إلخ، ج٥، ص٣٨: (وإن أكره على الكفر باللّٰه تعالى أو سبّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بقتل أو قطع، رخص له إظهار كلمة الكفر والسبّ فإن أظهر ذلك وقلبه مطمئن بالإيمان فلا يأثم وإن صبر حتى قتل كان مثابا).

1 ...... اعضاء کے عمل۔

2 ...... قد سبق تخريج هذه المسألة في العقيدة الأولى، ص١٧٣.

3 ...... في "شرح العقائد النسفية": ص١٠٩ - ١١٠ : (إنّ حقيقة الإيمان هو التصديق القلبي فلا يخرج المؤمن عن الاتصاف به إلّا بما ينافيه، ومجرد الإقدام على الكبيرة لغلبة شهوة أو حميّة أو أنفة أو كسل خصوصاً إذا اقترن به خوف العقاب ورجاء العفو والعزم على التوبة لاينافيه نعم إذا كان بطريق الاستحلال والاستخفاف كان كفراً لكونه علامة للتكذيب ولا نزاع في أنّ من المعاصي ما جعله الشارع أمارة للتكذيب وعلم كونه كذلك بالأدلة الشرعية كسجود الصنم وإلقاء المصحف في القاذورات والتلفظ بكلمات الكفر ونحو ذلك مما تثبت بالأدلة أنّه كفر).

وفي "المسامرة" و"المسايرة"، ص٣٥٤ : (يكفر من استخفّ بنبي أو بالمصحف أو بالكعبة، وهو مقتضٍ لاعتبار تعظيم كل منها ؛ لأنّ اللّٰه جعله في رتبة عليا من التعظيم غير أنّ الحنفية اعتبروا من التعظيم المنافي للاستخفاف بما عظمه اللّٰه تعالى ما لم يعتبره غيرهم، (ولاعتبار التعظيم المنافي للاستخفاف) المذكور (كفّر الحنفية) أي: حكموا بالكفر (بألفاظ كثيرة وأفعال تصدر من المتهتكين) الذين يجترئون بهتك حرمات دينية (لدلالتها) أي: لدلالة تلك الألفاظ والأفعال (على

یو ہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں، جیسے زُنّار[1] باندھنا، سر پر چُوٹیا[2] رکھنا، قَشْقَہ[3] لگانا، ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔[4] تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سرِ نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔[5]

عقیدہ (۳): جس چیز کی حِلّت نصِّ قطعی سے ثابت ہو[6] اُس کو حرام کہنا اور جس کی حُرمت یقینی ہو اسے حلال بتانا

الاستخفاف بالدين، كالصلاة بلا وضوء عمداً، بل) قد حكموا بالكفر (بالمواظبة على ترك سنة استخفافاً بها بسبب أنّها إنّما فعلها النبي زيادة، أو استقباحها) بالجر عطفاً على المواظبة: أي: بل قد كفّر الحنفية من استقبح سنة (كمن استقبح من) إنسان (آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه أو) استقبح منه (إحفاء شاربه).

وانظر "منح الروض الأزهر"، ص۱۵۲، و"رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص۳٤۳.

1...... وہ دھاگہ یا ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں، اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔ ''اردو لغت تاریخی اصول پر''، ج۱۱، ص۱۶۲۔

2...... وہ چند بال جو بچے کے سر پر منت مان کر ہندو رکھتے ہیں۔ "فرهنگ آصفيه"، ج۱، ص۱۰٤۔

3...... پیشانی پر صندل یا زعفران کے دو نشانات، ٹیکا، تلک جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں۔ ''اردو لغت تاریخی اصول پر''، ج۱۴، ص۲۵۴۔

4...... في "منح الروض الأزهر" للقارئ، فصل في الكفر صريحا وكناية، ص۱۸۵: (ولو شد الزنار على وسطه أو وضع الغل على كتفه فقد كفر، أي: إذا لم يكن مكرهاً في فعله، وفي "الخلاصة": ولو شد الزنار قال أبو جعفر الأستروشني: إن فعل لتخليص الأسارى لا يكفر، وإلا كفر).

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: ''اگر وہ وضع اُن کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنار، قشقہ، چٹیا، چلیپا، تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا كما سمعت آنفاً''۔ (''فتاوی رضویہ''، جلد۲۴، ص۵۳۲)۔

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: ''ماتھے پر قشقہ تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے''۔ (''فتاوی رضویہ''، جلد۲۴، ص۵۴۹)۔

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: ''قشقہ ضرور شعارِ کفر و منافیِ اسلام ہے جیسے زُنار، بلکہ اس سے زائد کہ وہ جسم سے جدا ایک ڈورا ہے جو اکثر کپڑوں کے نیچے چھپا رہتا ہے اور یہ خاص بدن پر اور بدن میں بھی کہاں چہرے پر، اور چہرے میں کس جگہ ماتھے پر جو ہر وقت چمکے اور دور سے کھلے حرفوں میں منہ پر لکھا دکھائے کہ هذا من الكافرين''۔ (''فتاوی رضویہ''، ج۱۴، ص۳۹۳)۔

5...... في "العقود الدرية"، باب الردة والتعزير، ج۱، ص۱۰۱: (وقال في "البزازية": ولو ارتد -والعياذ بالله تعالى- تحرم امرأته ويجدّد النكاح بعد إسلامه ويعيد الحج... إلخ).

6...... جس چیز کا حلال ہونا ایسی صریح واضح اور یقینی دلیل سے ہو جس میں تاویل و توجیہ کی کوئی گنجائش ہی نہ ہو۔

کفر ہے، جبکہ یہ حکم ضروریاتِ دین سے ہو، یا منکر اس حکمِ قطعی سے آگاہ ہو۔[1]

مسئلہ (۱): اُصولِ عقائد میں تقلید جائز نہیں بلکہ جو بات ہو یقینِ قطعی کے ساتھ ہو، خواہ وہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو، اس کے حصول میں بالخصوص علمِ استدلالی[2] کی حاجت نہیں، ہاں! بعض فروعِ عقائد میں تقلید ہوسکتی ہے[3]،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

---

❶...... في "منح الروض الأزهر"، استحلال المعصية، ص١٥٢: (إذا اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حرمته لعينه وقد ثبت بدليل قطعي يكفر وإلّا فلا بأن تكون حرمته لغيره أو ثبت بدليل ظنيّ، وبعضهم لم يفرّق بين الحرام لعينه ولغيره، فقال: من استحلّ حراماً وقد علم في دين النبي صلى الله عليه وسلم تحريمه كنكاح ذوي المحارم أو شرب الخمر أو أكل ميتة أو دم أو لحم خنزير من غير ضرورة فكافر).

فيه في فصل في الكفر صريحا وكناية، ص١٨٨: (ومن استحلّ حراماً وقد علم تحريمه في الدين: أي: ضرورة، كنكاح المحارم أو شرب الخمر أو أكل الميتة والدم ولحم الخنزير أي: في غير حال الاضطرار ومن غير إكراه بقتل أو ضرب فظيع لا يحتمله، وعن محمد رحمه الله بدون الاستحلال ممن ارتكب كفر، أي: في رواية شاذة عنه ولعلها محمولة على مرتكب نكاح المحارم فإن سياق الحال يدل على الاستحلال لبقية المحرمات، والله أعلم بالأحوال، قال: والفتوى على الترديد إن استعمل مستحلاً كفر وإلّا، لا).

في "تفسير الخازن"، ج١، ص٤٦٨: (وقيل: إنّ من أحل ما حرم الله أو حرم ما أحل الله أو جحد بشيء مما أنزل الله فقد كفر بالله وحبط عمله المتقدم).

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: ''کتبِ عقائد میں تصریح ہے کہ تحلیل حرام وتحریم حلال دونوں کفر ہیں یعنی جو شے مباح ہو جسے اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا اسے ممنوع جاننے والا کافر ہے جبکہ اس کی اباحت وحلت ضروریاتِ دین سے ہو یا کم از کم حنفیہ کے طور پر قطعی ہو ورنہ اس میں شک نہیں کہ بے منع خدا اور رسول منع کرنے والا شریعتِ مطہرہ پر افتراء کرتا ہے اور اللہ عزوجل پر بہتان اٹھاتا ہے اور اس کا ادنی درجہ فسق شدید وکبیرہ وخبیثہ ہے۔

قال الله تعالى: ﴿**وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ**﴾ اور جو کچھ تمھاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں (اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ) یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو (یاد رکھو) جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔ (ت)

وقال الله تعالى (نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ت): ﴿**اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ**﴾۔

اللہ تعالیٰ کے ذمے وہی لوگ جھوٹا الزام لگاتے ہیں (جو درحقیقت) ایمان نہیں رکھتے (ت)۔("الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص١٧٥).

❷...... وہ علم جو دلیل کا محتاج ہو۔

❸...... في "تفسير روح البيان"، پ١٧، الأنبياء، تحت الآية: ٥٣-٥٤، ج٥، ص٤٩١: ﴿**قَالُوْا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ**﴾ واعلم أنّ التقليد قبول قول الغير بلا دليل وهو جائز في الفروع والعمليات ولا يجوز

في أصول الدين والاعتقاديات بل لا بد من النظر والاستدلال لكن إيمان المقلد صحيح عند الحنفية والظاهرية وهو الذى اعتقد جميع ما وجب عليه من حدوث العالم ووجود الصانع وصفاته وإرسال الرسل وما جاؤوا به حقاً من غير دليل؛ لأنّ النبي عليه السلام قبل إيمان الأعراب والصبيان والنسوان والعبيد والإماء من غير تعليم الدليل ولكنه يأثم بترك النظر والاستدلال لوجوبه عليه).

وفي "تفسير روح البيان"، پ٢٥، الزخرف، تحت الآية: ٢٢: ﴿بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ ج٨، ص٣٦١: وفيه ذم للتقليد وهو قبول قول الغير بلا دليل وهو جائز في الفروع والعمليات ولا يجوز في أصول الدين والاعتقاديات بل لا بد من النظر والاستدلال لكن إيمان المقلد صحيح عند الحنفية والظاهرية وهو الذى اعتقد جميع ما وجب عليه من حدوث العالم ووجود الصانع وصفاته وإرسال الرسل وما جاؤا به حقاً من غير دليل؛ لأن النبى عليه السلام قبل إيمان الأعراب والصبيان والنسوان والعبيد والإماء من غير تعليم الدليل ولكن المقلد يأثم بترك النظر والاستدلال لوجوبه عليه، والمقصود من الاستدلال هو الانتقال من الأثر إلى المؤثر ومن المصنوع إلى الصانع تعالى بأي وجه كان، لا ملاحظة الصغرى والكبرى وترتيب المقدمات للإنتاج على قاعدة المعقول فمن نشأ في بلاد المسلمين وسبح الله عند رؤية صنائعه فهو خارج عن حد التقليد كما في فصل الخطاب والعلم الضروري أعلى من النظري؛ إذ لا يزول بحال وهو مقدمة الكشف والعيان وعند الوصول إلى الشهود لا يبقى الاحتياج إلى الواسطة.

''فتاوی رضویہ''، ج۲۹،ص۲۱۵ میں ہے:''جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں کتاب سنت، اجماع قیاس،عقائد میں چار اصول ہیں کتاب،سنت،سوادِاعظم،عقل صحیح، تو جو ان میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلیداً اہل سنت ہی سوادِاعظم اسلام ہیں،تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوالِ آئمہ سے استناد اسی معنیٰ پر ہے کہ یہ اہلسنت کا مذہب ہے ولہذا ایک دو دس بیس علماء کبارہی سہی اگر جمہور وسوادِاعظم کے خلاف لکھیں گے اس وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں،اس دلیل اعنی سوادِاعظم کی طرف ہدایت اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے، ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب وسنت سے ثابت کرے عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سوادِاعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں،صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی بد مذہب تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بد مذہب ملاکر کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے للہ الحمد فقہ میں جس طرح اجماع اقوی الادلہ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں اگرچہ وہ اپنی رائے میں کتاب وسنت سے اس کا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یا فہم کی خطا ہے یا یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اگرچہ مجتہد کو اس کا ناسخ نہ معلوم ہو یونہی اجماع امت تو شئے عظیم ہے سوادِاعظم یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الادلہ ہے کتاب وسنت سے اس کا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے حق سوادِاعظم کے ساتھ ہے اور ایک معنی پر یہاں اقوی الادلہ عقل ہے

اِسی بنا پر خود اہلِ سنّت میں دو گروہ ہیں: ''ماتُرِیدیہ'' کہ امام علم الہدیٰ حضرت ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1] کے متبع ہوئے اور ''اَشاعرہ'' کہ حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ[2] کے تابع ہیں، یہ دونوں جماعتیں اہلِ سنّت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں، آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے۔[3]

کہ اور دلائل کی حجیت بھی اسی سے ظاہر ہوئی ہے مگر محال ہے کہ سوادِ اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی کے خلاف ہو یہ گنتی کے جملے ہیں مگر بحمدہ تعالیٰ بہت نافع وسودمند، فعضوا علیها بالنواجذ (پس ان کو مضبوطی سے داڑھوں کے ساتھ پکڑ لو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم''۔

1...... آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی حنفی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''امام المتکلمین'' اور ''امام الھدیٰ'' کے لقب سے مشہور ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عقائدِ مسلمین کی وضاحت اور باطل عقیدہ والوں کی تردید میں کئی کتب تصنیف فرمائی جن میں سے بعض کتابوں کے نام یہ ہیں: ''کتاب التوحید''، ''کتاب المقالات''، ''کتاب ردّ دلائل الکعبی'' اور ''کتاب تاویلات القرآن''، آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو ''سمرقند'' کے ایک محلّہ ''ماتُرید'' کی طرف نسبت کی وجہ سے ''ماتریدی'' کہا جاتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳۳۳ ہجری میں ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سمرقند میں ہے۔ ("الفوائد البهية"، ص ۲۵۵، "هدية العارفين"، ج۲، ۳۶۔۳۷، "معجم المؤلفين"، ج ۳، ص ۶۹۲)۔

2...... آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابوالحسن علی بن اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن عبداللہ بن بلال ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب صحابیٔ رسول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر متکلمینِ اہل سنت کے رئیس ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کو ''اشاعرہ'' کہا جاتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی کتب تصنیف فرمائی جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: ''الفصول في الرد علی الملحدین والخارجین عن الملۃ''، ''الرد علی المجسمۃ''، ''کتاب مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین''، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳۲۴ ہجری میں بغداد میں ہوا۔

("النبراس"، ص۲۰، "سير أعلام النبلاء"، ج۱۱، ص۵٤۱ "معجم المؤلفين"، ج۲، ص٤۰۵، "الأعلام" للزركلي، ج٤، ص۲٦۳)۔

3...... في "البريقة المحمودية"، الباب الأول، النوع الثاني، ج۱، ص۲۰۰: (عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: ((ليأتين على أمتي ما أتى على بني إسرائيل حذو النعل بالنعل حتى إن كان منهم من أتى أمه علانية لكان في أمتي من يصنع ذلك وإن بني إسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلّا ملة واحدة)) قالوا: ومن هي يا رسول الله قال: ((ما أنا عليه وأصحابي)) وهي أهل السنة والجماعة من الماتريدية والأشاعرة، فإن قيل: كل فرقة تدعي أنّها أهل السنة والجماعة، قلنا: ذلك لا يكون بالدعوى بل بتطبيق القول والفعل وذلك بالنسبة إلى زماننا إنما يمكن بمطابقة صحاح الأحاديث ككتب الشيخين وغيرهما من الكتب التي أجمع على وثاقتها كما في "المناوي"، فإن قيل: فما حال الاختلاف بين الأشاعرة والماتريدية؟ قلنا: لاتحاد أصولهما لم يعد مخالفة معتدة؛ إذ خلاف كل فرقة لا يوجب تضليل الأخرى ولا تفسيقها فعدتا ملة واحدة، وأما الخلاف في الفرعيات وإن كان كثرة اختلاف صورة لكن مجتمعة في عدم مخالفة الكل كتاباً نصاً ولا سنة قائمة ولا)۔

اِن کا اختلاف حنفی، شافعی کا سا ہے، کہ دونوں اہلِ حق ہیں، کوئی کسی کی تضلیل وتفسیق نہیں کرسکتا۔[1]

مسئلہ (۲): ایمان قابلِ زیادتی ونقصان نہیں، اس لیے کہ کمی بیشی اُس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی، چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق، کَیف یعنی ایک حالتِ اِذعانیہ۔[2] بعض آیات میں ایمان کا زیادہ ہونا جو فرمایا ہے اُس سے مراد مُؤمَن به و مُصدَّق به ہے، یعنی جس پر ایمان لایا گیا اور جس کی تصدیق کی گئی کہ زمانۂ نزولِ قرآن میں اس کی کوئی حد معیّن نہ تھی، بلکہ احکام نازل ہوتے رہتے اور جو حکم نازل ہوتا اس پر ایمان لازم ہوتا، نہ کہ خود نفسِ ایمان بڑھ گھٹ جاتا ہو، البتہ ایمان قابلِ شدّت وضُعف ہے کہ یہ کَیف کے عوارض سے ہیں۔[3] ---------

---

في "شرح المقاصد"، الفصل الثالث: في الأسماء والأحكام، المبحث الثامن حكم المؤمن والكافر والفاسق، ج٣، ص٤٦٤ـ٤٦٥: (والمشهور من أهل السنة في ديار "خراسان" و"العراق" و"الشام" وأكثر الأقطار هم الأشاعرة أصحاب أبي الحسن، علي بن إسماعيل بن إسحق بن سالم بن إسماعيل بن عبد الله بن بلال بن أبي بردة بن أبي موسى الأشعري صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أول مَن خالف أبا علي الجبائي، ورجع عن مذهبه إلى السنّة، أي: طريقة النبي صلى الله عليه وسلم والجماعة أي: طريقة الصحابة. وفي ديار "ما وراء النهر" الماتريدية أصحاب أبي منصور الماتريدي تلميذ أبي نصر العياض، تلميذ أبي بكر الجوزجاني صاحب أبي سليمان الجوزجاني، تلميذ محمد بن الحسن الشيباني رحمه الله و"ماتريد" من قرى "سمرقند"، وقد دخل الآن فيها بين الطائفتين اختلاف في بعض الأصول، كمسألة التكوين، ومسألة الاستثناء في الإيمان، ومسألة إيمان المقلد وغير ذلك. والمحققون من الفريقين لا ينسبون أحدهما إلى البدعة والضلالة خلافاً للمبطلين المتعصبين)، انظر"مجموعة حواشي البهية"، "حاشيه المحقق مولانا عصام الدين على شرح العقائد النسفيه"، ج٢، ص ٣١۔

وانظر "حاشية العلامة مولانا ولي الدين على حاشيه المحقق مولانا عصام الدين، ج٢، ص٣١، و"النبراس"، بيان اختلاف الأشعرية والماتريدية، ص٢٢، و"رد المحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضول مع وجود الأفضل، ج١، ص١١٩۔

1...... یعنی گمراہ اور فاسق نہیں کہہ سکتا۔

2...... تصدیق، اعتماد و یقین کی ایک کیفیت کا نام ہے۔

3...... في "شرح العقائد النسفيه"، ص١٢٥ـ١٢٧: (إنّ حقيقة الإيمان لا تزيد ولا تنقص لما مر من أنّها التصديق القلبي الذي بلغ حد الجزم والإذعان وهذا لا يتصور فيه زيادة ولا نقصان حتى إنّ من حصل له حقيقة التصديق فسواء أتى بالطاعات أو ارتكب المعاصي فتصديقه باق على حاله لا تغير فيه أصلا والآيات الدالة على زيادة الإيمان محمولة على ما ذكره أبو حنيفة أنهم كانوا آمنوا في الجملة ثم يأتي فرض بعد فرض وكانوا يؤمنون بكل فرض خاص وحاصله أنه كان يزيد بزيادة ما يجب به

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تنہا ایمان اس اُمت کے تمام افراد کے مجموع ایمانوں پر غالب ہے۔[1]

عقیدہ (۴): ایمان وکفر میں واسطہ نہیں[2]، یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر، تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان[۱] ہو نہ کافر۔

الإيمان .... وقال بعض المحققين: لا نسلم أنّ حقيقة التصديق لا تقبل الزيادة والنقصان بل تتفاوت قوة وضعفاً)۔

وانظر للتفصيل " النبراس"، والإيمان لا يزيد ولا ينقص، ص۲۵۷۔

وانظر رسالة إمام أهل السنة رحمه الله تعالى **"الزلال الأنقى من بحر سبقة الأتقى"**، ج۲۸، ص۵۹۸۔۵۹۹۔

1...... ((عن هزيل بن شرحبيل، قال: قال عمر بن الخطاب رضى الله عنه : لووزن إيمان أبي بكر بإيمان أهل الأ رض لرجح بهم))۔ ("شعب الإيمان"، باب القول في زيادة الإيمان ونقصانه... إلخ، الحديث: ۳۶، ج۱، ص۶۹)۔

2...... قال الإمام الرازي تحت هذه الآية: ﴿**اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا**﴾... إلخ في "التفسير الكبير"، ج۶، ص۲۰۶: (احتج أصحابنا بهذه الآية على أنه لا واسطة بين أن يكون المكلف مؤمناً وبين أن يكون كافراً ، لأنه تعالى اقتصر في هذه الآية على ذكر هذين القسمين)۔

في" تفسير البيضاوی"، پ۵، النساء: ۱۴۶، ج ۲، ص۲۷۳۔۲۷۴ : ﴿ **اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ** ﴾ بأن يؤمنوا بالله ويكفروا برسله ﴿ **وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ**﴾ نؤمن ببعض الأنبياء ونكفر ببعضهم، ﴿**وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً** ﴾ طريقاً وسطاً بين الإيمان والكفر، لا واسطة؛ إذ الحق لا يختلف فإن الإيمان بالله سبحانه وتعالى لا يتمّ إلّا بالإيمان برسله وتصديقهم فيما بلغوا عنه تفصيلاً أو إجمالاً، فالكافر ببعض ذلك كالكافر بالكل في الضلال كما قال الله تعالى: ﴿**فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ**﴾۔

وفي "تفسير النسفي"، ص۲۶۲، تحت الآية: ﴿**وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً** ﴾ (أي: ديناً وسطاً بين الإيمان والكفر ولا واسطة بينهما)۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں:

(اقول وباللہ التوفیق: توضیح اس دلیل کی علی حسب مرامھم (ان کے مقاصد کے مطابق۔ت) یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں، نہ ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہو سکیں، فإنّ الكفر والإسلام على طرفي النقيض بالنسبة إلى الإنسان لا يجتمعان أبداً ولا يرتفعان قال تعالى: ﴿ **اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا** ﴾ [پ۳۰، الدهر: ۳]، وقال تعالى: ﴿ **مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ**﴾ [پ۲۱، الأحزاب: ٤]۔ "الفتاوی الرضوية"، ج۶، ص۷۱۲۔

۱...... ہاں یہ ممکن ہے کہ ہم بوجہ شبہ کے کسی کو نہ مسلمان کہیں نہ کافر جیسے یزید پلید و اسمٰعیل دہلوی۔۱۲ منہ

مسئلہ: نفاق کہ زبان سے دعویٔ اسلام کرنا اور دل میں اسلام سے انکار، یہ بھی خالص کفر ہے [1]، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ [2] حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفرِ باطنی پر قرآن ناطق ہوا [3]، نیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہے۔ [4] اب اِس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت قطع [5] کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا، کہ ہمارے سامنے جو دعویٔ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے، جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو مُنافیِ ایمان ہے نہ صادر ہو، البتہ نفاق کی ایک شاخ اِس زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بد مذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے تو دعویٔ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین کا انکار بھی ہے۔

---

1 ...... في "تفسير الخازن"، ج١، ص٢٦: (وكفر نفاق، وهو أن يقرّ بلسانه ولا يعتقد صحة ذلك بقلبه).

وفي "تفسير النسفي"، البقرة، تحت الآية: ٨، ص٢٤: (ثم ثلث بالمنافقين الذين آمنوا بأفواههم ولم تؤمن قلوبهم وهم أخبث الكفرة؛ لأنهم خلطوا بالكفر استهزاء وخداعا).

2 ...... ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا﴾ (پ٥، النسآء: ١٤٥).

3 ...... ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ﴾ (پ١١، التوبة: ١٠١).

4 ...... عن ابن عباس، في قوله: ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ﴾ [التوبة: ١٠١]، قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم جمعة خطيباً، فقال: ((قم يا فلان فاخرج؛ فإنّك منافق، اخرج يا فلان فإنك منافق))، فأخرجهم بأسمائهم ففضحهم، ولم يكن عمر بن الخطاب شهد تلك الجمعة كانت له، فلقيهم عمر وهم يخرجون من المسجد فاختبأ منهم استحياء أنه لم يشهد الجمعة، وظنّ أنّ الناس قد انصرفوا، واختبئوا هم من عمر، وظنوا أنه قد علم بأمرهم، فدخل عمر المسجد فإذا الناس لم ينصرفوا. فقال له رجل: أبشر يا عمر فقد فضح الله المنافقين اليوم، فهذا العذاب الأول، والعذاب الثاني عذاب القبر)).

("المعجم الأوسط"، من اسمه أحمد، الحديث: ٧٩٢، ج١، ص٢٣١).

5 ...... یعنی یقین۔

عقیدہ (۵): شرک کے معنی غیرِ خدا کو واجبُ الوجود یا مستحقِ عبادت جاننا، یعنی اُلوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا[1] اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے، اس کے سوا کوئی بات اگرچہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں، ولہٰذا شرعِ مطہّر نے اہلِ کتاب کفّار کے احکام مشرکین کے احکام سے جدا فرمائے، کتابی کا ذبیحہ حلال، مشرک کا مُردار، کتابیہ سے نکاح ہوسکتا ہے، مشرکہ سے نہیں ہوسکتا۔[2]

1...... فـي "شـرح الـعـقـائد النسفية"، مبحث الأفعال كلها بخلق اللّٰه تعالى، ص٧٨: (الإشتراك هو إثبات الشريك في الألوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس أو بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الأصنام).

وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص١٣١.

2...... ﴿**اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ**﴾(پ٦، المائدة: ٥).

وفي "تفسير الخازن"، المائدة: ٥، ج١، ص٤٦٧ـ٤٦٨: (﴿**وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ**﴾ يعني: وذبائح أهل الكتاب حلّ لكم وهم اليهود والنصارى ومن دخل في دينهم من سائر الأمم قبل مبعث النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فأما من دخل في دينهم بعد مبعث النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وهو متنصر والعرب من بني تغلب فلا تحل ذبيحته روي عن علي بن أبي طالب قال: لا تأكل من ذبائح نصارى العرب بني تغلب فإنهم لم يتمسكوا بشيء من النصرانية إلا بشرب الخمر، وبه قال ابن مسعود،...... وأجمعوا على تحريم ذبائح المجوس وسائر أهل الشرك من مشركي العرب وعبدة الأصنام ومن لا كتاب له.

وقوله تعالى: ﴿**وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ**﴾ يعني: وأحلّ لكم المحصنات من أهل الكتاب اليهود والنصارى قال ابن عباس: يعني: الحرائر من أهل الكتاب).

انظر التفصيل لهذه المسألة في رسالة الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن المسماة بـ"**إعلام الأعلام بأنّ هندوستان دار السلام**"، "الفتاوى الرضوية، ج١٤، من ص١١٦ إلى ١٢٢.

﴿**وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ**﴾ (پ٢، البقرة: ٢٢١).

وفي "تفسير الخازن"، البقرة: ٢٢١، ج١، ص١٦٠: (ومعنى الآية ولا تنكحوا أيها المؤمنون المشركات حتى يؤمن أي: يصدقن باللّٰه ورسوله وهو الإقرار بالشهادتين والتزام أحكام المسلمين).

انظر "الدرالمختار" و"رد المحتار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، مطلب: مهم في وطء السراري اللاتي... إلخ، ج٤، ص١٣٢ تا ١٣٤. وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٦٢١،٦٢٢.

امام شافعی کے نزدیک کتابی سے جزیہ[1] لیا جائے گا، مشرک سے نہ لیا جائے گا[2] اور کبھی شرک بول کر مطلق کفر مراد لیا جاتا ہے۔ یہ جو قرآنِ عظیم میں فرمایا: کہ ''شرک نہ بخشا جائے گا۔''[3] وہ اسی معنی پر ہے، یعنی اَصلاً کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی، باقی سب گناہ اللہ عزوجل کی مشیت پر ہیں، جسے چاہے بخش دے۔[4]

---

1 ...... اسلامی حکومت میں اہلِ کتاب یعنی عیسائیوں اور یہودیوں سے سالانہ ٹیکس۔

2 ...... في "تفسير الخازن"، تحت الآية: ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ التوبة: ٢٩، ج٢، ص٢٣٠: (فذهب الشافعي إلى أنّ الجزية على الأديان لا على الأنساب فتؤخذ من أهل الكتاب عرباً كانوا أو عجماً ولا تؤخذ من عبدة الأوثان). و"الهداية"، كتاب السير، باب الجزية، الجزء الثاني، ج١، ص٤٠١.

و"فتح القدير"، كتاب السير، باب الجزية، ج ٥، ص٢٩١-٢٩٢.

و"البناية في شرح الهداية"، كتاب السير، باب الجزية، ج٩، ص٣٤٦-٣٤٧.

3 ...... ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾، (پ٥، النسآء: ٤٨).

4 ...... ﴿ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (پ٥، النسآء: ٤٨).

في "تفسير روح البيان"، ج٢، ص٢١٨: (﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾ أي: لا يغفر الكفر ممن اتصف به بلا توبة وإيمان؛ لأنّ الحكمة التشريعية مقتضية لسدّ باب الكفر وجواز مغفرته بلا إيمان مما يؤدي إلى فتحه ولأنّ ظلمات الكفر والمعاصي إنّما يسترها نور الإيمان فمن لم يكن له إيمان لم يغفر له شيء من الكفر والمعاصي ﴿ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ أي: ويغفر ما دون الشرك في القبح من المعاصي صغيرة كانت أو كبيرة تفضلاً من لدنه وإحساناً من غير توبة عنها لكن لا لكل أحد بل ﴿لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ أن يغفر له ممن اتصف به فقط أي: لا بما فوقه).

وفي "روح المعاني"، الجزء الخامس، ص٦٨: (والشرك يكون بمعنى اعتقاد أنّ للّٰه تعالى شأنه شريكاً إما في الألوهية أو في الربوبية، وبمعنى الكفر -مطلقاً وهو المراد هنا-).

في "شرح العقائد النسفية"، ص١٠٧-١٠٨: (الكبيرة وقد اختلف الروايات فيها فروى ابن عمر أنّها تسعة: الشرك باللّٰه...إلخ).

وفي "مجموعة الحواشي البهية"، "حاشية عصام الدين" تحت هذه العبارة، ج٢، ص٢١٨: (المراد مطلق الكفر وإلاّ لورد أنواع الكفر غيره).

في "عمدة القارئ شرح صحيح البخاري"، ج١، ص٣٠٥: (المراد بالشرك في هذه الآية الكفر؛ لأنّ من جحد نبوة محمد صلى اللّٰه عليه وسلم مثلاً كان كافراً ولو لم يجعل مع اللّٰه إلهاً آخر والمغفرة منتفية عنه بلا خلاف وقد يرد الشرك ويراد به ما هو أخص من الكفر كما في قوله تعالى: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ ﴾).

وانظر "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٧٦-٢٧٧.

عقیدہ (۶): مرتکبِ کبیرہ مسلمان ہے[1] اور جنت میں جائے گا، خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرما دے، یا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد، یا اپنے کیے کی کچھ سزا پا کر، اُس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔[2]

مسئلہ: جو کسی کافر کے لیے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی[3] کہے، وہ خود کافر ہے۔[4]

عقیدہ (۷): مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا، تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کُفر میں شک کیا جائے، کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔[5]

1...... في "العقائد" لعمر النسفي، ص ۲۲۱: (والكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخله في الكفر، والله تعالى لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء من الصغائر والكبائر).

في "شرح العقائد النسفية"، ص ۱۱۲: (إنّ مرتكب الكبيرة ليس بكافر والإجماع المنعقد على ذلك على ما مرّ).

''فتاویٰ رضویہ''، ج۲۱، ص۱۳۱ پر ہے: ''اہلسنت کا اجماع ہے کہ مومن کسی کبیرہ کے سبب اسلام سے خارج نہیں ہوتا''۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۵، ص ۱۰۱).

2...... في "العقائد" لعمر النسفي، ص ۲۲۱: (وأهل الكبائر من المؤمنين لا يخلدون في النار).

في "شرح العقائد النسفية"، ص ۱۱۷: (وأهل الكبائر من المؤمنين لا يخلدون في النار وإن ماتوا من غير توبة لقوله تعالى: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾... إلخ. في "عمدة القاري"، ج۱، ص ۳۰۵: (مذهب أهل الحق على أنّ من مات موحداً لا يخلد في النار وإن ارتكب من الكبائر غير الشرك ما ارتكب وقد جاءت به الأحاديث الصحيحة منها قوله عليه السلام: ((وإن زنى وإن سرق)). وانظر "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۷۶.

3...... جنّتی۔

4...... ''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: (کافر کے لیے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفرِ خالص وتکذیبِ قرآن عظیم ہے کمافی ''العالمگیریہ'' وغیرھا)۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۲۱، ص۲۲۸).

5...... جو کسی منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے، امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہ ''شفا شریف'' میں فرماتے ہیں: الإجماع على كفر من لم يكفر أحداً من النصارى واليهود و كلّ من فارق دين المسلمين أو وقف في تكفيرهم أو شك، قال القاضي أبو بكر: لأن التوقيف والإجماع اتفقا على كفرهم فمن وقف في ذلك فقد كذب النص والتوقيف أو شك فيه، والتكذيب والشك فيه لا يقع إلا من كافر. یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو یہود ونصاریٰ یا مسلمانوں کے دین سے جدا ہونیوالے کو کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے، امام قاضی ابوبکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوصِ شرعیہ واجماعِ امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص وشریعت کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔ =

خاتمہ پر بِنا روزِ قیامت اور ظاہر پر مدارِ حکمِ شرع ہے، اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مثلاً یہودی یا نصرانی یابُت پرست مر گیا تو یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر مرا، مگر ہم کو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حکم یہی ہے کہ اُسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی میں اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لیے ہیں، مثلاً میل جول، شادی بیاہ، نمازِ جنازہ، کفن دفن، جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں اور خاتمہ کا حال علمِ الٰہی پر چھوڑیں، جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہو اور اُس سے کوئی قول وفعل خلافِ ایمان نہ ہو، فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں، اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔

اِس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''میاں...! جتنی دیر اسے کافر کہو گے، اُتنی دیر اللہ اللہ کرو کہ یہ ثواب کی بات ہے۔'' اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کرلو...؟! مقصود یہ ہے کہ اُسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً کافر کہو،

= اسی میں ہے: كفر من لم يكفر من دان بغير ملة الإسلام أو وقف فيهم أو شك أو صحح مذهبهم وإن أظهر الإسلام واعتقد إبطال كل مذهب سواه فهو كافر بإظهار ما أظهر من خلاف ذلك، اهـ ملخصاً۔

یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا اھ ملخصا۔ "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٤٤٣۔٤٤٤.

وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج١١، ص٣٧٨.

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: (اللہ عزوجل نے کافر کو کافر کہنے کا حکم دیا: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ [پ٣٠، الكافرون: ١] (اے نبی فرمادیجئے اے کافرو!) ہاں کافر ذمی کہ سلطنت اِسلام میں مطیع الاسلام ہوکر رہتا ہے اسے کافر کہہ کر پکارنا منع ہے اگر اسے ناگوار ہو۔

''درمختار'' میں ہے: (شتم مسلم ذمياً عزر، وفي "القنية": قال ليهودي أو مجوسي: يا كافر يأثم إن شق عليه)۔

کسی مسلمان نے کسی ذمی کافر کو گالی دی تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی، ''قنیہ'' میں ہے کسی یہودی یا آتش پرست کو ''اے کافر'' کہا تو کہنے والا گنہگار ہوگا اگر اسے ناگوار گزرا، (ت)۔ ("الدر المختار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج٦، ص١٢٣، ملتقطاً)۔

یوں ہی غیر سلطنت اسلام میں جبکہ کافر کو ''او کافر'' کہہ کر پکارنے میں مقدمہ چلتا ہو۔

فإنه لا يحل لمسلم أن يذل نفسه إلا بضرورة شرعية۔

تو کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے مگر جبکہ کوئی شرعی مجبوری ہو۔ (ت)۔

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کافر کو کافر نہ جانے یہ خود کفر ہے۔ =

نہ یہ کہ اپنی صُلحِ کل سے [1] اس کے کُفر پر پردہ ڈالو۔

تنبیہ ضروری: حدیث میں ہے:

((سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي ثَلٰثًا وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً.))

''یہ امت تہتّر فرقے ہوجائے گی، ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی۔''

صحابہ نے عرض کی:

''مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟''

= من شك في عذابه و كفره فقد كفر. جس نے ان کے عذاب اور کفر میں شک کیا تو وہ بلا شبہ کافر ہوگیا۔(ت)

("الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦-٣٥٧).

اسی طرح جب کسی کافر کی نسبت پوچھا جائے کہ وہ کیسا ہے اس وقت اس کا حکم واقعی بتانا واجب ہے، حدیث میں ہے:

((أترعون من ذكر الفاجر متى يعرفه الناس اذكروا الفاجر بما فيه يحذره الناس)).

کیا تم بدکار کا ذکر کرنے سے گھبراتے اور خوف رکھتے ہو تو پھر لوگ اسے کب پہچانیں گے لہذا بدکار کا ان برائیوں سے ذکر کرو جو اس میں موجود ہیں تاکہ لوگ اس سے بچیں اور ہوشیار رہیں۔(ت) "نوادر الأصول" للترمذي، الأصل السادس والستون والمائة، ص٢١٣.

یہ کافر کہنا بطور دُشنام نہیں ہوتا بلکہ حکم شرعی کا بیان، شرع مطہر میں کافر ہر غیر مسلم کا نام ہے۔

قال الله تعالى: ﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾. [پ٢٨، التغابن: ٢].

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر کچھ تمھارے اندر کافر ہیں اور کچھ تمھارے اندر مومن ہیں(ت)۔

سوال حکم کے وقت حکم کو چھپانا اگر یوں ہے کہ اسے یقیناً کافر جانتا ہے اور اسے کافر کہنا معیوب نہیں جانتا مگر اپنی مصلحت کے سبب بچتا ہے تو صرف گنہگار ہے جبکہ وہ مصلحت صحیحہ تا حد ضرورت شرعیہ نہ ہو، اور اگر واقعی کافر کو کافر کہنا معیوب وخلاف تہذیب جانتا ہے تو قرآن عظیم کو عیب لگاتا ہے اور قرآن عظیم کو عیب لگانا کفر ہے اور اسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اس نے کفر کو کفر نہ جانا تو ضرور کفر کو اسلام جانا لعدم الواسطۃ کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان کوئی واسطہ نہیں) تو اسلام کو کفر جانا۔

لأنّ ماكان كفراً فضده الإسلام فإذا جعله إسلاماً فقد جعل ضده كفراً؛ لأن الإسلام لا يضاده إلا الكفر والعياذ بالله تعالى.

اس لئے کہ جو کچھ کفر ہو تو اس کی ضد اسلام ہے۔ پھر جب کفر کو اسلام ٹھرایا تو پھر اس کی ضد کفر ہوگی (یعنی اسلام کفر اور کفر اسلام ہوجائے گا) کیونکہ اسلام کے مخالف صرف کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ(ت)۔ ("الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٢٨٥-٢٨٦).

[1] ......کل مذاہب کا ایک مآل سمجھ کر مختلف مذاہب کے لوگوں سے خصومت نہ کرنا اور دوست ودشمن سے یکساں برتاؤ رکھنا۔

(''فرہنگ آصفیہ''، ج۲، ص۲۲۴)۔

''وہ ناجی[1] فرقہ کون ہے یارسول اللہ؟''

فرمایا:

((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ.))[2]

''وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں''، یعنی سنّت کے پیرو۔

دوسری روایت میں ہے، فرمایا:

((هُمُ الْجَمَاعَةُ.))[3]

''وہ جماعت ہے۔''

یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے جسے سوادِ اعظم فرمایا اور فرمایا: جو اس سے الگ ہوا، جہنم میں الگ ہوا۔[4] اسی وجہ سے اس ''ناجی فرقہ'' کا نام ''اہلِ سنت و جماعت'' ہوا۔[5] اُن گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہو گئے، بعض ہندوستان میں نہیں،

1...... جہنم سے نجات پانے والا۔

2...... "سنن الترمذي"، كتاب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، الحديث: ٢٦٥٠، ج٤، ص٢٩٢.

و"سنن ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب افتراق الأمم، الحديث: ٣٩٩٣، ج٤، ص٣٥٣.

3...... "السنة" لابن أبي عاصم، باب فيما أخبر به النبي عليه السلام أن أمته ستفترق على... إلخ، الحديث: ٦٣، ص٢٢.

4...... عن ابن عمر: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الله لا يجمع أمتي)) أو قال: ((أمة محمد صلى الله عليه وسلم على ضلالة، ويد الله على الجماعة، ومن شذ شذ إلى النار)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، الحديث: ٢١٧٣، ج٤، ص٦٨.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((اتبعوا السواد الأعظم، فإنّه من شذ شذ في النار)).

"مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، الحديث: ١٧٤، ج١، ص٥٥.

وفي "المرقاة"، ج١، ص٤٢١، تحت الحديث: ١٧٣: ("ومن شذ": أي: انفرد عن الجماعة باعتقاد أو قول أو فعل لم يكونوا عليه شذ في النار، أي: انفرد فيها، ومعناه انفرد عن أصحابه الذين هم أهل الجنة وألقي في النار).

5...... في "المشكاة"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، الحديث: ١٧١، ج١، ص٥٤: ((وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلّهم في النار إلّا ملة واحدة)) قالوا: من هي؟ يا رسول الله، قال: ((ما أنا عليه وأصحابي)). =

ان فرقوں کے ذکر کی ہمیں کیا حاجت؟!، کہ نہ وہ ہیں، نہ اُن کا فتنہ، پھران کے تذکرہ سے کیا مطلب جو اِس ہندوستان میں ہیں؟! مختصراً ان کے عقائد کا ذکر کیا جاتا ہے، کہ ہمارے عوام بھائی ان کے فریب میں نہ آئیں، کہ حدیث میں اِرشاد فرمایا:

((إِیَّاکُمْ وَإِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ.))[1]

''اپنے کواُن سے دُور رکھواوراُنھیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔''

= وفي "المرقاة" ج١، ص٤١٩، تحت هذا الحديث: (هنا المراد هم المهتدون المتمسكون بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي، فلا شك ولا ريب أنّهم هم أهل السنة والجماعة)، ملتقطاً.

"التوضيح"، ج٢، ص٥٢٨: (والمراد بالأمة المطلقة أهل السنة والجماعة وهم الذين طريقتهم طريقة الرسول والصحابة دون أهل البدع... إلخ.

في"حاشية الطحطاوي"، ج٣، ص١٥٣: (وقال تعالى: ﴿**وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا**﴾ قال بعض المفسرين المراد من ﴿**حَبْلِ اللّٰهِ**﴾: الجماعة؛ لأنه عقبه بقوله: ﴿**وَلَا تَفَرَّقُوْا**﴾، والمراد من الجماعة عند أهل العلم أهل الفقه والعلم ومن فارقهم قدر شبر وقع في الضلالة وخرج عن نصرة الله تعالى ودخل في النار؛ لأنّ أهل الفقه والعلم هم المهتدون المتمسكون بسنة محمّد عليه الصلاة والسلام وسنة الخلفاء الراشدين بعده ومن شذ عن جمهور أهل الفقه والعلم والسواد الأعظم فقد شذ فيما يدخله في النار فعليكم معشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة بـ"أهل السنة والجماعة"؛ فإنّ نصرة الله وحفظه وتوفيقه في موافقتهم، وخذلانه وسخطه و مقته في مخالفتهم، وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في مذاهب أربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله ومن كان خارجاً عن هذه الأربعة في هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار).

("حاشية الطحطاوي على الدر"، كتاب الذبائح، ج٤، ص١٥٢-١٥٣).

[1]...... "صحيح مسلم"، مقدمة الكتاب للإمام مسلم، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء... إلخ، الحديث: ٧، ص٩.

(۱) قادیانی: کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں، اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بیباکی کے ساتھ گستاخیاں کیں، خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیّبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شانِ جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کیے، جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل ہل جاتے ہیں، مگر ضرورتِ زمانہ مجبور کر رہی ہے کہ لوگوں کے سامنے اُن میں کے چند بطور نمونہ ذکر کیے جائیں، خود مدّعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابد الآباد جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا، کہ قرآنِ مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے، مگر اُس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تکذیب و توہین کا وبال بھی اپنے سر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے، کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے، اگرچہ باقی انبیا و دیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو، بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے[1]، چنانچہ آیۂ:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ ۖ ۝﴾[2]

وغیرہ اس کی شاہد ہیں اور اُس نے تو صدہا کی تکذیب کی اور اپنے کو نبی سے بہتر بتایا۔ ایسے شخص اور اس کے متبعین کے کافر ہونے میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا، بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر۔[3]

---

1. ...... في "تفسير النسفي"، پ۱۹، الشعرآء، ص۸۲۵، تحت الآية: (﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾...... كانوا ينكرون بعث الرسل أصلاً، فلذا جمع أو لأنّ من كذب واحداً منهم فقد كذب الكل؛ لأنّ كل رسول يدعو الناس إلى الإيمان بجميع الرسل).
وفي "تفسير البيضاوي"، ج۲، ص۲۷۳-۲۷۴، تحت الآية: (﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ﴾ بأن يؤمنوا بالله ويكفروا برسله ﴿وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ﴾ نؤمن ببعض الأنبياء ونكفر ببعضهم ﴿وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ طريقاً وسطاً بين الإيمان والكفر لا واسطة، إذ الحق لا يختلف فإنّ الإيمان بالله سبحانه وتعالى لا يتم إلا بالإيمان برسله وتصديقهم فيما بلغوا عنه تفصيلاً أو إجمالاً، فالكافر ببعض ذلك كالكافر بالكل فى الضلال كما قال الله تعالى: ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾. و"الفتاوى الرضوية"، ج۱۵، ص۶۲۶.
2. ...... پ۱۹، الشعرآء: ۱۰۵.
3. ...... في "الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج۶، ص۳۵۶ - ۳۵۷: (ومن شك في عذابه وكفره كفر).
وانظر للتفصيل رسائل إمام أهل السنة رحمه الله تعالى: "**السوء والعقاب على المسيح الكذّاب**"، ج۱۵، ص۵۷۱۔
و"**قهر الديان على مرتد بقاديان**"، ج۱۵، ص۵۹۵، و"**الجراز الدياني على المرتد القادياني**"، ج۱۵۔

اب اُس کے اقوال سُنیے [1]:

''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۵۳۳: (خدا تعالیٰ نے ''براہین احمدیہ'' میں اس عاجز کا نام اُمّتی بھی رکھا اور نبی بھی)۔ [2]

''انجام آتھم'' صفحہ ۵۲ میں ہے: (اے احمد! تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو)۔ [3]

صفحہ ۵۵ میں ہے: (تجھے خوشخبری ہو اے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے)۔ [4]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو آیتیں تھیں انہیں اپنے اوپر جما لیا۔

''انجام'' صفحہ ۷۸ میں کہتا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ [5]

''تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے روانہ کیا۔'' [6]

---

1 ...... **نوٹ:** قادیانی شیطان کی تقریباً اَسّی ۸۰ سے زائد کتابیں ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: ''انجامِ آتھم''، ''ضمیمہ انجامِ آتھم''، ''کشتیٔ نوح''، ''اِزالۂ اَوہام''، ''دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء''، ''اربعین'' اور ''براہین احمدیہ'' وغیرہا، ''روحانی خزائن'' نامی کتاب میں ان کتابوں کو تیئیس ۲۳ حصوں میں جمع کیا گیا ہے۔ نیز اس شیطان کے کئی اشتہارات ہیں جو تین ۳ حصوں میں جمع کئے گئے ہیں، اور مغلظات بھی ہیں، جنہیں دس ۱۰ حصوں میں ''ملفوظات'' کے نام سے جمع کیا گیا ہے۔

2 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۵۳۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۳۸۶.

ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی
لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمّتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ اور یہ بھی

3 ...... ''انجام آتھم'' صفحہ ۵۲، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۵۲:

يرفع الله ذكرك ۔ ويتم نعمته عليك في الدنيا والآخرة ۔ يا احمد يتم اسمك ولا يتم اسمي ۔ اني رافعك الي ۔ القيت عليك محبة مني

سامنے ہے خدا تیرے ذکر کو بلند کریگا اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائیگا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ میں تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں۔ میں نے اپنی محبت کو تجھ پر ڈال دیا۔

4 ...... ''انجام آتھم'' صفحہ ۵۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۵۵:

اليك ۔ الا ان نصر الله قريب ۔ كمثلك در لا يضاع ۔ بشرى لك يا احمدي ۔ انت مرادي ومعي ۔ اني ناصرك ۔ اني حافظك

طرف چلا آتا ہے۔ خبردار خدا کی مدد قریب ہے۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔ تجھے خوشخبری ہو اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں تیرا مددگار ہوں۔ میں تیرا حافظ ہوں

5 ...... پ ۱۷، الانبیآء: ۱۰۷.

6 ...... ''انجام آتھم'' صفحہ ۷۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۷۸۔

نیز یہ آیۂ کریمہ ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ﴾[1] سے اپنی ذات مراد لیتا ہے۔[2]

''دافع البلاء'' صفحہ ٦ میں ہے: مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ أَوْلَادِيْ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْکَ).

(یعنی اے غلام احمد! تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں)۔[3]

''اِزالہ اَوہام'' صفحہ ٦٨٨ میں ہے:

(حضرت رسُولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِلہام ووحی غلط نکلی تھیں)۔[4]

صفحہ ٨ میں ہے:

(حضرت مُوسیٰ کی پیش گوئیاں بھی اُس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں، جس صورت پر حضرت مُوسیٰ نے اپنے دل میں

---

1 ...... پ٢٨، الصف: ٦.

2 ...... "روحاني خزائن"، ج١١، ص٧٨. و"توضيح المرام"، ص١٦٣، مطبوعه رياض الهند امرتسر.

3 ...... ''دافع البلاء'' صفحہ ٦، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج١٨، ص ٢٢٧۔

۔انت منّی بمنزلۃ اولادی۔انت منّی وانا منک۔

۔تُو مجھ سے ایسا ہی جیسا کہ اولاد۔ تُو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔

4 ...... ''اِزالہ اَوہام'' صفحہ ٦٨٨، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج٣، ص ٤٧١:

جو عملی طور پر سکھلانے نہیں جاتے اور نہ اُن کی جزئیات مخفیہ سمجھائی جاتی ہیں۔ انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکانِ سہو وخطا ہے۔ مثلاً اس خواب کی بنا پر جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے جو بعض مومنوں کے لئے موجب ابتلاء کا ہوئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا اور کئی دن تک منزل بدرمنزل طے کر کے اس بلدہ مبارکہ تک پہنچے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اُس وقت اس رؤیا کی تعبیر ظہور میں نہ آئی۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی امید پر یہ سفر کیا تھا کہ اب کے سفر میں ہی طواف میسر آجائے گا اور بلاشبہ رسول اللہ صلعم کی خواب وحی میں داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنے سمجھنے میں جو غلطی ہوئی اس پر متنبہ نہیں کیا گیا تھا تبھی تو خدا جانے کئی روز تک مصائب سفر اٹھا کر مکہ معظمہ میں پہنچے۔

اُمید باندھی تھی، غایت مافی الباب[1] یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں)۔[2]

''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۷۵۰ میں ہے:

(سورۂ بقر میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہوگیا تھا اور اپنے قاتل کا پتا دے دیا تھا، یہ محض موسیٰ علیہ السلام کی دھمکی تھی اور علمِ مِسمر یزم[3] تھا)۔[4]

اُسی کے صفحہ ۷۵۳ میں لکھتا ہے:

(حضرت اِبراہیم علیہ السلام کا چار پرندے کے معجزے کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے، وہ بھی اُن کا مِسمر یزم کا عمل تھا)۔[5]

---

1 ...... اس بارے میں نتیجہ اور انتہاء۔

2 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۱۰۶:

صـ۸ کشفیہ میں اجتہادی غلطی انبیاء سے بھی ہو جاتی ہے حضرت موسیٰ کی بعض پیشگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں اُمید باندھ لی تھی۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اَوروں سے زیادہ غلط نکلیں مگر یہ غلطی نفس الہام

3 ......مِسمر یزم: ڈاکٹر مسمر باشندہ آسٹریا کا ایجاد کیا ہوا ایک علم جس میں تصور یا خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر پوشیدہ اور آئندہ کے حالات پوچھے جاتے ہیں. "فیروز اللغات"، ص ۱۲٤۷.

4 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۷۵۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۵۰۴:

صـ۷۵۰ اب اس قصہ سے واقعی طور پر لاش کا زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک دھمکی تھی کہ تا چور بیدل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے۔ لیکن ایسی تاویل سے عالم الغیب کا عجز ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تاویلیں وہی لوگ کرتے ہیں کہ جن کو عالم ملکوت کے اسرار سے حصّہ نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق علم عمل الترب تھا جس کو مسمریزم کا ایک شعبہ تھا جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات

5 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۷۵۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۵۰۶:

صـ۷۵۳ کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ اُن کو اجزا متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑیوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر وہ بلانے سے آگئے تھے یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عمل الترب کے تجارب بتلا رہے ہیں کہ انسان میں جمیع کائنات الارض کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے ایک قوت مقناطیسی ہے اور ممکن ہے کہ انسان کی قوت مقناطیسی اس حد تک ترقی کرے کہ کسی پرند یا چرند کو صرف توجہ سے اپنی طرف کھینچ لے۔ فتدبر و لا تغفل۔

صفحہ ۶۲۹ میں ہے:

(ایک باشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اُس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے، اور بادشاہ کو شکست ہوئی، بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا)۔[1]

اُسی کے صفحہ ۲۸، ۲۶ میں لکھتا ہے:

(قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآنِ عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے)۔[2]

اور اپنی ''براہینِ احمدیہ'' کی نسبت ''اِزالہ'' صفحہ ۵۳۳ میں لکھتا ہے:

(براہینِ احمدیہ خدا کا کلام ہے)۔[3]

---

1 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ۶۲۹، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۴۳۹:

خط دوم قرنتھیاں باب ۱۱ آیت ۱۴۔ اور مجموعہ توریت میں سے سلاطین اول باب بائیس آیت انیس میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ در اصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری

2 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ۲۶۔۲۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۱۱۵۔۱۱۶:

تہذیب کے برخلاف ہے لیکن خدائے تعالٰی نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابولعب اور بعض کا نام کلب اور خنزیر کہا اور ابوجہل تو خود مشہور ہے ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فلا تطع المكذبين ودوا لو تدهن فيدهنون ولا تطع كل حلاف مهين هماز مشاء بنميم مناع للخير معتد اثيم عتل بعد ذالك زنيم ...

قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اُس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اولئك عليهم لعنة الله والملئكة والناس اجمعين خالدين فيها۔ الجزو ۲ سورۃ بقرہ۔ اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللعنون

3 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۵۳۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۳۸۶:

ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالٰی نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی اور یہ بھی

''اَربعین''، نمبر۲ صفحہ ۱۳ پر لکھا:

(کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ)۔[1] اِن اُولوالعزم مرسلین کا ہادی ہونا درکنار، پورے راہ یافتہ بھی نہ مانا۔

اب خاص حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں جو گستاخیاں کیں، اُن میں سے چند یہ ہیں۔

''معیار'' صفحہ ۱۳:

(اے عیسائی مشنریو! اب ربّنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے، جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے)۔[2]

صفحہ ۱۳ و ۱۴ میں ہے:

(خدا نے اِس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا، تا یہ اِشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے، جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے)۔[3]

---

1 ...... ''اَربعین''، نمبر۲ ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۷، ص ۳۶۰:

ہے۔ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک پہلو سے آدم وقت ہو حقیقی اور کامل مہدی
نہ موسیٰ تھا کیونکہ اس نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ عیسیٰ تھا کیونکہ اُس
نے توریت اور صحف انبیاء پڑھے تھے حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی

2 ...... ''معیار'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۳۳:

شفاعت ہے۔ اَے عیسائی مشنریو! اب ربّنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے
جو اُس مسیح سے بڑھکر ہے۔ اور اے قوم شیعہ اِسپر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے

3 ...... ''معیار'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۳۳ _ ۲۳۴:

اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اِس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔
جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اُس نے اِس دُوسرے
مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے
ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے
مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے۔ اے عزیزو! یہ بات غصہ کرنے کی نہیں۔ اگر

ص ۱۴

''کشتی''، صفحہ ۱۳ میں ہے:

(مثیلِ موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیلِ ابنِ مریم، ابنِ مریم سے بڑھ کر)۔(1)

نیز صفحہ ۱۶ میں ہے:

(خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیحِ محمدی، مسیحِ مُوسوی سے افضل ہے)۔(2)

''دافع البلاء''، صفحہ ۲۰:

(اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو! میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اُس سے بھی بہتر ہے، جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام ؎

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑ و

اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں)۔(3)

---

1 ...... ''کشتیٔ نوح''، ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۴:

وہ متاع پائے جسکو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر۔ اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھکر۔ اور وہ مسیح موعود

2 ...... ''کشتیٔ نوح''، ص ۱۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۷:

جبتک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت

3 ...... ''دافع البلاء''، صفحہ ۲۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۴۰_۲۴۱:

کے رُو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اُس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمدؐ ہے یعنے احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جام احمدؐ ہے — کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقام احمدؐ ہے

باغ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا — میرا بُستاں کلام احمدؐ ہے

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رُو سے خدا کی تائید مسیح ابنِ مریم سے بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی

''دافع البلاء'' ص۱۵:

(خدا تو، بہ پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے، لیکن ایسے شخص کو دوبارہ کسی طرح دنیا میں نہیں لا سکتا، جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے)۔[1]

''انجام آتھم'' ص۴۱ میں لکھتا ہے:

(مریم کا بیٹا کُشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا)۔[2]

''کشتی'' ص۵۶ میں ہے:

(مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اگر مسیح ابنِ مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز دِکھلا نہ سکتا)۔[3]

''اعجاز احمدی'' ص۱۳:

(یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ''ضرور عیسیٰ نبی ہے، کیونکہ قرآن نے اُس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اُن کی نبوت

---

1 ...... ''دافع البلاء'' صفحہ ۱۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۸، ص۲۳۵:

گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بہ پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دُنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دُنیا کو تباہ کر دیا ہے۔

2 ...... ''انجام آتھم''، صفحہ ۱۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۱، ص۴۱:

ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ پرستی بت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں۔ اور مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ مگر کیا کبھی آپ لوگوں نے توجہ کی۔ یوں

3 ...... ''کشتیٔ نوح''، ص۵۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۹، ص۶۰:

ایلیا نبی۔ اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا جبکہ میں ایسا ہوں تو اب

پر قائم نہیں ہوسکتی، بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں)۔[1]

اس کلام میں یہودیوں کے اعتراض، صحیح ہونا بتایا اور قرآن عظیم پر بھی ساتھ لگے یہ اعتراض جما دیا کہ قرآن ایسی بات کی تعلیم دے رہا ہے جس کے بُطلان پر دلیلیں قائم ہیں۔

ص۱۴ میں ہے:

(عیسائی تو اُن کی خدائی کو روتے ہیں، مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں)۔[2]

اُسی کتاب کے ص۲۴ پر لکھا:

(کبھی آپ کو شیطانی اِلہام بھی ہوتے تھے)۔[3]

مسلمانو! تمھیں معلوم ہے کہ شیطانی الہام کس کو ہوتا ہے؟ قرآن فرماتا ہے:

﴿ تَنَزَّلُ عَلٰی كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ۙ﴾[4]

''بڑے بہتان والے سخت گنہگار پر شیطان اُترتے ہیں۔''

---

1 ...... ''اِعجاز احمدی'' ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۹، ص۱۲۰:

مگر یہ لوگ صرف من گھڑت باتیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہود تو حضرت عیسٰی کے معاملہ میں اور اُنکی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی انکا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اسکے کہ یہ کہدیں کہ ضرور عیسٰی نبی ہے کیونکہ قرآن نے اسکو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل انکی نبوّت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوّت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ

2 ...... ''اِعجاز احمدی'' ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۹، ص۱۲۱:

انکی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو انکی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوّت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام

3 ...... ''اِعجاز احمدی'' ص۲۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۹، ص۱۳۳:

آپنے رجوع کر لیا کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ اور ہم نے شیطانی وسوسہ محض انجیل کی تحریر سے کہا ہے کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپکو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے*

4 ...... پ۱۹، الشعرآء: ۲۲۲.

اُسی صفحہ میں لکھا: (اُن کی اکثر پیش گوئیاں غلطی سے پُر ہیں)۔ (1)

صفحہ ۱۳ میں ہے:

(افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اُن کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں، جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کرسکتے)۔ (2)

صفحہ ۱۴: (ہائے! کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں)۔ (3)

اس سے ان کی نبوت کا انکار ہے، چنانچہ اپنی کتاب ''کشتی نوح'' ص ۵ میں لکھتا ہے:

(ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں)۔ (4)

اور ''دافع الوساوس'' ص ۳ و ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۲۷ پر اِس کو سب رُسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی اور ذلت کہتا ہے۔ (5)

''دافع البلاء'' ٹائٹل پیج صفحہ ۳ پر لکھتا ہے:

1...... ''اِعجاز احمدی'' ص ۲۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۳۳:

جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو۔ مثلاً حضرت مسیحؑ جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔ مثلاً یہ دعویٰ کہ مجھے داؤد کا تخت ملیگا بجز اسکے ایسے دعویٰ

2...... ''اِعجاز احمدی'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کرسکتے۔ صرف

3...... ''اِعجاز احمدی'' ص ۱۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اِس عقدہ کو حل کرسکے

4...... ''کشتی نوح'' ص ۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۵:

کے وقت طاعون پڑیگی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الٰہی وعدہ کے مقابل اس لئے

5...... ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۲۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۳۱۱۔

(ہم مسیح کو بیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا واللہ تعالیٰ اعلم، مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا، حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا، مگر بُروز کے طور پر خاکسار غلام احمد از قادیان)۔[1]

آگے چل کر راست بازی کا بھی فیصلہ کر دیا، کہتا ہے:

(یہ ہمارا بیان نیک ظنّی کے طور پر ہے، ورنہ ممکن ہے کہ عیسیٰ کے وقت میں بعض راست باز اپنی راست بازی میں عیسیٰ سے بھی اعلیٰ ہوں)۔[2]

اسی کے صفحہ ۴ میں لکھا:

(مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ کو اُس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ (یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چُھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ

---

1 ...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۸، ص۲۱۹_۲۲۰:

آگئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچّا منجی کون ہے۔ ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وُہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اُس پر تہمت ہے کہ وُہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وُہ ہے جو زمینِ حجاز میں پیدا ہُوا تھا اور تمام دُنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

2 ...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۸، ص۲۱۹:

صلى یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا بیان محض نیک ظنّی کے طور پر ہے۔ ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام ''حصور'' رکھا، مگر مسیح کا نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے)۔[1]

''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۷ میں لکھا:

(آپ کا کنجریوں سے مَیلان اور صحبت بھی شاید اِسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اُس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر مَلے اور اپنے بالوں کو اُس کے پیروں پر مَلے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے)۔[2]

نیز اس رسالہ میں اُس مقدّس و برگزیدہ رسول پر اور نہایت سخت سخت حملے کیے، مثلاً شریر، مکار، بدعقل، فحش گو، بدزبان، جھوٹا، چور، خللِ دماغ والا، بدقسمت، نِرا فریبی، پیرو شیطان [3]، حد یہ کہ صفحہ ۷ پر لکھا: (آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہّر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا)۔[4]

---

1 ...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص ۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸ ص ۲۲۰:

مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دُوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سُنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھُوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ اِسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اِس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو

2 ...... ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱ ص ۲۹۱:

ہو گی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

3 ...... ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۶۔۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱ ص ۲۹۱۔۲۹۲:

4 ...... ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱ ص ۲۹۱:

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط

ہر شخص جانتا ہے کہ دادی باپ کی ماں کو کہتے ہیں تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باپ کا ہونا بیان کیا، جو قرآن کے خلاف ہے اور دوسری جگہ یعنی ''کشتی نوح''، صفحہ ۱۶ میں تصریح کر دی:

(یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے)۔ (1)

حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزات سے ایک دم صاف انکار کر بیٹھا۔

''انجامِ آتھم''، صفحہ ۶ میں لکھتا ہے: (حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا)۔ (2)

صفحہ ۷ پر لکھا: (اُس زمانہ میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی تو وہ آپ کا نہیں، اُس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سِوا مکر وفریب کے کچھ نہ تھا)۔ (3)

---

1 ...... ''کشتی نوح''، ص ۱۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۸:

حاشیہ: - یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گایلز مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶ ...

2 ...... ''انجام آتھم''، ص ۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۰:

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور اُن کو حرام کار اور حرام

3 ...... ''انجام آتھم''، ص ۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

''اِزالہ'' کے صفحہ ۴ میں ہے:

(ماسِوائے اِس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء یا غلط فہمی سے گڑھے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا، بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خَوارق[1] پر ایسے شبہات ہوں، کیا تالاب کا قصّہ مسیحی معجزات کی رونق نہیں دُور کرتا)۔[2]

کہیں اُن کے معجزہ کو کَل[3] کا کھلونا بتاتا ہے[4]، کہیں مسمریزم بتا کر کہتا ہے:

(اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو اِن اعجوبہ نمائیوں میں ابنِ مریم سے کم نہ رہتا)۔[5]

اور مسمریزم کا خاصہ یہ بتایا:

(کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے، وہ رُوحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکمّا

---

1 ...... نبی کے معجزات۔

2 ...... ''اِزالۂ اَوھام''، ص۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳،ص۱۰۵۔۱۰۶:

ظہور ہوگا ماسوا اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراضات اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیشخبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دُور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال

3 ...... چابی۔

4 ...... ''اِزالۂ اَوھام''، ص۳۰۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳،ص۲۵۴:

حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کَل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو

5 ...... ''اِزالۂ اَوھام''، ص۳۱۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳،ص۲۵۸:

عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ روحانی طریق

ہوجاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اِس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دِلوں میں قائم کرنے میں اُن کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے)۔[1]

غرض اِس دجّال قادیانی کے مُزخرفات[2] کہاں تک گنائے جائیں، اِس کے لیے دفتر چاہیے، مسلمان اِن چند خرافات سے اُس کے حالات بخوبی سمجھ سکتے ہیں، کہ اُس نبی اُولوالعزم کے فضائل جو قرآن میں مذکور ہیں، اُن پر یہ کیسے گندے حملے کر رہا ہے...! تعجب ہے اُن سادہ لوحوں پر کہ ایسے دجّال کے متبع ہو رہے ہیں، یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں...! اور سب سے زیادہ تعجب اُن پڑھے لکھے کٹ بگڑوں سے ہے کہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ جہنم کے گڑھوں میں گر رہے ہیں...! کیا ایسے شخص کے کافر، مرتد، بے دین ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہوسکتا ہے۔ حاشَ للہ!

''مَنْ شَکَّ فِيْ عَذَابِہ وَکُفْرِہ فَقَدْ کَفَرَ.''[3]

''جو اِن خباثتوں پر مطلع ہو کر اُس کے عذاب و کفر میں شک کرے، خود کافر ہے۔''

---

1 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ص۳۱۰-۳۱۱، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۲۵۸:

مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی اُن روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امور کی طرف توجہ نہیں

2 ...... جھوٹی اور بیہودہ باتیں۔

3 ...... "الدر المختار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦-٣٥٧.

و"الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٢٧٩.

(۲) رافضی: اِن کے مذہب کی کچھ تفصیل اگر کوئی دیکھنا چاہے تو ''تحفۂ اِثناعشریہ''[1] دیکھے، چند مختصر باتیں یہاں گزارش کرتا ہوں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں یہ فرقہ نہایت گستاخ ہے، یہاں تک کہ اُن پر سبّ وشتم[2] ان کا عام شیوہ ہے[3]،

1...... اس کتاب کے مصنّف حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، اور یہ کتاب اپنے موضوع میں لاجواب وبے نظیر ہے۔

2...... لعن طعن۔

3...... شیعوں کا عالم ملاباقر مجلسی اپنی کتاب ''حق الیقین'' میں لکھتا ہے: (واز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقولستکہ جہنم را ہفت در است، ازیک درفرعون وہامان وقارون کہ کنایہ از ابوبکر وعمر وعثمان است داخل مے شوند، وازیک دردیگر بنوامیہ داخل شوند کہ مخصوص ایشا نست)۔

یعنی: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون ہامان اور قارون ہیں یہ ابوبکر عمر اور عثمان سے کنایہ ہے، اور دوسرے دروازے سے بنوامیہ داخل ہوں گے جو ان کے ساتھ مخصوص ہے۔

ایک جگہ لکھا: (واعتقاد ما در برائت آنستکہ بیزاری جویند از بت ہائے چہار گانہ یعنی ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ، وزنان چہار گانہ یعنی عائشہ وحفصہ وہند وام الحکم، واز جمیع اشیاع واتباع ایشان وآنکہ ایشان...... بدترین خلق خدا یند وآنکہ تمام نمیشود اقرار بخدا ورسول وآئمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشان)۔

یعنی: برأت میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری طلب کرتے ہیں یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے، اور چار عورتوں سے یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے، اور ان کے معتقدوں اور پیروکاروں سے، اور یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اللہ، رسول اور آئمہ سے کیا ہوا عہد اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے۔

ایک جگہ لکھا: (در تقریب المعارف روایت کردہ کہ آزاد کردۂ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام از آنحضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمتی ہست، مرا خبردہ از حال ابوبکر وعمر، حضرت فرمود ہر دو کافر بودند دہر کہ ایشا نرا دوست دارد کافر است)۔

یعنی: تقریب المعارف میں روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے آزاد کردہ شخص نے حضرت سے پوچھا: آپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے میرا آپ پر حق ہے، مجھے ابوبکر اور عمر کے حال کے متعلق بتائیے، آپ نے فرمایا: وہ دونوں کافر ہیں اور جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

ایک جگہ لکھا: (در علل الشرائع روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ رازندہ کند تا بر او حد بزند وانتقام فاطمہ را از او بکشد)۔

بلکہ باستثنائے چند سب کو معاذ اللہ کافر ومنافق قرار دیتا ہے۔[1] حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ''خلافتِ راشدہ'' کو

یعنی: علل الشرائع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ حضرت عائشہ کو زندہ کرکے ان پر حد جاری کریں گے اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں گے۔ "حق اليقين" لملّا باقر مجلسی، ص ٥٠٠۔ ٥١٩۔ ٥٢٢۔ ٣٤٧، مطبوعه كتاب فروشے اسلاميه تهران ايران، ١٣٥٧ھ.

"حيات القلوب"، لملّا باقر مجلسی، ج٢، ص ٦١٠۔٦١١. مطبوعه كتاب فروشے اسلاميه تهران.

ایک جگہ لکھا: (امام مہدی ہر دو (ابوبکر وعمر) کو قبر سے باہر نکالیں گے وہ اپنی اسی صورت پر تروتازہ بدن کے ساتھ باہر نکالے جائیں گے پھر فرمائیں گے کہ ان کا کفن اتارو، ان کا کفن حلق سے اتارا جائے گا، ان کو اللہ کی قدرت سے زندہ کریں گے اور تمام مخلوق کو جمع ہونے کا حکم دیں گے پھر ابتداء عالم سے لے کر اخیر عالم تک جتنے ظلم اور کفر ہوئے ہیں ان سب کا گناہ ابوبکر وعمر پر لازم کردیں گے، اور وہ اس کا اعتراف کریں گے کہ اگر وہ پہلے دن خلیفہ برحق کا حق غصب نہ کرتے تو یہ گناہ نہ ہوتے، پھر ان کو درخت پر چڑھانے کا حکم دیں گے اور آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے باہر آئے اور ان کو درخت کے ساتھ جلادے، اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو اڑا کر دریاؤں میں گرادے۔ "حق اليقين" لملّا باقر مجلسی، ص ٣٦١۔٣٦٢، مطبوعه كتاب فروشي اسلاميه تهران ايران، ١٣٥٧ھ.

[1]...... (عن أبي جعفر قال: كان الناس أهل الردة بعد النبي إلّا ثلثة، فقلت: ومن الثلاثة؟ فقال: المقداد بن الأسود، أبو ذر الغفاري، سلمان الفارسي).

یعنی: ابوجعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین شخصوں کے سوا سب مرتد ہوگئے تھے، میں نے پوچھا: وہ تین کون ہیں؟ انہوں نے کہا: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی.

"رجال الكشي"، ص١٢، مطبوعه مؤسسة الأعلمي للمطبوعات كربلا إيران، (٢) "تهذيب المتين في تأريخ أمير المؤمنين"، ذكر مصيبت عظمى والكبرىٰ (٣) "احتجاج طبرسي"، جلد أول، ص١١٣، مطبوعه نجف أشرف طبع جديد.

وفي "الروضة من الكافي" ("فروع كافي"): عن عبد الرحيم القصير قال: (قلت لأبي جعفر عليه السلام: إنّ الناس يفزعون إذا قلنا: إنّ الناس ارتدوا، فقال: يا عبد الرحيم إنّ الناس عادوا بعد ما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم أهل الجاهلية).

یعنی: عبدالرحیم قصیر بیان کرتے ہیں: کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا: جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ سب لوگ مرتد ہوگئے تھے تو لوگ گھبرا جاتے ہیں، انہوں نے کہا: اے عبدالرحیم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ دوبارہ جاہلیت کی طرف پلٹ گئے تھے۔

"الروضة من الكافي" ("فروع كافي")، لشيخ أبو جعفر محمد بن يعقوب كليني متوفى ٣٢٨ھ، ج٨، ص٢٩٦، مطبوعه دار الكتب الإسلامية تهران، طبع رابع.

وفي "حياة القلوب": (عياشی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روايت كرده است كه چون حضرت رسول صلى الله عليه وسلم از دنيا رحلت نمود مردم همه مرتد شوند بغير چهار نفر علي ابن ابي طالب، ومقداد، وسلمان، وابو ذر).

خلافتِ غاصبہ کہتا ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اُن حضرات کی خلافتیں تسلیم کیں اور اُن کے مَدائح وفضائل بیان کیے، اُس کو تقیّہ وبُزدلی پر محمول کرتا ہے۔ [1] کیا معاذ اللہ! منافقین وکافرین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور عمر بھر اُن کی مدح وستائش سے رطب اللسان رہنا شیرِ خدا کی شان ہوسکتی ہے...؟! سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآنِ مجید اُن کو ایسے جلیل ومقدّس خطابات سے یاد فرماتا ہے، وہ تو وہ، اُن کے اتباع کرنے والوں کی نسبت فرماتا ہے: کہ اللہ اُن سے راضی، وہ اللہ سے راضی۔ [2] کیا کافروں، منافقوں کے لیے اللہ عزوجل کے ایسے ارشادات ہوسکتے ہیں...؟! پھر نہایت شرم کی بات ہے کہ مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تو اپنی

یعنی: عیاشی نے سندِ معتبر کے ساتھ حضرت امام محمد باقر سے روایت کیا ہے: کہ جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہوگئے، علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر۔

"حیاۃ القلوب"، باب پنجاہ وهشتم درفضائل بعض از اکابرصحابه، ج۲، ص۱۰۸۳، مطبوعه نامی نولکشور. و ج۲، ص۶۲۷، مطبوعه کتاب فروشے اسلامیه تهران.

1 ...... انظر التفصيل: "نفس الرحمان في فضائل سلمان"، باب۱۱.

"أنوار نعمانية"، طبع قديم، ص۳٤، طبع جديد جلد اول، ص۱۰٤.

"احتجاج طبرسی"، طبع قدیم، ص۵۳۔۵٦، طبع جديد ص۱۰۷۔۱۱۵.

"جلاء العيون"، طبع جديد، ج۱، ص۲۱٦، مطبوعه تهران.

"حق القين"، باب پنجم، ص۱۱۵، مطبوعه تهران.

"تهذيب المتين في تأريخ أمير المؤمنين"، ج۱، ص۲۷٦، مطبوعه يوسفى.

"حمله حيدرى"، ص۲۸۲، مطبوعه تهران، "مجالس المؤمنين"، ج۱، ص۲۲٤، مطبوعه تهران.

2 ...... ﴿**وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ**﴾. پ۱۰، التوبة: ۱۰۰.

فـي "تفسير البيضاوي"، ج۳، ص۱٦۸، تحت الآية: (﴿**وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ**﴾ هـم الذين صلوا إلى القبلتين أو الذين شهدوا بدراً أو الذين أسلموا قبل الهجرة ﴿ **وَالْاَنْصَارِ**﴾ أهل بيعة العقبة الأولى وكانوا سبعة وأهل بيعة العقبة الثانية وكانوا سبعين والذين آمنوا حين قدم عليهم أبو زرارة صعب بن عمير ﴿**وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ**﴾ اللاحقون بالسابقين من القبيلتين، أو من اتبعوهم بالإيمان والطاعة إلى يوم القيامة ﴿ **رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ**﴾ بقبول طاعتهم وارتضاء أعمالهم ﴿**وَرَضُوْا عَنْهُ**﴾ بـما نالوا من نعمه الدينية والدنيوية ﴿**وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ** ﴾ ملتقطاً.

صاحبزادی فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں[1] اور یہ فرقہ کہے: تقیۃً ایسا کیا۔ کیا جان بوجھ کر کوئی مسلمان اپنی بیٹی کافر کو دے سکتا ہے...؟! نہ کہ وہ مقدس حضرات جنھوں نے اسلام کے لیے اپنی جانیں وقف کر دیں اور حق گوئی اور اتباع حق میں ﴿لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ط﴾[2] کے سچے مصداق تھے۔[3] پھر خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی دو شاہزادیاں

1...... (أم كلثوم من فاطمة واسمها رقية خرجت إلى عمر بن الخطاب فأولدها زيداً).

"عمدة المطالب"، عقد أمير المؤمنين، ص٦٣، مطبوعه نجف أشرف.

وفي رواية: (أم كلثوم كبرى تزوجها عمر وأم كلثوم صغرى من كثير بن عباس بن عبد المطلب).

"مناقب آل أبي طالب"، ج٣، ص٣٠٤.

وفي رواية: عن سليمان بن خالد قال: سئلت أبا عبد اللّٰه عليه السلام عن امراة توفي عنها زوجها أين تعتدّي في بيت زوجها أو حيث شاء ت، ثم قال: إنّ عليا صلوة اللّٰه عليه لما مات عمر أتى إلى أم كلثوم فأخذ بيدها فانطلق بها إلى بيته).

"فروع كافى"، ج٦، ص١١٥، مطبوعه تهران طبع جديد۔

وفي رواية: (فجاء عمر إلى مجلس المهاجرين في الروضة وكان يجلس فيها المهاجرون الأولون، فقال: رفّؤني رفّؤني، قالوا: بماذا يا أمير المؤمنين؟ قال: تزوجتُ أم كلثوم بنت علي ابن أبي طالب، سمعت رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم وآله يقول: كلّ سبب ونسب وصهر ينقطع يوم القيامة إلّا سببي ونسبي وصهري).

"شرح نهج البلاغة"، ابن أبي حديد، ج٣، ص١٢٤، مطبوعه بيروت.

مزید حوالہ جات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: "شرح نهج البلاغة" لابن أبي حديد، ج٤، ص٥٧٥-٥٧٦، مطبوعه بيروت ١٣٧٥ھ.

"ناسخ التواريخ تأريخ الخلفاء"، ج٢، ص١٢٩٦. "مجالس المؤمنين"، ج١، ص٢٠٤ و ص٤٥١، مطبوعه تهران.

"فروع كافي"، طبع قديم، ج٢، ص٣١١-٣١٢، مطبوعه نولكشور.

"فروع كافى"، كتاب الطلاق، طبع جديد، ج٦، ص١١٥، مطبوعه تهران.

"طراز المذهب مظفري"، مصنفه مرزا عباسى، ص٣٣.

"منتهى الآمال"، (شيخ عباس قمي)، ج١، ص٢١٧.

2...... پ٦، المآئدة: ٥٤.

3...... ﴿لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ پ٦، المآئدة: ٥٤. في "تفسير الطبري"، ج٤، ص٦٢٣، تحت هذه الآية: عن الضحاك في قوله: (﴿فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ قال: هو أبو بكر وأصحابه لما ارتد من ارتدّ من العرب عن الإسلام، جاهدهم أبو بكر وأصحابه حتى ردَّهم إلى الإسلام).

یکے بعد دیگرے حضرت عثمٰن ذی النورین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نکاح میں آئیں [(1)] اور صدیق وفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کی صاحبزادیاں شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں۔ [(2)] کیا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ایسے تعلقات جن سے ہوں، اُن کی نسبت وہ ملعون الفاظ کوئی ادنیٰ عقل والا ایک لمحہ کے لیے جائز رکھ سکتا ہے...؟! ہرگز نہیں!، ہرگز نہیں!۔

1...... قال شيخنا أبو عثمان: (ولمّا ماتت الابنتان تحت عثمان، قال النبي صلى الله عليه و سلم لأصحابه: ما تنتظرون لعثمان، ألاَ أبُو أيم ألاَ أخُو أيُم، زوّجتُه ابنتين ولو أنّ عندي ثالثة لفعلتُ، قال: ولذلك سمّي ذا النورين).

"شرح نهج البلاغة" ابن أبي حديد، ج٣، ص٤٦٠، مطبوعه بيروت بڑا سائز.

وفي رواية: (پس خویشاوندی عثمان از ابوبکر و عمر به پیغمبر نزدیک تر است و به امادی پیغمبر مرتبه اے یافتد ای که ابوبکر و عمر نیافتند عثمان رقیّه وام کلثوم رابنا بر مشهور دختران پیغمبر بودند بهمسری خود در آورد در أوّل رقیّه را وبعد از چند گاه که آں مظلومه وفات نمود ام کلثوم رابجائے خواهر باو دادند)۔ "شرح نهج البلاغة" فارسی، فیض الاسلام، ص٥١٩، خطبه نمبر١٤٣، مطبوعه ایران.

یعنی: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باعتبار قرابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہیں کہ اتنی قرابت ابوبکر اور عمر بن خطاب کو بھی حاصل نہیں۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد بن کر وہ مرتبہ پایا جو ابوبکر وعمر کو نہ ملا حضرت عثمان نے سیدہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا جو مشہور روایات کے مطابق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں تھیں پہلے حضرت رقیہ سے شادی ہوئی اور ان کے انتقال کے بعد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نکاح میں آئیں۔

دیگر شیعہ کتب بھی ملاحظہ فرمائیں: "تفسير مجمع البيان"، ج٢، جزء سوم، ص٣٣٣، مطبوعه تهران. "شرح نهج البلاغة"، فارسي، فيض الإسلام خطبه ١٤٣، ص٥٢٨، مطبوعه تهران.

2...... (عائشة دختر ابا بکر بود و مادر عائشة وعبد الرحمٰن بن ابی بکر ام رومان بنت عامر بن عمیر بود پیغمبر درمکه معظمه بعد از رحلت خدیجه کبریٰ وقبل از تزویج سوده در ماه شوال او را تزویج فرمود و زفافش بعد از شوّال سال اوّل هجرت در مدینه طیبه واقع شد در حالیتکه عائشة ده ساله بود پیغمبر پنجاه وسه ساله بودند......حفصه دُختر عمر بن الخطاب بود مادر حفصه وعبدالله بن عمرو عبدالرحمن بن عمر زینب بنت مظعون خواهر جناب عثمان بن مظعون بود پیغمبر (ص) او را در سال سوم از هجرت در مدینه تزویج فرمود وقبل از حضرت رسول (ص) حفصه زوجه حنیس بن عبدالله بن السهمی بود وحفصه در سنه چهل وپنج هجری درمدینه طیبه از دنیا رفت).

"منتخب التواريخ" فارسی، ص٢٤-٢٥، مطبوعه تهران.

اِس فرقہ کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل پر اَصلح واجب ہے[1] یعنی جو کام بندے کے حق میں نافع ہو، اللہ عزوجل پر واجب ہے کہ وہی کرے، اُسے کرنا پڑے گا۔''

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''ائمۂ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انبیا علیہم السلام سے افضل ہیں۔''[2] اور یہ بالاجماع کفر ہے، کہ غیرِ نبی کو نبی سے افضل کہنا ہے۔[3]

یعنی: عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی تھیں، عائشہ اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عمیر تھیں۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت خدیجۃ الکبری (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی رحلت کے بعد مکہ مکرمہ میں حضرت سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح سے پہلے ماہ شوال میں ان سے نکاح فرمایا اور زفاف سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح کے بعد ماہ شوال میں ہجرت کے پہلے سال مدینہ منورہ میں فرمایا اس وقت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر دس سال تھی اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر ۵۳ سال تھی،......حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی تھیں۔ حضرت حفصہ، حضرت عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن عمر رضی اللہ عنہم کی والدہ زینب بنت مظعون تھیں جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ تھیں پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہجرت کے تیسرے سال مدینہ طیبہ میں ان سے نکاح فرمایا رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خنیس بن عبداللہ بن سہمی کی بیوی تھیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ طیبہ میں ۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔

1...... "تحفه اثنا عشرية" (مترجم)، باب٥ : مسائل إلهيات، عقيده نمبر١٩، ص٢٩٣۔٢٩٧.

2...... "تحفه اثنا عشرية" (مترجم)، باب٦ : عقيده نمبر ٢، ص٣١٢۔٣١٣.

3...... في "الشفاء" فصل في بيان ماهو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٩٠: (وكذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم: إنّ الأئمة أفضل من الأنبياء).

وفي "منح الروض الأزهر"، الولي لا يبلغ درجة النبي، ص١٢١: (فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة وإلحاد وجهالة).

وفي "ارشاد الساري"، كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم... إلخ، ج١، ص٣٧٨: (فالنبي أفضل من الولي، وهو أمر مقطوع به، والقائل بخلافه كافر؛ لأنّه معلوم من الشرع بالضرورة).

في "المعتقد المنتقد"، ص١٢٥: (إنّ نبيا واحداً أفضل عند الله من جميع الأولياء، ومن فضل ولياً على نبي يخشى عليه الكفر بل هو كافر).

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''قرآن مجید محفوظ نہیں، بلکہ اُس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں یا الفاظ امیر المؤمنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے نکال دیے۔''(1) مگر تعجب ہے کہ مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بھی اُسے ناقص ہی

---

(1)...... في "أصول كافي": (عن هشام بن سالم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إنّ القرآن الذي جاء به جبرائيل عليه السلام إلى محمد صلى الله عليه وسلم سبعة عشرألف آية).

یعنی: ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک جس قرآن کو جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کرآئے وہ سترہ ہزار آیتوں پر (مشتمل) ہے۔ "أصول كافي"، للشيخ ابوجعفر محمد بن يعقوب كليني، ج۲، ص۶۳۴، مطبوعه دارالكتب الإسلاميه تهران إيران.

شیخ ابوجعفر کلینی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اصل قرآن کی سترہ ہزار آیتیں تھیں حالانکہ امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سوسولہ آیات ہیں جیسا کہ آپ ''الاتقان'' میں فرماتے ہیں: أخرج ابن الضريس من طريق عثمان بن عطاء عن أبيه عن ابن عباس قال:(جميع أي القرآن ستة آلاف آية وستمائة آية وست عشرة آية).

"الإتقان"، فصل في عدد الآي... إلخ، ج۱، ص۹۵.

وفي "الاحتجاج": (قال علي عليه السلام: وأمّا ظهورك على تناكر قوله:﴿ **وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ** ﴾ وليس يشبه القسط في اليتامى نكاح النساء، ولا كلّ النساء أيتام، فهو مما قدمت ذكره من إسقاط المنافقين من القرآن وبين القول في اليتامى وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص أكثر من ثلث القرآن، وهذا ما أشبه مما ظهرت حوادث المنافقين فيه لأهل النظر والتأمل، ووجد المعطلون وأهل الملل المخالفة للإسلام مساغا إلى القدح في القرآن، ولو شرحت لك كلما أسقط وحرف وبدل مما يجري هذا المجرى لطال، وظهرما تحظر التقية إظهاره من مناقب الأولياء ومثالب الأعداء).

"الاحتجاج"، للشيخ أبو منصور أحمد بن علي بن أبي طالب طبرسي من علماء القرن السادس، ج۱، ص۲۵۴، مطبوعه مؤسسة الأعلمي بيروت.

وفي "مقدمة التفسير الصافي"، ص۱۳: (المستفاد من مجموع هذه الروايات والأخبار وغيرها من الروايات من طريق أهل البيت عليهم السلام أنّ القرآن الذي بين أظهرنا ليس بتمامه كما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم، بل منه ما هو خلاف ما أنزل الله، ومنه ما هو مغير محرف، وأنّه قد حذف عنه أشياء كثيرة، منها: اسم علي في كثير من المواضع، ومنها: لفظة آل محمد غير مرة، ومنها: أسماء المنافقين في مواضعها، ومنها غير ذلك، وأنّه ليس أيضا على الترتيب المرضي عند الله وعند رسوله وبه قال علي بن إبراهيم).

چھوڑا...؟! اور یہ عقیدہ بھی بالاِجماع کفر ہے، کہ قرآن مجید کا اِنکار ہے۔ (1)

وفي "ناسخ التواريخ"، ج٢، كتاب دوم، ص٤٩٣-٤٩٤: (مردم شیعی چنان دانند که در قرآن بعضے آیات را که دلالت بر نص خلافت علی مے داشته، واز فضائل أهل بيت می بوده ابوبکر وعمر ساقط ساختند وازیں روئے آن قرآن که علی فراهم آورده بود پنذیرفتند وآں قرآن حبز در نزد قائم آل محمد دیده نشود وهمچنان عثمان نیز از آنچه ابوبکر وعمر داشت نیز لختے بکاست).

یعنی: شیعہ لوگ اس طرح جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی بعض ایسی آیات جو خلافت علی رضی اللہ عنہ پر نص صریح تھیں اور فضائل اہل بیت کے قبیل سے تھیں ابوبکر اور عمر نے ان کو ساقط کر دیا اور حذف کر دیا اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لایا ہوا قرآن قبول نہ کیا اور وہ قرآن سوائے قائم آل محمد کے کسی کے پاس نہیں دیکھا جاسکتا اور اسی طرح عثمان نے بھی اس قرآن سے جو ابوبکر وعمر رکھتے تھے مزید کمی کر دی۔

1 ...... ﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾ پ١٤، الحجر: ٩.

في "تفسير البيضاوي"، ج٣، ص٣٦٢، تحت الآية: بقوله: ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾ أي: من التحريف والزيادة والنقص).

وفي "فواتح الرحموت" شرح "مسلم الثبوت"، مسألة كل مجتهد في المسألة الاجتهادية... إلخ، ج٢، ص٤٢٢: (اعلم أنّي رأيت في "مجمع البيان" تفسير بعض الشيعة أنّه ذهب بعض أصحابهم إلى أنّ القرآن العياذ بالله كان زائداً على هذا المكتوب المقروء، قد ذهب بتقصير من الصحابة الجامعين العياذ بالله، ولم يختر صاحب ذلك التفسير هذا القول، فمن قال بهذا القول فهو كافر لإنكاره الضروري، فافهم).

في "منح الروض الأزهر"، فصل من ذلك فيما يتعلق بالقرآن والصلاة، ص١٦٧: (من جحد القرآن، أي: كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنّها ليست من كلام الله تعالى كفر).

وفي "الشفاء" بتعريف حقوق المصطفى، فصل في بيان ماهو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٨٩: (ومن قال هذا كافر وكذلك من أنكر القرآن أو حرفاً منه أو غير شيئاً منه أو زاد فيه كفعل الباطنية والإسماعيلية).

وفي "المعتمد المستند"، الثالثة: الرافضة، ص٢٢٤ ـ ٢٢٥: (الرافضة الموجودون الآن في بلادنا، وصرحت مجتهدوهم وجهالهم ونسائهم ورجالهم بنقص القرآن، وأنّ الصحابة أسقطوا منه سورا وآيات، وصرحوا بتفضيل أمير المؤمنين سيدنا علي كرّم الله تعالى وجهه الكريم وسائر الأئمة الأطهار رضي الله تعالى عنهم على الأنبياء السابقين جميعاً، صلوات الله تعالى وسلامه عليهم، وهذان كفران لا تجدنّ أحداً منهم خالياً عنهما في هذا الزمان، والله المستعان).

"الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٢٥٩-٢٦٢.

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل کوئی حکم دیتا ہے پھر یہ معلوم کر کے کہ مصلحت اس کے غیر میں ہے، پچھتا تا ہے۔'' اور یہ بھی یقینی کفر ہے، کہ خدا کو جاہل بتاتا ہے۔[1]

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''نیکیوں کا خالق اللہ ہے اور برائیوں کے خالق یہ خود ہیں۔''[2] مجوس[3] نے دو ہی خالق مانے تھے: یَزدان خالقِ خیر، اَہرمَن خالقِ شر۔[4] اِن کے خالقوں کی گنتی ہی نہ رہی، اربوں، سنکھوں خالق ہیں۔

---

1 ...... ''تحفه اثنا عشرية '' (مترجم)، باب٥ : مسائل إلهيات ، عقيد ه نمبر١٧، ص٢٨٦ ـ ٢٨٧ ـ ٢٩٢.

2 ...... وفي ''المعتمد المستند''، ذكر سبع طوائف في الهند... إلخ، الثالثة: الرافضة... إلخ، ص٢٢٥: (وقد صرح مجتهدهم بـالبدء على الله تعالى عمايقول الظالمون علوا كبيرا ، وأخذ ينزله **عن الكفر فوقع فيه** ، ولات حين مناص ، حيث أوّله بأن الله تعالى يحكم بشيء ثم يعلم أن المصلحة في خلافه فيبدله ، فقد اعترف بحصول الجهل لربه).

3 ...... مجوسی کی جمع، آگ کی پوجا کرنے والے۔

4 ...... في ''النبراس''، الكلام في خلق الأفعال، ص١٧٢: (الإشراك هو إثبات الشريك في الألوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس فإنّهم يعتقدون إلهين يزدان خالق الخير واهرمن خالق الشر). ''الفتاوى الرضوية''، ج١٥، ص٥٣٧.

وانظر للتفصيل: ''**تحفه جعفريه**''، و''**عقائد جعفريه**''، و''**فقه جعفريه**'' لـلمحقق شيخ الحديث العلامة محمد علي نقشبندي عليه رحمة الله القوي، و''**تحفه حسينيه**'' للعلامة محمد أشرف سيالوى دامت بركاتهم العالية.

(۳) وہابی: یہ ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا، اِس مذہب کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا، جس نے تمام عرب، خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے، علما کو قتل کیا[1]، صحابۂ کرام و ائمہ وعلما و شہدا کی قبریں کھود ڈالیں[2]، روضۂ انور کا نام معاذ اللہ ''صنمِ اکبر'' رکھا تھا[3]، یعنی بڑا بت اور طرح طرح کے ظلم کیے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا۔[4] وہ گروہ بارہ سو برس بعد یہ ظاہر ہوا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِسے خارجی بتایا۔[5] اِس عبدالوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام

---

1 ...... في "ردالمحتار"، كتا ب الجهاد، باب البغاة، مطلب في اتباع عبد الوهاب الخوارج في زماننا، ج٦، ص٤٠٠: (وقع في زماننا في أتباع عبد الوهاب الذ ين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذ هب الحنابلة، لكنّهم اعتقدوا أنّهم هم المسلمون وأنّ من خالف اعتقادهم مشركون، واستباحوا بذ لك قتل أهل السنة وقتل علمائهم).

انظر"الدرر السنية في الأجوبة النجدية، كتاب العقائد، الجزء الأول، ص٦٧.

2 ...... "الدرر السنية في الأجوبة النجدية، كتاب العقائد، الجزء الأول، ص٥٧.

3 ...... قال محمد بن عبدالوهاب نجدى: (فالقبر المعظّم المقدّس وَثَنٌ وصنمٌ بكل معاني الوثنيّة لو كان الناس يعقلون).

حاشيه "شرح الصدور بتحريم رفع القبور" لمحمد بن عبد الوهاب، ص ٢٥، مطبوعه سعوديه.

4 ...... عن ابن عمر قال: ذكر النبي صلى الله عليه وسلم: ((اللّهم بارك لنا في شا منا، اللّهم با رك لنا في يمننا، قالوا: يا رسول الله! وفي نجد نا ؟ قال: اللّهم بارك لنا في شأمنا، اللّهم با رك لنا في يمننا، قالوا: يا رسول الله! وفي نجدنا ؟ فأظنه قال في الثالثة: هناك الزلازل والفتن، وبها يطلع قرن الشيطان)). "صحيح البخاري"، كتا ب الفتن، الحديث:٧٠٩٤، ج٤، ص٤٤٠ـ٤٤١.

5 ...... في"ردالمحتار"، كتاب الجهاد، ج٦، ص٤٠٠: (ويكفرون أصحاب نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم) علمت أنّ هذا غير شرط في مسمّى الخوارج، بل هو بيان لمن خرجوا على سيدنا علي رضي الله عنه، وإلّا فيكفي فيهم اعتقادهم كفر من خرجوا عليه، كما وقع في زماننا في أتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذ هب الحنابلة).

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾ [پ٢٤، فاطر: ٦] في "تفسير الصاوي"، ج٥، ص١٦٨٨: وقيل: هذه الآية نزلت في الخوارج الذين يحرفون تأويل الكتاب والسنة ويستحلون بذلك دماء المسلمين وأموالهم لما هو مشاهد الآن في نظائرهم يحسبون أنهم على شيء ألا إنّهم هم الكاذبون استحوذ عليهم الشيطن فأنساهم ذكر الله أولئك حزب الشيطن هم الخاسرون، نسأل الله الكريم أن يقطع دابرهم.

في "شرح النسائي"، ج١، ص٣٦٠: (قوله: ((كما يمرق السهم... إلخ)): يريد أنّ دخولهم أي: الخوارج في الإسلام ثم خروجهم منه لم يتمسكوا منه بشيء كالسهم دخل في الرمية ثم نفذ وخرج منها ولم يعلق به منها شيء كذا في "المجمع" ثم ليعلم إنّ الذين يدينون دين ابن عبد الوهاب النجدي يسلكون مسالكه في الأصول والفروع ويدعون في بلادنا باسم الوهابين وغير المقلدين ويزعمون أنّ تقليد أحد الأئمة الأربعة رضوان الله عليهم أجمعين شرك وإنّ من خالفهم هم المشركون

''کتاب التوحید'' رکھا[1]، اُس کا ترجمہ ہندوستان میں ''اسمٰعیل دہلوی'' نے کیا، جس کا نام ''تقویۃ الایمان'' رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔

اِن وہابیہ کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو اِن کے مذہب پر نہ ہو، وہ کافر مشرک ہے۔[2] یہی وجہ ہے کہ بات بات پر محض بلاوجہ مسلمانوں پر حکمِ شرک و کفر لگایا کرتے اور تمام دنیا کو مشرک بتاتے ہیں۔ چنانچہ ''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۴۵ میں وہ حدیث لکھ کر کہ ''آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھا لے گی۔''[3] اِس کے بعد صاف لکھ دیا: ''سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا''[4]، یعنی وہ ہوا چل گئی اور کوئی مسلمان روئے زمین پر نہ رہا، مگر یہ نہ سمجھا کہ اس صورت میں خود بھی تو کافر ہو گیا۔

اِس مذہب کا رکنِ اعظم، اللہ (عزوجل) کی توہین اور محبوبانِ خدا کی تذلیل ہے، ہر امر میں وہی پہلو اختیار کریں گے جس سے منقصت نکلتی ہو۔[5] اس مذہب کے سرگروہوں کے بعض اقوال نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ ہمارے عوام بھائی ان کی

ويستبيحون قتلنا أهل السنة وسبي نسائنا وغير ذلك من العقائد الشنيعة التي وصلت إلينا منهم بواسطة الثقات وسمعناها بعضاً منهم أيضاً هم فرقة من الخوارج وقد صرح به العلامة الشامي في كتابه "ردّ المحتار".

1...... في "الأعلام" للزركلي، ج٦، ص٢٥٧: (محمد بن عبد الوهاب بن سليمان النجدي، له مصنفات أكثرها رسائل مطبوعة، منها "كتاب التوحيد"). انظر"معجم المؤلفين"، ج٣، ص٤٧٢-٤٧٣.

2...... في "الدرر السنية في الأجوبة النجدية"، لعبد الرحمن بن محمد بن قاسم المتوفى ١٣٩٢ ھ، ج١، ص٦٧: (واعلم أنّ المشركين في زماننا: قد زادوا على الكفار في زمن النبي صلى الله عليه وسلم بأنهم يدعون الملائكة، والأولياء، والصالحين ويريدون شفاعتهم والتقرب إليهم --- إلخ). وفي ص٦٩: (وعرفت أن إقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم في الإسلام، وأن قصدهم الملائكة والأنبياء والأولياء يريدون شفاعتهم والتقرب إلى الله تعالى بهم هو الذي أحل دمائهم وأموالهم--- إلخ).

وفي "رد المحتار"، كتاب الجهاد، ج٦، ص٤٠٠: (لكنّهم اعتقدوا أنّهم هم المسلمون وأنّ من خالف اعتقادهم مشركون).

3...... ((ثم يبعث الله ريحا طيبة، فتوفّى كل من في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان فيبقى من لا خير فيه، فيرجعون إلى دين آبائهم)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذا الخليصة، الحديث: ٧٢٩٩، ص١١٨٢.

4...... "تقوية الإيمان"، باب أول، فصل٤: شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص٤٥:

معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک ہی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی جیسے مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی امام و

5......ان کی شان میں نقص وعیب ظاہر ہوتا ہو۔

قلبی خباثتوں پر مطلع ہوں اوران کے دامِ تزویر[1] سے بچیں اوران کے جبّہ و دستار پر نہ جائیں۔ برادرانِ اسلام بغور سُنیں اور میزانِ ایمان میں تولیں کہ ایمان سے زیادہ عزیز مسلمان کے نزدیک کوئی چیز نہیں اور ایمان، اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت و تعظیم ہی کا نام ہے۔ ایمان کے ساتھ جس میں جتنے فضائل پائے جائیں وہ اُسی قدر زیادہ فضیلت رکھتا ہے، اور ایمان نہیں تو مسلمانوں کے نزدیک وہ کچھ وقعت نہیں رکھتا، اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم وزاہد وتارک الدنیا وغیرہ بنتا ہو، مقصود یہ ہے کہ اُن کے مولوی اور عالم فاضل ہونے کی وجہ سے اُنھیں تم اپنا پیشوا نہ سمجھو، جب کہ وہ اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دشمن ہیں، کیا یہود و نصاریٰ بلکہ ہنود میں بھی اُن کے مذاہب کے عالم یا تارک الدنیا نہیں ہوتے...؟! کیا تم اُن کو اپنا پیشوا تسلیم کر سکتے ہو...؟! ہرگز نہیں! اِسی طرح یہ لامذہب و بدمذہب تمھارے کسی طرح مقتدا نہیں ہوسکتے۔

''اِیضاح الحق'' صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۶ مطبع فاروقی میں ہے[2]: (''تنزیہ اُو تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثباتِ رویت بلا جہت و محاذاتِ ہمہ از قبیل بدعاتِ حقیقیہ است، اگر صاحبِ آں اعتقاداتِ مذکورہ را از جنسِ عقائدِ دینیہ مے شمارد'').[3]

اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان و جہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف ماننا، بدعت و گمراہی ہے، حالانکہ یہ تمام اہلِ سنت کا عقیدہ ہے۔[4] تو اِس قائل نے تمام پیشوایانِ اہلسنت کو گمراہ و بدعتی بتایا، ''بحرالرائق''، ''دُرِمختار''

---

1 ......مکروفریب۔

2 ......"إیضاح الحق"، (مترجم اردو) فائدہ اول، پہلا مسئلہ، ص۷۷۔۷۸، قدیمی کتب خانہ.

3 ......یعنی: اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان اور جہت سے پاک قرار دینا اور اس کا دیدار بلا جہت وکیف ثابت کرنا یہ تمام امور از قبیل بدعت حقیقیہ ہیں اگر کوئی شخص ان مذکورہ اعتقادات کو دینی اعتقاد شمار کرے۔

4 ......''تحفہ اثنا عشریہ'' میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالی را مکان نیست واو را جہت از فوق وتحت متصور نیست وہمینست مذہب اہل سنت وجماعت)

یعنی: تیرھواں عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور فوق وتحت کی جہت متصور نہیں ہے اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔

("تحفه اثنا عشريه"، (مترجم) پانچواں باب، مسائل الهيات، ص۲۷۹، دار الاشاعت).

وفي "الحديقة الندية"، ص۲٤۸۔۲٤۹: (ولا يتمكن بمكان) أي: والله تعالى يستحيل عليه أن يكون في مكان، (ولا يجري عليه) سبحانه وتعالى (زمان، وليس له) تعالى (جهة من الجهات الست) التي هي فوق وتحت ويمين ويسار وقدام وخلف، لأنّه تعالى ليس بجسم حتى تكون له جهة كما للأجسام، ملتقطا.

وفي "الفقه الأكبر"، ص۸۳: (والله تعالى يرى في الآخرة، ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه ولا كيفية، ولا كمية، ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة). انظر "الفتاوى الرضوية"، كتا ب السير، ج۱٤، ص۲۸۳.

و ''عالمگیری'' میں ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جو مکان ثابت کرے، کافر ہے۔[1]

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ٦٠ میں یہ حدیث:

((أَرأَیتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ أَ کُنتَ تَسْجُدُ لَهُ.))[2]

نقل کر کے ترجمہ کیا کہ ''بھلا خیال تو کر جو تُو گزرے میری قبر پر، کیا سجدہ کرے تو اُس کو''، اُس کے بعد (ف) لکھ کر فائدہ یہ جڑ دیا: (یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔)[3] حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.))[4]

''اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیا علیہم السلام کے اَجسام کھانا، زمین پر حرام کر دیا ہے۔''

((فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ.))[5]

''تو اللہ (عزوجل) کے نبی زندہ ہیں، روزی دیے جاتے ہیں۔''

اِسی ''تقویۃ الایمان'' صفحہ ١٩ میں ہے: ''ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے،

---

1 ...... في ''البحر الرائق''، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص٢٠٢: (يكفر بقوله يجوز أن يفعل الله فعلاً لاحكمة فيه، وبإثبات المكان لله تعالى فإن قال الله في السماء فإن قصد حكاية ما جاء في ظاهر الأخبار لايكفر وإن أراد المكان كفر، وإن لم يكن له نية كفر عند الأكثر وهو الأصح وعليه الفتوى).

في ''الفتاوى الهندية''، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٥٩: (يكفر بإثبات المكان لله تعالى).

'' الفتاوى الرضوية ''، كتا ب السير، ج١٤، ص٢٨٢ ـ ٢٨٣.

2 ......''سنن أبي داود''، كتاب النكاح، باب في حق الزوج على المرأة، الحديث: ٢١٤٠، ج٢، ص٣٥٥.

3 ...... ''تقوية الإيمان''، باب أوّل، فصل٥، شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص٥٧:

ف یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں

4 ...... ''سنن ابن ماجه''، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

''سنن أبي داود''، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، الحديث:١٠٤٦، ج١، ص٣٩١.

''سنن النسائي''، كتاب الجمعة، باب إكثار الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة، الحديث: ١٣٧١، ص٢٣٧.

'' المسند''، للإمام أحمد بن حنبل، ج٥، ص٤٦٣، الحديث:١٦١٦٢.

''المستدرك'' للحاكم، كتاب الجمعة، الحديث:١٠٦٨، ص٥٦٩.

5 ...... ''سنن ابن ماجه''، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔'' [1]

انبیائے کرام واولیائے عِظام کی شان میں ایسے ملعون الفاظ استعمال کرنا، کیا مسلمان کی شان ہوسکتی ہے...؟!

''صراطِ مستقیم''صفحہ ۹۵: ''بمقتضائے ﴿ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ط﴾ [2] از وسوسۂ زنا، خیالِ مجامعتِ زوجہ خود بہتراست، و صرفِ ہمت بسوئے شیخ و اَمثالِ آں از معظمین گو جنابِ رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بد تر از استغراق درصورتِ گاؤ و خرِ خود ست۔'' [3]

مسلمانو! یہ ہیں اِمام الوہابیہ کے کلماتِ خبیثات! اور کس کی شان میں؟ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں! جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے، وہ ضرور یہ کہے گا کہ اِس قول میں گستاخی ضرور ہے۔

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، فصل ا، شرک سے بچنے کا بیان، ص ۲۸:

ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو۔ دوسری یہ کہ جب ہمارا خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

2 ...... پ ۱۸، النور: ٤٠.

3 ...... ''صراط مستقیم''، ص ۸۶:

کسی کہ خود متوجہ تدبیر امری از امور دنیہ یا دنیویہ شود بر ہر کہ آں مقام منکشف میشود میداند کہ بمقتضای ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوی شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندین مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود ست کہ خیال آن با تعظیم و اجلال بسویدای دل انسان میچسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آنقدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می بود و این تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود میشود بشرک میکشد بالجملہ منظور بیان تفاوت مراتب وساو

''تقویۃ الایمان''صفحہ۱۰:

''روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا، اِقبال و اِدبار[1] دینا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا، اولیا، بھوت، پری کی یہ شان نہیں، جو کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اُس کو پکارے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ اِن کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ہے۔''[2]

= یعنی: ظلمات بعضہا فوق بعض کی بناء پر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گناہ بدتر ہے، کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے، بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ ان کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے، اور یہ غیر کی تعظیم و اجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔

1 ...... عروج و زوال۔

2 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اوّل، توحید اور شرک کا بیان، ص۲۲:

سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح
شرک ثابت ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ
سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے
مارنا اور جلانا روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور
بیمار کر دینا فتح و شکست دینی اقبال و ادبار دینا مرادیں پوری
کرنی حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دست گیری کرنی۔
بُرے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی
انبیا و اولیا کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں
جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں
مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے
اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو
جاتا ہے اور اس کو اشراک بالتصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا
تصرف اور کو ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان
کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ
نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

''قرآن مجید''میں ہے:

﴿اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ﴾[1]

''اُن کواللہ ورسول اللہ نے غنی کردیا اپنے فضل سے۔''

قرآن تو کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دولت مند کر دیا اور یہ کہتا ہے: ''جو کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے مشرک ہے۔'' تو اِس کے طور پر قرآنِ مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے...! قرآن عظیم میں ارشاد ہے:

﴿ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ ﴾[2]

''اے عیسیٰ! تُو میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اچھا کر دیتا ہے۔''

اور دوسری جگہ ہے:

﴿اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ﴾[3]

''عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں: میں اچھا کرتا ہوں، مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مُردوں کو جِلا دیتا ہوں، اللہ کے حکم سے۔''

اب قرآن کا تو یہ حکم ہے اور وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ تندرست کرنا اللہ (عزوجل) ہی کی شان ہے، جو کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے مشرک ہے۔ اب وہابی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرّف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت کیا تو اُس پر کیا حکم لگاتے ہیں...؟! اور لُطف یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اگر اُن کو قدرت بخشی ہے، جب بھی شرک ہے تو معلوم نہیں کہ اِن کے یہاں اِسلام کس چیز کا نام ہے؟

''تقویۃ الایمان''صفحہ ۱۱:

''گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے، اُس پر شرک ثابت ہے، خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ

---

1 ...... پ ۱۰، التوبة : ۷٤.

2 ...... پ۷، المآئدة: ۱۱۰.

3 ...... پ۳، اٰلِ عمرٰن: ٤۹.

ہی اِس تعظیم کے لائق ہے، یایوں کہ اُن کی اِس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے، ہر طرح شرک ہے۔''(1)

متعدد صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمایا: کہ ''ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینے کو حرم کیا، اِس کے ببول کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اِس کا شکار نہ کیا جائے۔''(2)

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص۲۳:

وقت اُلٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا
ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ
اکھاڑنا مواشی نہ چرانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے
لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا
بھوت و پری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے
تھان کو یا کسی کے چلّے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو
یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اُس کے
نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے
یا ایسے مکان میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی
کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے اُن کے نام کی چھڑی
کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے اُن
کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے
چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے
مجاور بن کے بیٹھ رہے وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب
کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے سو اس پر شرک ثابت
ہوتا ہے اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی
سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم
کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ اُن کی اس طرح تعظیم کرنے سے
اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول
دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ

2 ...... عن جابر قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((إنّ ابراهيم حرّم مكة، وإنّي حرمتُ المدينة ما بين لابتيها، لا يقطع عضاهها ولا يصاد صيدها)).

"صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي فيها بالبركة... إلخ، الحديث: ١٣٦٢، ص٧٠٩.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّي أحرم ما بين لابتي المدينة كما حرم إبراهيم حرمه لا يقطع عضاهها ولا يقتل صيدها)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، ج١، ص٣٨٤، الحديث: ١٥٧٣.

وفي رواية "صحيح مسلم"، قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((...... اللّهم إنّ إبراهيم حرم مكة فجعلها حرماً، وإنّي حرّمت المدينة حراماً ما بين مأزميها، أن لا يهراق فيها دم، ولا يحمل فيها سِلاح لقتال، ولا تخبط فيها شجرة إلّا لعلف، اللّهم بارك لنا في مدينتنا، اللّهم بارك لنا في صاعنا، اللّهم بارك لنا في مدّنا، اللّهم بارك لنا في صاعنا، اللّهم بارك لنا في مدّنا، اللّهم بارك لنا في مدينتنا، اللّهم اجعل مع البركة بركتين، والذي نفسي بيده! ما من المدينة شعب ولا نقب إلّا عليه ملكان يحرسانها حتى تقدموا إليها...إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة...إلخ، الحديث: ٤٧٥، ص٧١٣-٧١٤.

مسلمانو! ایمان سے دیکھنا کہ اس شرک فروش کا شرک کہاں تک پہنچتا ہے! تم نے دیکھا اِس گستاخ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا حکم جڑا...؟!

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۸:

''پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اُسی کا مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے اور اُن کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا، یہی اُن کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے، گو کہ اُس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔''[1]

یعنی جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت مانے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ عزوجل کے دربار میں ہماری سفارش فرمائیں گے تو معاذ اللہ اس کے نزدیک وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے، مسئلۂ شفاعت کا صرف انکار ہی نہیں بلکہ اس کو شرک ثابت کیا اور تمام مسلمانوں صحابہ و تابعین و ائمۂ دین و اولیا و صالحین سب کو مشرک و ابوجہل بنا دیا۔

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۵۸:

''کوئی شخص کہے: فُلانے درخت میں کتنے پتے ہیں؟ یا آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے، کہ

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۱:

کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا
کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے
تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس
کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا
اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور
سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے
یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل
اور وہ شرک میں برابر ہے۔ سو سمجھنا چاہیے کہ شرک

اللہ ورسول ہی جانے، کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کیا خبر۔'' [1] سبحان اللہ...! خدائی اسی کا نام رہ گیا کہ کسی پیڑ کے پتے کی تعداد جان لی جائے۔

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۷:

''اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرّف کرنے کی قدرت نہیں دی۔'' [2] اِس میں انبیائے کرام کے معجزات اور اولیا عظام کی کرامت کا صاف انکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۘ﴾ [3]

''قسم فرشتوں کی جو کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔''

تو یہ قرآن کریم کو صاف رد کررہا ہے۔

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، فصل ۵: شرک فی العادات کی برائی کا بیان، ص ۵۵:

ف یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائیے گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ

2 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۰:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی

3 ...... پ ۳۰، النّٰزعٰت: ۵.

صفحہ۲۲: ''جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔''[1]

تعجب ہے کہ وہابی صاحب تو اپنے گھر کی تمام چیزوں کا اختیار رکھیں اور مالکِ ہر دوسَرا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کسی چیز کے مختار نہیں...!

اِس گروہ کا ایک مشہور عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی جھوٹ بول سکتا ہے۔[2] ------------------------

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، فصل۴: شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص۴۳:

نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں

2 ...... مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب ''فتاوی رشیدیہ'' میں اللہ عزوجل کے لیے امکان کذب کو ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

مخفی نہیں پس مذہب جمیع محققین اہلِ اسلام وصوفیائے کرام وعلماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے
کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے

اور دوسرے مقام پر لکھا:

...ذب لازم آئے مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالےٰ داخل ہونا معلوم ہوا پس ثا...
...ذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علی کل شیء قدیر فقط

''فتاوى رشيديه''، كتاب العقائد، ص ۲۱۰ ـ ۲۱۱.

اسی طرح اسماعیل دہلوی نے اپنے رسالہ ''یک روزہ'' (فارسی) میں اللہ تعالیٰ کی طرف اِمکان کذب کی نسبت کرتے ہوئے لکھا:

قوله - وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال -
اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست
پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع والقائے
آں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید
از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر مخاطبین در قدرت
اکثر افراد انسانی ست - کذب مذکور رلے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست -
لہذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ مے شمارند واو را جل شانہ باآں مدح مے
کنند بخلاف اخرس وجماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نے کند - ونیز ظاہر ست

۲۱۷

یعنی: میں (اسماعیل دہلوی) کہتا ہوں: اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے کہ (جھوٹ) اللہ کی قدرت کے تحت داخل نہیں، پس ہم (اللہ کے لئے) مذکورہ کذب کو محال نہیں مانتے کیونکہ واقع کے خلاف کوئی قضیہ وخبر بنانا اور اس کو فرشتوں اور انبیاء پر القاء کرنا اللہ تعالی کی قدرت سے خارج نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ انسانی قدرت اللہ تعالی کی قدرت سے زائد ہوجائے۔ رسالہ "یك روزہ"، ص۱۷.

اللہ عزوجل مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

ہم اہلسنت والجماعت کے نزدیک اللہ عزوجل کی طرف کذب کی نسبت کرنا منع ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے جھوٹ بولنا محال ہے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا.

اللہ تعالی قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا﴾ پ۵، النساء: ۱۲۲. ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا﴾ پ۵، النساء: ۸۷. ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

في "تفسير روح البيان"، ج۲، ص۲۵۵، و"تفسير البيضاوي"، ج۲، ص۲۲۹، تحت هذه الآية: (﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾، إنكار أن يكون أحد أكثر صدقاً منه، فإنّه لا يتطرق الكذب إلى خبره بوجه؛ لأنّه نقص وهو على اللّٰه محال).

یعنی: اللہ تعالی اس آیت میں انکار فرماتا ہے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو، اس کی خبر میں تو جھوٹ کا کوئی شائبہ تک نہیں اس لیے کہ جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالی کے لئے محال ہے۔

وفي "تفسير الخازن"، ج۱، ص۴۱۰، تحت هذه الآية: ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا﴾، يعني: لا أحد أصدق من اللّٰه فإنّه لا يخلف الميعاد ولا يجوز عليه الكذب).

یعنی: مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی سے زیادہ کوئی سچا نہیں، بیشک وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

وفي "تفسير أبي السعود"، ج۱، ص۵٦۱، تحت هذه الآية: (﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا﴾، إنكارٌ لأن يكون أحدٌ أصدقَ منه تعالى في وعده وسائرِ أخبارِه وبيانٌ لاستحالته كيف لا والكذِبُ مُحالٌ عليه سبحانه دون غيرِه). یعنی: اس آیت سے ثابت ہوا کہ وعدہ، اور کسی طرح کی خبر دینے میں، اللہ تعالی سے زیادہ سچا کوئی نہیں اور اس کے محال ہونے کی وضاحت بھی ہے اور کیسے نہ ہو کہ جھوٹ بولنا اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے محال ہے بخلاف دوسروں کے۔

﴿فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ﴾ پ۱، البقرة: ۸۰. ترجمہ کنزالایمان: جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا۔

في "التفسير الكبير"، ج۱، ص۵٦۷، تحت هذه الآية: (﴿فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ﴾ يدلّ على أنّه سبحانه وتعالى منزه عن الكذب وعده ووعيده، قال أصحابنا: لأنّ الكذب صفة نقص، والنقص على اللّٰه محال).

یعنی: اللہ تعالی کا یہ فرمانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا اس مدعا پر واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالی اپنے ہر وعدے اور وعید میں جھوٹ سے پاک ہے ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جھوٹ صفت نقص ہے اور نقص اللہ تعالی کے لئے محال ہے۔

بلکہ اُن کے ایک سرغَنہ نے تو اپنے ایک فتوے میں لکھ دیا کہ: ''وقوعِ کذب کے معنی درست ہوگئے، جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا، ایسے کو تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہیے''۔[1]

سبحان اللہ...! خدا کو جھوٹا مانا، پھر بھی اسلام وسنّیت وصلاح کسی بات میں فرق نہ آیا، معلوم نہیں ان لوگوں نے کس چیز کو خدا ٹھہرالیا ہے!

ایک عقیدہ ان کا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخرالانبیاء نہیں مانتے۔[2] اور یہ صریح کفر ہے۔[3]

في "تفسير الكبير"، ج٦، ص ٥٢١: (المؤمن لا يجوز أن يظن بالله الكذب، بل يخرج بذلك عن الإيمان).

في "شرح المقاصد"، المبحث السادس في أنّه تعالى متكلم: (الكذب محال بإجماع العلماء؛ لأنّ الكذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله تعالى محال اهـ)، ملخصاً.

یعنی: جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال اھ ملخصاً.

وفي مقام آخر: (محال هو جهله أو كذبه تعالى عن ذلك)

یعنی: اللہ تبارک وتعالیٰ کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں برتری ہے اسے ان سے۔

وفي شرح عقائد نسفيه: (كذب كلام الله تعالى محال اهـ) ملخصاً یعنی: کلام الٰہی کا کذب محال ہے اھ، ملخصاً.

وفي "طوالع الأنوار": (الكذب نقص والنقص على الله تعالى محال اهـ). یعنی: جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔

وفي "المسامرة" بشرح "المسايرة"، ص٢٠٥: (وهو) أي: الكذب (مستحيل عليه) تعالى (لأنّه نقص).

یعنی: اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے اس لیے کہ یہ عیب ہے.

وفي مقام آخر، ٣٩٣: (يستحيل عليه سبحانه سمات النقص كالجهل والكذب).

یعنی: جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل وکذب سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا ''فتاوی رضویہ'' میں دیا گیا رسالہ: "سبحن السبوح عن كذب عيب مقبوح"، ج۱۵ کا مطالعہ کریں۔

[1]...... یہ الفاظ اس نے اپنے ایک فتوے میں کہے تھے، اگر کسی کو یہ عبارت دیکھنی ہو تو ہندوستانی حضرات، پیلی بھیت اور پاکستانی حضرات دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تشریف لے جا کر اطمینان کر سکتے ہیں۔

[2]...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیّین کا معنی، ص ٤ ـ ٥.

[3]...... في "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٣: (سمعت بعضهم يقول: إذا لم يعرف الرجل أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم كذا في "اليتيمة"). =

چنانچہ ''تحذیر الناس'' ص۲ میں ہے:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[ا][1] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم یا تاخّر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقامِ مدح میں ﴿وَلٰـكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾[2] فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟ ہاں! اگر اِس وصف کو اَوصافِ مدح میں سے نہ کہیے اور اِس مقام کو مقامِ مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبارِ تاخّرِ زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔''[3]

= وفي "الشفاء"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٨٥: (كذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا صلى الله عليه وسلم أو بعده (إلى قوله) فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم؛ لأنه أخبر صلى الله عليه وسلم أنّه خاتم النبيين لا نبي بعده وأخبر عن الله تعالى أنّه خاتم النبيين).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص١٢٠:(الحجج التي ثبت بها بطريق التواتر نبوته ثبت بها أيضاً أنّه آخر الأنبياء في زمانه وبعده إلى يوم القيامة لا يكون نبي، فمن شك فيه يكون شاكاً فيها أيضاً، وأيضاً من يقول إنّه كان نبي بعده أو يكون، أو موجود، وكذا من قال يمكن أن يكون فهو كافر، هذا شرط صحة الإيمان بخاتم الأنبياء محمد صلى الله عليه وسلم).

ا ...... ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔۱۲

1 ...... کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم لکھنا یا صرف ص لکھنا ناجائز وحرام ہے جیسا کہ ''حاشیۃ الطحطاوی'' میں ہے:

(ويكره الرمز بالصلاة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله، وفي بعض المواضع عن "التتارخانية": من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر؛ لأنّه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك ولعله إن صحّ النقل فهو مقيد بقصده وإلّا فالظاهر أنّه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفراً بعد تسليم كونه مذهباً مختاراً محله إذا كان اللزوم بينا نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام والشبهة). "حاشية الطحطاوي" على "الدر المختار"، مقدمة الكتاب، ج١، ص٦.

و"الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٢٢١ ـ ٢٢٢، ج٢٣، ص٣٨٧ـ٣٨٨.

2 ...... پ ٢٢، الأحزاب: ٤٠.

3 ...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیّین کا معنی، ص٤ ـ ٥.

سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا
کہ تقدم یا تأخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیّین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف
کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ
خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے

پہلے تو اس قائل نے خاتم النبیین کے معنی تمام انبیا سے زماناً متاخّر ہونے کو خیالِ عوام کہا اور یہ کہا کہ اہلِ فہم پر روشن ہے کہ اس میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہی معنی بکثرت احادیث میں ارشاد فرمائے[1] تو معاذ اللہ اس قائل نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو عوام میں داخل کیا اور اہلِ فہم سے خارج کیا، پھر اس نے ختمِ زمانی کو مطلقاً[ا] فضیلت سے خارج کیا، حالانکہ اسی تاخّرِ زمانی کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مقامِ مدح میں ذکر فرمایا۔

پھر صفحہ ۴ پر لکھا: ''آپ موصوف بوصفِ نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بالعرض۔''[2]

1...... عن أبي هريرة رضي الله عنه، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:((إنّ مثلي ومثل الأنبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتاً فأحسنه وأجمله إلّا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلاّ وضعت هذه اللبنة قال فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب خاتم النبيين، ج٢، ص٤٨٤، الحديث: ٣٥٣٥.

وفي رواية: عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنّه سيكون في أمتي ثلا ثون كذابون كلّهم يزعم أنّه نبي وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون، الحديث: ٢٢٢٦، ج٤، ص٩٣.

وفي رواية: عن حذ يفة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٣٠٢٦، ج٣، ص١٧٠.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يا فاطمة ونحن أهل بيت قد أعطانا الله سبع خصال لم يعط أحد قبلنا، ولا يعطى أحد بعدنا، أنا خاتم النبيين... إلخ)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٢٦٥٧، ج٣، ص٥٧.

وفي رواية: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:((أنا قائد المرسلين ولا فخر، وأنا خاتم النبيين ولا فخر)).

"المعجم الأوسط"، للطبراني، ج١، ص٦٣، الحديث: ١٧٠.

ا...... پہلے تو بالذات کا پردہ رکھا تھا پھر کھیل کھیلا کہ اسے مقامِ مدح میں ذکر کرنا کسی طرح صحیح نہیں تو ثابت ہوا کہ وہ اصلاً کوئی فضیلت نہیں۔ ۱۲ منہ

2...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیین کا معنی، ص٦:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں، اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی

صفحہ۱۶: ''بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔''[1]

صفحہ۳۳: ''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائیکہ آپ کے مُعاصِر[2] کسی اور زمین میں، یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔''[3]

لطف یہ کہ اِس قائل نے اِن تمام خرافات کا ایجادِ بندہ ہونا خود تسلیم کرلیا۔

صفحہ۳۴ پر ہے: ''اگر بوجہِ کم اِلتفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو اُن کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفلِ نادان[4] نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا...؟!۔

گاہِ باشد کہ کودکِ ناداں
بغلط برہدف زند تیرے[5]

---

1 ...... ''تحذیرالناس''، خاتم النبیین ہونے کا حقیقی مفہوم . . إلخ، ص۱۸:

عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاءِ گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ

2 ...... ہم زمانہ۔

3 ...... ''تحذیرالناس''، روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق، ص۳٤:

بھی آپکی افضلیت ثابت ہوجائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا منثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف

4 ...... ناسمجھ بچہ۔

5 ...... ممکن ہے کہ نادان بچہ غلطی سے تیر کو نشانہ پر مارے۔

ہاں! بعد وضوحِ حق [1] اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اَگلے کہہ گئے تھے، میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اِس کے کہ قانونِ محبتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے، ویسے بھی اپنی عقل وفہم کی خوبی پر گواہی دینی ہے۔'' [2]

یہیں سے ظاہر ہوگیا جو معنی اس نے تراشے، سلف میں کہیں اُس کا پتا نہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک جو سب سمجھے ہوئے تھے اُس کو خیالِ عوام بتا کر رد کر دیا کہ اِس میں کچھ فضیلت نہیں، اِس قائل پر علمائے حرمین طیبین نے جو فتویٰ دیا وہ ''حُسَامُ الحرمین'' [3] کے مطالعہ سے ظاہر اور اُس نے خود بھی اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں اپنا اسلام برائے نام تسلیم کیا۔ [4]

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اِن نام کے مسلمانوں سے اللہ (عزوجل) بچائے۔

---

1 ...... حق ظاہر ہونے کے بعد۔

2 ...... ''تحذیرالناس''، روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق، ص ۳۵:

نفسہ اپنا یہ وطیرہ نہیں نقصان شان اور چیز ہے اور خطاو نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ؎

گاہ باشد کہ کودک نادان
بغلط بر ہدف زند تیرے

ہاں بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تھے میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون محبت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے ویسے بھی اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔ بہرحال ایں ہمہ یہ اثر اگرچہ بظاہر موقوف ہے مگر با معنے

3 ...... اس کتاب کے مصنف شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ہیں، یہ ایک فتویٰ ہے جس پر علمائے حرمین شریفین کی لاجواب تصدیقات ہیں، اس کا پورا نام ''حُسام الحرمین علی منحر الکفر والمَین'' ہے۔اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے مفید ہے۔

4 ...... ''تحذیرالناس''، تفسیر بالرائے کا مفہوم ص ۴۵.

اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر ہے: ''کہ انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں، بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔''(1)

اور سنیے! اِن قائل صاحب نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نبوت کو قدیم اور دیگر انبیا کی نبوت کو حادث بتایا۔

صفحہ ۷ میں ہے: ''کیونکہ فرق قِدمِ نبوت اور حُدوثِ نبوت باوجود اتحادِ نوعی خوب جب ہی چسپاں ہوسکتا ہے۔''(2)

کیا ذات وصفات کے سوا مسلمانوں کے نزدیک کوئی اور چیز بھی قدیم ہے...؟! نبوت صفت ہے اور صفت کا وجود بے موصوف محال، جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت قدیم غیر حادث ہوئی تو ضرور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی حادث نہ ہوئے، بلکہ ازلی ٹھہرے اور جو اللہ (عزوجل) وصفاتِ الٰہیہ کے سوا کسی کو قدیم مانے باجماعِ مسلمین کافر ہے۔(3)

1...... ''تحذیر الناس''، نبوّت کمالات علمی میں سے ہے، ص ۷:

فرمائیے۔ دلیل اس دعوی کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اور اگر قوت عملی اور ہمت میں انبیاء انبیوں سے زیادہ بھی

2...... ''تحذیر الناس''، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نبوّت وصف ذاتی ہے، ص ۹:

کنت نبیا و ادم بین الماء والطین بھی اسی جانب مشیر ہے کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جا بہ

3...... اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''باجماعِ مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعا کافر ہے''۔ "الفتاوی الرضویة"، ج۱٤، ص۲٦٦:

اسی طرح ایک اور مقام پر نقل فرماتے ہیں کہ: ''آئمہ دین فرماتے ہیں: ''جو کسی غیر خدا کو ازلی کہے باجماع مسلمین کافر ہے''۔'' شفا'' و ''نسیم''، میں فرمایا: (من اعترف بإلٰهية اللّٰه تعالی و وحدانيته لكنّه اعتقد قديماً غيره (أي: غير ذاته وصفاته، إشارة إلى مذهب إليه الفلاسفة من قِدمِ العالَمِ والعقول) أو صانعاً للعالَم سواه (كالفلاسفة الذين يقولون: إنّ الواحد لا يصدر عنه إلّا واحد) فذلك كلّه كفر (ومعتقده كافر بإجماع المسلمين، كالإلٰهيين من الفلاسفة والطبائعين) اهـ ملخصاً. یعنی: جس نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت کا اقرار کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے غیر کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھا (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے علاوہ، یہ فلاسفہ کے مذہب یعنی عالَم وعقول کے قدیم ہونے کی طرف اشارہ ہے) یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو صانعِ عالَم مانا (جیسے فلاسفہ جو کہ کہتے ہیں واحد سے نہیں صادر ہوتا ہے مگر واحد) تو یہ سب کفر ہے، (اور اس کے معتقد کے کافر ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے جیسے فلاسفہ کا فرقۂ الٰہیہ اور فرقۂ طبائعیہ) اھ، تلخیص (ت)۔ "الفتاوی الرضویة"، ج۲۷، ص۱۳۱.

انظر للتفصيل "**الكوكبة الشهابية**" ج ١٥، ص١٦٧، و"**سل السيوف**" ج ١٥، ص٢٣٩ في"الفتاوی الرضوية".

اِس گروہ کا یہ عام شیوہ ہے کہ جس امر میں محبوبانِ خدا کی فضیلت ظاہر ہو، طرح طرح کی جھوٹی تاویلات سے اسے باطل کرنا چاہیں گے اور وہ امر ثابت کریں گے جس میں تنقیص (1) ہو، مثلاً ''بَراہینِ قاطعہ'' صفحہ ۵۱ میں لکھ دیا کہ:

''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں۔'' (2)

اور اُس کو شیخ محدّثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط منسوب کر دیا، بلکہ اُسی صفحہ پر وسعتِ علمِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت یہاں تک لکھ دیا کہ:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ محیطِ زمین کا فخرِ عالَم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے...؟! کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالَم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نُصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' (3)

جس وسعتِ علم کو شیطان کے لیے ثابت کرتا اور اُس پر نص ہونا بیان کرتا ہے، اُسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شرک بتاتا ہے تو شیطان کو خدا کا شریک مانا اور اُسے آیت و حدیث سے ثابت جانا۔ بے شک شیطان کے بندے شیطان کو مستقل خدا نہیں تو خدا کا شریک کہنے سے بھی گئے گزرے، ہر مسلمان اپنے ایمان کی آنکھوں سے دیکھے کہ اِس قائل نے ابلیسِ لعین کے علم کو

---

(1)...... عظمت و شان گھٹانا۔

(2)...... "براهين قاطعه" بجوا ب "أنوار ساطعه"، مسئله علم غيب، ص ٥٥:

علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری مایفعل بی ولا بکم الحدیث اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحرالرائق وغیرہ کتب سے لکھا گیا تیسرے اگر افضلیت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق

(3)...... "براهين قاطعه" بجواب "أنوار ساطعه"، مسئله علم غيب، ص ٥٥:

دور از علم و عقل ہے، الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم سے زائد بتایا یا نہیں؟ ضرور زائد بتایا! اور شیطان کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا! اور پھر اس شرک کو نص سے ثابت کیا۔ یہ تینوں امر صریح کفر اور قائل یقینی کافر ہے۔ کون مسلمان اس کے کافر ہونے میں شک کرے گا...؟!

''حفظ الایمان'' صفحہ ۷ میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے علم کی نسبت یہ تقریر کی:

''آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب؟ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اِس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علمِ غیب تو زید وعَمرو، بلکہ ہر صبی ومجنون، بلکہ جمیع حیوانات وبَہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''[1]

مسلمانو! غور کرو کہ اِس شخص نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں کیسی صریح گستاخی کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) جیسا علم زید وعَمرو تو زید وعَمرو، ہر بچے اور پاگل، بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہونا کہا۔ کیا ایمانی قلب ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کر سکتے ہیں...؟ ہرگز نہیں! اس قوم کا یہ عام طریقہ ہے کہ جس چیز کو اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے منع نہیں کیا، بلکہ قرآن وحدیث سے اس کا جواز ثابت، اُس کو ممنوع کہنا تو درکنار، اُس پر شرک وبدعت کا حکم لگا دیتے ہیں، مثلاً مجلسِ میلاد شریف اور قیام وایصالِ ثواب وزیارتِ قبور وحاضریٔ بارگاہِ بیکس پناہ سرکارِ مدینہ طیبہ، وعُرسِ بزرگانِ دین وفاتحۂ سوم وچہلم، واستمداد بأرواحِ انبیا واولیا اور مصیبت کے وقت انبیا واولیا کو پکارنا وغیرہا، بلکہ میلاد شریف کی نسبت تو ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ ۱۴۸ میں یہ ناپاک لفظ لکھے:

''پس یہ ہر روز اِعادہ ولادت کا تو مثلِ ہنود کے، کہ سانگ کنہیا[2] کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں، یا مثلِ

---

[1]...... ''حفظ الإیمان''، جواب سؤال سوم، ص۱۳:

مٹا دیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل)، بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے

[2]...... کنہیا ہندوؤں کے ایک اوتار سری کرشن کا لقب ہے، یہ لوگ ہر سال وقتِ معیّن پر اُس کی پیدائش کا ڈرامہ کرتے ہیں۔

روافض کے، کہ نقلِ شہادتِ اہلبیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ (1) آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکتِ قبیحہ، قابلِ لَوم (2) وحرام وفسق ہے، بلکہ یہ لوگ اُس قوم سے بڑھ کر ہوئے، وہ تو تاریخِ معیّن پر کرتے ہیں، اِن کے یہاں کوئی قید ہی نہیں، جب چاہیں یہ خرافاتِ فرضی بناتے ہیں۔" (3)

---

1 ...... یعنی تماشا۔

2 ...... بُری حرکت، ملامت کے لائق۔

3 ...... "براهين قاطعه"، نقل فتوی رشید احمد گنگوہی... إلخ، ص ۱۵۲.

ہونا چاہیئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں
یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذاللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام
وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہے یہ خرافات فرضی بناتے
ہیں اور اس امر کی شرع میں کہیں نظیر ہی نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جاوے بلکہ یہ شرع میں حرام ہے لہٰذا

(۴) غیرمقلدین: یہ بھی وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے، وہ چند باتیں جو حال میں وہابیہ نے اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بکی ہیں، غیر مقلدین سے ثابت نہیں، باقی تمام عقائد میں دونوں شریک ہیں اور اِن حال کے اشد دیوبندی کفروں میں بھی وہ یوں شریک ہیں کہ ان پر اُن قائلوں کو کافر نہیں جانتے اور اُن کی نسبت حکم ہے کہ جو اُن کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ ایک نمبر اِن کا زائد یہ ہے کہ چاروں مذہبوں سے جدا، تمام مسلمانوں سے الگ انھوں نے ایک راہ نکالی، کہ تقلید کو حرام و بدعت کہتے اور ائمۂ دین کو سبّ و شتم سے یاد کرتے ہیں۔ مگر حقیقۃً تقلید سے خالی نہیں، ائمۂ دین کی تقلید تو نہیں کرتے، مگر شیطانِ لعین کے ضرور مقلّد ہیں۔ یہ لوگ قیاس کے منکِر ہیں اور قیاس کا مطلقاً اِنکار کفر[1] تقلید کے منکر ہیں اور تقلید کا مطلقاً انکار کفر۔[2]

مسئلہ: مطلق تقلید فرض ہے[3] اور تقلیدِ شخصی واجب۔[4]

ضروری تنبیہ: وہابیوں کے یہاں بدعت کا بہت خرچ ہے، جس چیز کو دیکھیے بدعت ہے، لہٰذا بدعت کسے کہتے ہیں اِسے بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بدعتِ مذمومہ وقبیحہ وہ ہے، جو کسی سنّت کے مخالف ومزاحم ہو[5] اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔ اور مطلق بدعت تو مستحب، بلکہ سنّت، بلکہ واجب تک ہوتی ہے۔[6] ----------

1...... في "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع، أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٧١: (رجل قال: قياس أبي حنيفة رحمه الله تعالى حق نيست يكفر كذا في "التتارخانية"). "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٩٢.

2...... "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٩٠.

3...... "الفتاوى الرضوية"، ج١١، ص٤٠٤، ج٢٩، ص٣٩٢.

4...... "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٧٠٣ ـ ٧٠٤.

5...... في "المرقاة"، كتاب الإيمان، ص٣٦٨: (قال الشافعي رحمه الله: (ما أحدث مما يخالف الكتاب أو السنة أو الأثر أو الإجماع فهو ضلالة، وما أحدث من الخير مما لا يخالف شيئاً من ذلك فليس بمذموم).

6...... في "المرقاة"، كتاب الإيمان، ص٣٦٨: (قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام في آخر كتاب القواعد: البدعة إمّا واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله ورسوله، وكتدوين أصول الفقه والكلام في الجرح والتعديل، وإمّا محرمة كمذهب الجبرية والقدرية والمرجئة والمجسمة، والرد على هؤلاء من البدع الواجبة؛ لأنّ حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية، وإمّا مندوبة كإحداث الربط والمدارس، وكل إحسان لم يعهد في الصدر الأول وكالتراويح أي: بالجماعة العامة والكلام في دقائق

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں:

((نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ.))[1]

''یہ اچھی بدعت ہے۔''

حالانکہ تراویح سنّتِ مؤکدہ ہے[2]، جس امر کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو وہ ہرگز بدعتِ قبیحہ نہیں ہوسکتا، ورنہ خود وہابیہ کے مدارس اور اُن کے وعظ کے جلسے، اس ہیأتِ خاصہ کے ساتھ ضرور بدعت ہوں گے۔ پھر انھیں کیوں نہیں موقوف کرتے...؟ مگران کے یہاں تو یہ ٹھہری ہے کہ محبوبانِ خدا کی عظمت کے جتنے اُمور ہیں، سب بدعت اور جس میں اِن کا مطلب ہو، وہ حلال وسنت۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

الصوفية، وإمّا مكروهة كزخرفة المساجد وتزويق المصاحف يعني عند الشافعية، وأمّا عند الحنفية فمباح، والتوسع في لذائذ المآكل والمشارب والمساكن وتوسيع الأكمام، وقد اختلف في كراهة بعض ذلك أي: كما قدمنا،...... وقال عمر رضي الله عنه في قيام رمضان: نعمت البدعة ـ وروي عن ابن مسعود: ((ما رآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن))، وفي حديث مرفوع: ((لا يجتمع أمتي على الضلالة)) رواه مسلم)، ملخصاً.

[1] ...... عن عبد الرحمن بن عبد القاري أنّه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب في رمضان إلى المسجد، فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: (والله إني لأراني لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان أمثل، فجمعهم على أبي بن كعب، قال ثم خرجت معه ليلة أخرى والناس يصلون بصلاة قارئهم فقال عمر: نعمت البدعة هذه، والتي تنامون عنها أفضل من التى تقومون يعنى آخر الليل وكان الناس يقومون أوله).

"الموطأ" للإمام مالك، كتاب الصلاة في رمضان، باب ما جاء في قيام رمضان، الحديث: ٢٥٥، ج١، ص١٢٠.

و"صحيح البخاري"، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ٢٠١٠، ج٢، ص١٥٧.

[2] ...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، مبحث صلاة التراويح، (التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً). ج٢، ص٥٩٦ـ٥٩٧.

امامت کا بیان

امامت دو۲ قسم ہے:

(۱) صغریٰ۔ (۲) کبریٰ۔[1]

امامتِ صغریٰ، امامتِ نماز ہے[2]، اِس کا بیان اِن شاءاللہ تعالیٰ کتابُ الصلاۃ میں آئے گا۔

امامتِ کبریٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام اُمورِ دینی ودنیوی میں حسبِ شرع تصرّفِ عام کا اختیار رکھے اور غیرِ معصیت میں اُس کی اطاعت، تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔[3] اِس امام کے لیے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی، علوی، معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔[4] اِن کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے، جس سے اُن کا یہ مقصد ہے کہ برحق اُمرائے مؤمنین خلفائے ثلٰثہ ابوبکر صدیق وعمرِ فاروق

1...... (هي صغرى و كبرى). "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة ، ج٢، ص ٣٣١.

2...... (والصغرى ربط صلاة المؤتم بالإمام) "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة ، ج٢، ص٣٣٧.

3...... في "المقاصد"، الفصل الرابع في الإمامة، ج٣، ص٤٩٦: (الإمامة: وهي رياسة عامة في أمر الدين والدنيا خلافة عن النبي صلى الله عليه وسلم).

وفي "المسامرة"، الأصل السابع في الإمامة، ص٢٩٥: (الإمامة بأنّها خلافة الرسول في إقامة الدين وحفظ حوزة الملة بحيث يجب اتباعه على كافة الأمة).

و"رد المحتار"، باب الإمامة، ج٢، ص٣٣٢.

وفي "شرح المقاصد"، الفصل الرابع في الإمامة، ج٣، ص٤٧٠: (يجب طاعة الإمام ما لم يخالف حكم الشرع).

4...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٣٣: (ويشترط كونه مسلماً حراً ذكراً عاقلاً بالغاً قادراً قرشياً، لا هاشمياً علوياً معصوماً).

وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث الإمامة، ص١٥٦: (ولا يشترط أن يكون هاشمياً أو علوياً، ولا يشترط في الإمام أن يكون معصوماً). ملتقطاً.

وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الرابع في الإمامة، ص١٩٠۔١٩١: (ولا يشترط كونه هاشمياً، ولا معصوماً؛ لأنّ العصمة من خصائص الأنبياء). ملتقطاً.

وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت سے جدا کریں[1]، حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اِجماع ہے۔[2] مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وحضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُن کی خلافتیں تسلیم کیں[3]۔

---

1 ...... في "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج٢، ص٣٣٣ ـ ٣٣٤: (قوله: لا هاشمياً...الخ) أي: لا يشترط كونه هاشمياً: أي: من أولاد هاشم بن عبد مناف كما قالت الشيعة نفياً لإمامة أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله تعالى عنهم، ولا علوياً: أي: من أولاد عليّ بن أبي طالب كما قال به بعض الشيعة نفياً لخلافة بني العباس، ولا معصوماً كما قالت الإسماعيلية والاثنا عشرية: أي: الإمامية).

2 ...... في "شرح المقاصد"، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج٣، ص٤٨٢: (وكفى بإجماع المسلمين على إمامة الأئمة الثلاثة حجة عليهم).

3 ...... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں: امام اسحٰق بن راہویہ ودار قطنی وابن عساکر وغیرہم بطرقِ عدیدہ واسانید کثیرہ راوی، دو شخصوں نے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ان کے زمانہ خلافت میں دربارہ خلافت استفسار کیا: اعهدعهده إليك النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أم رائ رأيته. کیا یہ کوئی عہد وقرارداد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے فرمایا: بل رائ رأيته بلکہ ہماری رائے ہے أما أن يكون عندي عهد من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عهده إليّ في ذلك فلا، والله لئن كنت أوّل من صدّق به فلا أكون أوّل من كذب عليه. رہا یہ کہ اسباب میں میرے لئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی عہدہ قرارداد فرمادیا ہو سو خدا کی قسم ایسا نہیں، اگر سب سے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور پر افتراء کرنے والا نہ ہوں گا، ولو كان عندي منه عهد في ذلك ما تركت أخا بني تيم بن مرة وعمر بن الخطاب يثوبان على منبره ولقاتلتهما بيدي ولو لم اجد إلّا بردتي هذه. اور اگر اسباب میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد ہوتا تو میں ابوبکر وعمر کو منبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جست نہ کرنے دیتا اور بیشک اپنے ہاتھ سے اُن سے قتال کرتا اگرچہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی ساتھی نہ پاتا ولكن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لم يقتل قتلا ولم يمت فجأة مكث في مرضه أيّاماً وليا لي يأتيه المؤذن فيؤذنه بالصلاة فيأمر أبابكر فيصلي بالناس وهو يرى مكاني ثم يأتيه المؤذن فيؤذنه بالصلاة فيأمر أبابكر فيصلي بالناس وهو يرى مكاني بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ کچھ قتل نہ ہوئے نہ یکا یک انتقال فرمایا بلکہ کئی دن رات حضور کو مرض میں گزرے، مؤذن آتا نماز کی اطلاع دیتا، حضور ابوبکر کو امامت کا حکم فرماتے حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود تھا، پھر مؤذن آتا اطلاع دیتا حضور ابوبکر ہی کو امامت دیتے حالانکہ میں کہیں غائب نہ تھا، ولقد أرادت إمرأة من نسائه أن تصرفه عن أبي بكر فأبى وغضب وقال :أنتنّ صواحب يوسف مروا أبابكر فليصل بالناس. اور خدا کی قسم ازواج مطہرات میں سے ایک بی بی نے اس معاملہ کو ابوبکر سے پھیرنا چاہا تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مانا اور غضب کیا اور فرمایا تم وہی یوسف (علیہ السلام) والیاں ہو، ابوبکر کو حکم دو کہ امامت کرے، فلمّا قبض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نظرنا في أمورنا فاخترنا لدنيا نا من رضيه رسول الله

اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا، مولیٰ علی، علوی کیسے ہو سکتے ہیں! رہی عصمت، یہ انبیا و ملائکہ کا خاصہ ہے، جس کو ہم پہلے بیان کر آئے[1]، امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔[2]

مسئلہ (۱): محض مستحقِ امامت ہونا امام ہونے کے لیے کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ اہلِ حَلّ وعقد[3] نے اُسے امام مقرر کیا ہو، یا امامِ سابق نے۔[4]

صلى اللّه تعالى عليه وسلم لديننا فكانت الصلوة عظيم الإسلام وقوام الدين، فبايعنا أبابكر رضي اللّه تعالى عنه فكان لذلك أهلاً لم يختلف عليه منا اثنان. پس جبکہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اسے پسند کرلیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی لہذا ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور وہ اس کے لائق تھے ہم میں کسی نے اس بارہ میں خلاف نہ کیا۔ یہ سب کچھ ارشاد کر کے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ نے فرمایا: فأدّيت إلى أبي بكر حقه وعرفت له طاعته وغزوت معه في جنوده وكنت اٰخذاً إذا أعطاني وأغزو إذا غزاني وأضرب بين يديه الحدود بسوطي. پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا اور ان کی اطاعت لازم جانی اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جہاد کیا جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے میں جاتا اور انکے سامنے اپنے تازیانہ سے حد لگاتا............ پھر بعینہ یہی مضمون امیر المومنین فاروق اعظم و امیر المومنین عثمان غنی کی نسبت ارشاد فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔
"الفتاوى الرضوية"، ج٢٨، ص٤٧٢-٤٧٣.

1...... دیکھیں اسی کتاب کا صفحہ نمبر ۳۸۔

2...... في "شرح المقاصد"، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج٣، ص٤٨٤: (من معظم الخلافيات مع الشيعة اشتراطهم أن يكون الإمام معصوما).

3...... دینی اور دنیاوی انتظامی معاملات کو جاننے والے۔

4...... في "الفقه الأكبر"، نصب الإمام واجب، ص١٤٦: (الإمامة تثبت عند أهل السنة والجماعة إمّا باختيار أهل الحل والعقد من العلماء وأصحاب العدل والرأي كما تثبت إمامة أبي بكر رضي اللّه عنه، وإمّا بتنصيص الإمام وتعيينه كما تثبت إمامة عمر رضي اللّه عنه باستخلاف أبي بكر رضي اللّه عنه إياه).

وفي "المسامرة"، ما يثبت عقد الإمامة، ص٣٢٦: (ويثبت عقد الإمامة) بأحد أمرين: (إمّا باستخلاف الخليفة إيّاه كما فعل أبو بكر الصديق رضي اللّه عنه) حيث استخلف عمر رضي اللّه عنه، وإجماع الصحابة على خلافته بذلك إجماع على صحة الاستخلاف، (وإمّا بيعة) من تعتبر بيعة من أهل الحل والعقد، ولا يشترط بيعة جميعهم، ولا عدد محدود، بل يكفي بيعة (جماعة من العلماء أو) جماعة (من أهل الرأي والتدبير).

مسئلہ(۲): امام کی اِطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے، جبکہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو، خلافِ شریعت میں کسی کی اطاعت نہیں۔[1]

مسئلہ(۳): امام ایسا شخص مقرر کیا جائے، جو شجاع اور عالم ہو، یا علماء کی مدد سے کام کرے۔

مسئلہ(۴): عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں[2]، اگر نابالغ کو امامِ سابق نے امام مقرر کر دیا ہو تو اس کے بلوغ تک کے لیے لوگ ایک والی مقرر کریں کہ وہ احکام جاری کرے اور یہ نابالغ صرف رسمی امام ہوگا اور حقیقۃً اُس وقت تک وہ والی اِمام ہے۔[3]

---

1 ...... ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ پ٥، النساء:٥٩.

في "تفسير المدارك"، ص٢٣٤، تحت الآية: (دلت الآية على أنّ طاعة الأمراء واجبة إذا وافقوا الحق، فإذا خالفوه فلا طاعة لهم لقوله عليه السلام: ((لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق))).

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((السمع والطاعة حق ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة)). "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب السمع والطاعة للإمام، الحديث: ٢٩٥٥، ج٢، ص٢٩٧.

عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة)).

"صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام مالم تكن معصية، الحديث: ٧١٤٤، ج٤، ص٤٥٥.

"صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء...... إلخ، الحديث: ١٨٣٩، ص١٠٠٨.

في "الدر المختار": (طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فرض).

وفي "ردّ المحتار": (والأصل فيه قوله تعالى: ﴿وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ وقال صلى الله عليه وسلم: ((اسمعوا وأطيعوا ولو أمّر عليكم عبد حبشي أجدع)) ، وروي: ((مجدع)). وعن ابن عمر أنه عليه الصلاة والسلام قال: ((عليكم بالسمع والطاعة لكلّ من يؤمر عليكم ما لم يأمركم بمنكر))، ففي المنكر لا سمع ولا طاعة).

"الدر المختار" مع "رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب البغاة، ج٦، ص٤٠٣-٤٠٤.

2 ...... في "المسامرة" بشرح "المسايرة"، الأصل التاسع: شروط الإمام، ص٣١٨: (لا تصحّ إمامة الصبي والمعتوه؛ لقصور كلّ منهما عن تدبير نفسه، فكيف تدبير الأمور العامة؟...... وأنّ إمامة المرأة لا تصحّ؛ إذ النساء ناقصات عقل ودين كما ثبت به الحديث الصحيح)، ملتقطاً.

3 ...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٣٥-٣٣٦: وتصح سلطنة متغلب للضرورة، وكذا صبي. وينبغي أن يفوّض أمور التقليد على وال تابع له، والسلطان في الرسم هو الولد، وفي الحقيقة هو الوالي لعدم صحة إذنه بقضاء

عقیدہ (۱): نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد خلیفۂ برحق و امامِ مطلق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمرِ فاروق، پھر حضرت عثمانِ غنی، پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہم ہوئے [1]، اِن حضرات کو خلفائے راشدین اور اِن کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں [2]، کہ انھوں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔

عقیدہ (۲): بعد انبیاو مرسلین، تمام مخلوقاتِ الٰہی انس و جن و مَلک سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروقِ اعظم، پھر عثمٰن غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالٰی عنہم [3]،

وجمعة كما في "الأشباه" عن "البزازية"، وفيها: لو بلغ السلطان أو الوالي يحتاج إلى تقليد جديد).

وفي "رد المختار"، تحت قوله: (وكذا صبي) أي: تصح سلطنته للضرورة، لكن في الظاهر لا حقيقة. قال في "الأشباه": وتصح سلطنته ظاهراً، قال في "البزازية": مات السلطان واتفقت الرعية على سلطنة ابن صغير له ينبغي أن تفوّض أمور التقليد على وال، ويعدّ هذا الوالي نفسه تبعاً لابن السلطان لشرفه والسلطان في الرسم هو الابن، وفي الحقيقة هو الوالي لعدم صحة الإذن بالقضاء والجمعة ممن لا ولاية له اهـ. أي: لأن الوالي لو لم يكن هو السلطان في الحقيقة لم يصح إذنه بالقضاء والجمعة، لكن ينبغي أن يقال: إنّه سلطان إلى غاية وهي بلوغ الابن، لئلا يحتاج إلى عزله عند تولية ابن السلطان إذا بلغ. تأمل).

[1] ...... في "منح الروض الأزهر"، ص٦٨: (خلافة النبوة ثلاثون، منها خلافة الصديق رضي الله عنه سنتان وثلاثة أشهر، وخلافة عمر رضي الله عنه عشر سنين ونصف، وخلافة عثمان رضي الله عنه اثنتا عشرة سنة، وخلافة عليّ رضي الله عنه أربع سنين وتسعة أشهر، وخلافة الحسن ابنه ستة أشهر).

في "شرح العقائد النسفية"، مبحث أفضل البشر بعد نبينا أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي...... إلخ، ص١٥٠: (وخلافتهم أي: نيابتهم عن الرسول في إقامة الدين بحيث يجب على كافة الأمم الا تباع على هذا الترتيب أيضًا يعني: أنّ الخلا فة بعد رسول الله عليه السلام لأبي بكر ثم لعمر ثم عثمان ثم لعلي رضي الله تعالى عنهم).

وفي "النبراس"، وخلافة الخلفاء الراشدين، ص٣٠٨: (في رواية: الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تكون ملكاً عضوضاً، وقد استشهد عليّ رضي اللّه عنه على رأس ثلثين سنة أي: نهايتها من وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم، هذا تقريب، والتحقيق أنّه كان بعد عليّ نحو ستة اشهر باقية من ثلثين سنة وهي مدة خلا فة الحسن بن علي رضي الله عنهما). و"المسامرة"، ص٣١٦.

[2] ...... في "فيض القدير"، ج٤، ص٦٦٤، تحت الحديث: ٦٠٩٦: ((وسنة)) أي: طريقة ((الخلفاء الراشدين المهديين)) والمراد بالخلفاء الأربعة والحسن رضى الله عنهم).

[3] ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث أفضل البشر بعد نبينا... إلخ، ص١٤٩ ـ ١٥٠: (وأفضل البشر بعد نبينا (أي: بعد الأنبياء) أبو بكر الصديق، ثم الفاروق، ثم عثمان ذوالنورين، ثم علي المرتضى)، ملخصاً.

وفي "منح الروض الأزهر"، للقاري، باب أفضل الناس بعده عليه الصلاة والسلام الخلفاء الأربعة على...... إلخ، ص ٦١ ـ٦٣: (وأفضل الناس بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم: أبو بكر الصديق رضي الله عنه، ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن أبي طالب رضوان الله تعالى عليهم أجمعين).

اعلی حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں: ''اہل سنت وجماعت نصرہم اللہ تعالی کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر صلوات اللہ تعالی وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں، تمام امم اولین وآخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی وعظمت وعزت ووجاہت وقبول وکرامت وقرب وولایت کو نہیں پہنچتا۔

﴿وَاَنَّ الْـفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ فضل اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے (ت)۔

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی، پھر مولی علی صلی اللہ تعالی علی سیدہم، وموالاہم وآلہ وعلیہم وبارک وسلم۔ اس مذہبِ مہذب پر آیاتِ قرآنِ عظیم واحادیثِ کثیرہ حضور پرنور نبی کریم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم وارشادات جلیلۂ واضحۂ امیر المؤمنین مولی علی مرتضی ودیگر ائمہ اہلبیت طہارت وارتضاواجماعِ صحابۂ کرام وتابعین عظام وتصریحاتِ اولیائے امت وعلمائے امت رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ وحجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہوسکتا۔ "الفتاوى الرضوية"، ج٢٨، ص٤٧٨.

☆ نوٹ: ''فتاوی رضویہ'' شریف کے مندرجہ ذیل کلام میں قوسین ( ) کی عبارت، حضرت خلیل ملت علامہ مولانا خلیل خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ہے۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

اب ان سب میں افضل واعلیٰ واکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح۔ ؎

دہ یارِ بہشتی اند قطعی بوبکر و عمر عثمان و علی
سعد ست سعید و بوعبیدہ طلحہ ست و زبیر و عبدالرحمٰن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت (ملّت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) وچار انہار باغ شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص وفضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (ومتبادر ومفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔ ؎

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم

بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے)۔

علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستانِ معرفت، امام الواصلین، سیّد العارفین، (واصلانِ حق کے امام اہل معرفت کے پیش رو) خاتم خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولی المسلمین، امیر المومنین ابوالائمۃ الطاہرین (پاک طینت، پاکیزہ خصلت، اماموں کے جدامجد طاہر مطہر، قاسم کوثر، اسداللہ الغالب، مظہر العجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا ومولانا علی بن ابی طالب کرم اللّٰہ تعالیٰ وجھہ الکریم وحشرنا في زمرتہ في یوم عقیم کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے ان) کے مناقب جلیلہ (اوصافِ حمیدہ) ومحامد جمیلہ (خصائل حسنہ) جس کثرت وشہرت کے ساتھ (کثیر ومشہور زبان زد عام وخواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضرات شیخین، صاحبین صہرین (کہ ان کی صاحبزادیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں اور امہات المومنین مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہلائیں) وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں جبرائیل ومیکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المومنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس شوریٰ کے رکن اعظم (ضجیعین (ہم خوابہ اور دونوں اپنے آقا ومولیٰ کے پہلو بہ پہلو آج بھی مصروفِ استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار وغمگسار) سیّدنا ومولٰنا عبداللہ العتیق ابوبکر صدیق وجناب حق مآب ابوحفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بعد انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک وتعالیٰ سے جو قرب ونزدیکی اور بارگاہِ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت وسربلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبا نہیں اور منازل جنت ومواہب بے منت میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل وفواضل (فضیلتوں اور خصوصی بخششوں) وحسنات طیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہیں کو تقدم وپیشی (یہی سب پر مقدم۔، یہی پیش پیش) ہمارے علماء وآئمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادتِ کونین وشرافتِ دارین حاصل کی (ان کے خصائل تحریر میں لائے، ان کے محاسن کا ذکر فرمایا ان کے اولیات وخصوصیات گنائے) ورنہ غیر متناہی (جو ہماری فہم وفراست کی رسائی سے ماورا ہو۔ اس) کا شمار کس کے اختیار واللہ العظیم اگر ہزاروں دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔

وعلی تفنن واصفیہ بحسنہ یغنی الزمان وفیہ ما لم یوصف

(اور اس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہو گیا اور اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)

مگر کثرتِ فضائل وشہرتِ فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا موجود اور پاکیزہ وبرتر عزتوں مرحمتوں کا مشہور ہونا) چیزے دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت وکرامت (سب سے افضل اور بارگاہِ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا۔) امرے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا وممتاز) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

﴿قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ﴾۔

اس کی کتاب کریم اوراس کا رسول عظیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والتسلیم علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں۔

کہ فرماتے ہیں: ((كنت عند النبي صلى الله عليه و سلم فاقبل أبو بكر وعمر، فقال: يا علي هذان سيّدا كهول أهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين)). "المسند" للإمام أحمد، الحديث: ٦٠٢، ج١، ص١٧٤.

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٦٨٥، ج٥، ص٣٧٦.

و"سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، الحديث: ١٠٠، ج١، ص٧٥.

''میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابوبکر وعمر سامنے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاء ومرسلین کے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا ارشاد ہے: ((أبو بكر وعمر خير الأولين والآخرين وخير أهل السموات وخير أهل الأرضين إلّا النبيين والمرسلين)). رواه الحاكم في "الكنى" وابن عدى وخطيب.

ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیا ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے۔

"كنز العمال"، كتاب الفضائل، فضائل أبي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما، ج١١، ص٢٥٦، الحديث: ٣٢٦٤٢.

خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت وسطوت (ودبدبہ) خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی (اور صاف صاف واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات علی الاطلاق بلاقید جہت وحیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسّی سے زیادہ صحابہ وتابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیت شیخ کریمین) کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف بہ کرّات ومرّات (بار بار موقع بہ موقع اپنی) جَلَوات وخلوات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں) ومشاہد عامہ ومساجد جامعہ (عامۃ الناس کی مجلسوں اور جامع مسجدوں) میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔

(ازاں جملہ وہ ارشاد گرامی کہ) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: قال: قلت لأبي: أيّ الناس خيرٌ بعد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم؟ قال: ((أبو بكر، قال: قلت: ثم من؟ قال: عمر)).

یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: عمر''۔

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٦٧١، ج٢، ص٥٢٢.

ابو عمر بن عبداللہ حکم بن حجل سے اور دار قطنی اپنی ''سنن'' میں راوی جناب امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

((لا أجد أحداً فضلني على أبي بكر وعمر إلّا جلدته حد المفتري)) "الصواعق المحرقة"، ص ٦٠.

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مُفتری (افتراء و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اسّی کوڑے ہیں۔

ابوالقاسم طلحی ''کتاب السنّۃ'' میں جناب علقمہ سے راوی: بلغ عليّا أنّ أقواماً يفضّلونه على أبي بكر وعمر فصعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: أيها الناس! ((أنّه بلغني أنّ أقواماً يفضّلوني على أبي بكر وعمر ولو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتر، عليه حد المفتري، ثم قال: إنّ خير هذه الأمة بعد نبيها صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أبو بكر ثم عمر ثم الله أعلم بالخير بعده، قال: وفي المجلس الحسن بن على فقال: والله لو سمّى الثالث لسمى عثمٰن)).

یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ لوگ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں۔ پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے سُنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم (وتنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مفتری (بہتان باندھنے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے، پھر فرمایا: بے شک بہتر اس امت کے بعد ان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد، اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ عنہ) بھی جلوہ فرما تھے انہوں نے ارشاد کیا: خدا کی قسم! اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمٰن کا نام لیتے۔ "إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء" بحواله أبي القاسم مسند علي بن أبي طالب، ج ١، ص ٦٨.

بالجملہ احادیثِ مرفوعہ واقوالِ حضرت مرتضوی واہلبیت نبوت اس بارے میں لاتعد ولاتحصی (بے شمار ولا انتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام) نے ان احادیث وآثار میں جو نگاہِ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی صدہا تصریحیں (سیکڑوں صراحتیں) علی الاطلاق پائیں کہیں جہت وحیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضیلت (حاصل ہے) لہٰذا انہوں نے عقیدہ کرلیا کہ گو فضائل خاصہ وخصائص فاضلہ (مخصوص فضیلتیں اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل کُشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل (اور بعطائے الٰہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے نہ پائے جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے (کہ امیرین وزیرین کو وہ خصائصِ غالیہ اور فضائل عالیہ بارگاہِ الٰہی سے مرحمت ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کلّی (کسی جہت وحیثیت کا لحاظ کیے بغیر فضیلت مطلقہ کُلّیہ) جو کثرتِ ثواب وزیادتِ قُربِ ربّ الارباب سے عبارت ہے وہ انہیں کو عطا ہوا (اوروں کے نصیب میں نہ آیا)۔

اور (یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ) اس عقیدہ کا خلاف اوّل تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض کہیں بوئے خلاف پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ (علی) واہلبیت کرام (صاحب البیت ادریٰ بما فیہ کے مصداق اسرارخانہ سے مقابلۃً واقف تر) کیوں بلاتقیید (کسی جہت وحیثیت کی قید کے بغیر) انہیں

جوشخص مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ بد مذہب ہے۔[1]

افضل وخیرامت وسردار اوّلین وآخرین بتاتے، کیا آیہ کریمہ: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ (تو ان سے فرمادو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں)

وحدیث صحیح: ((من كنتُ مولاه فعلي مولاه)). (جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے)۔

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٧٣٣، ج٥، ص٣٩٨.

"سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، الحديث: ١٢١، ج١، ص٨٦.

اور خبر شدید الضعف وقوی الجرح (نہایت درجہ ضعیف وقابل شدید جرح وتعدیل) ((لحمك لحمي ودمك دمي)) (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)۔

"كنز العمال"، كتاب الفضائل، فضائل علي رضي الله تعالى عنه، ج١١، ص ٢٧٩، الحديث: ٣٢٩٣٣.

برتقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت وصحیح مان لی جائے) وغیر ذلک (احادیث واخبار) سے انہیں آ گاہی نہ تھی۔ (ہوش وحواس علم وشعور اور فہم وفراست میں یگانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرارِ درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں عمریں گزار دیں) یا (انہیں آ گاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلالۃ الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت وشرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے۔) یا سمجھے۔ (حقیقتِ حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تقیہ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کسے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصریحات بیّنہ وقاطع الدلالۃ (روشن صراحتوں قطعی دلالتوں) وغیر محتملۃ الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر پھیر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمد للہ رب العلمین کہ حق تبارک وتعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لیے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی وہدایت کے لیے کافی) اور متعصب کو (کہ آتش غلو میں سلگتا اور ضد ونفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غیظ بے نہایت {قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ﴾ (انہیں آتش غضب میں جلنا مبارک) (ہم مسلمانانِ اہلسنت کے نزدیک حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی محبت علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مقتضیٰ ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اَسّی کوڑوں کے استحقاق سے بچئے (والعیاذ باللہ)''۔ ''الفتاوى الرضوية''، ج٢٩، ص٣٦٣ تا ٣٧٠.

[1]...... في "الفتاوى البزازيه"، كتاب السير، نوع فيما يتصل به... إلخ، ج٦، ص٣١٩: (الرافضي إن كان يفضل علياً عليهما فهو مبتدع)، هامش "الهندية".

وفي "فتح القدير"، باب الإمامة، ج١، ص٣٠٤: (وفي الروافض أنّ من فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع).

وفي "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، إمامة العبد والأعرابي والفاسق...إلخ، ج١، ص٦١١: (والرافضي إن فضل علياً على غيره فهو مبتدع).

عقیدہ (۳): افضل کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت ومنزلت والا ہو، اسی کو کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں، نہ کثرتِ اجر، کہ بارہا مفضول کے لیے ہوتی ہے۔[1] حدیث میں ہمراہیانِ سیّدنا امام مہدی کی نسبت آیا کہ: ''اُن میں ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے، صحابہ نے عرض کی: اُن میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا: بلکہ تم میں کے۔''[2]

تو اجر اُن کا زائد ہوا، مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے، زیادت درکنار، کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابیت! ، اس کی نظیر بلاتشبیہ یوں سمجھیے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیے اور وزیر کو خالی پروانۂ خوشنودیٔ مزاج دیا تو انعام انھیں کو زائد ملا، مگر کہاں وہ اور کہاں وزیرِ اعظم کا اِعزاز؟

عقیدہ (۴): ان کی خلافت بر ترتیبِ فضیلت ہے، یعنی جو عنداللہ افضل واعلیٰ واکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا، نہ کہ افضلیت بر ترتیبِ خلافت، یعنی افضل یہ کہ مُلک داری ومُلک گیری میں زیادہ سلیقہ، جیسا آج کل سُنّی بننے والے تفضیلیے کہتے ہیں[3]۔

---

1 ...... یعنی اکثر وبیشتر اجر کی زیادتی ایسے شخص کے لیے ہوتی ہے جو افضل نہ ہو۔

2 ...... عن أبي أمية الشعباني قال: أتيت أبا ثعلبة الخشني فقلت له: كيف تصنع بهذه الآية؟ قال: أيَّةُ آية؟ قلت: قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ قال: أمَا والله لقد سألت عنها خبيرا سألت عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ((بل ائتمروا بالمعروف وتناهوا عن المنكر حتى إذا رأيت شحّاً مطاعاً وهوًى متّبعاً، ودنيًا مؤثرةً وإعجاب كل ذي رأي برأيه فعليك بخاصة نفسك ودع العوامّ، فإنّ من ورائكم أياماً الصبر فيهن مثل القبض على الجمر، للعامل فيهن مثل أجر خمسين رجلا يعملون مثل عملكم))، قال عبد الله بن المبارك: وزادني غير عتبة قيل: يا رسول الله! أجر خمسين منّا أو منهم، قال: ((لا، بل أجر خمسين رجلاً منكم)).

"سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب ومن سورة المائدة، الحديث: ٣٠٧٩، ج٥، ص٤٢.

و"ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ...إلخ﴾، الحديث: ٤٠١٤، ج٤، ص٣٦٥.

في "فتح الباري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ج٧، ص٦، تحت الحديث: ٣٦٥١: (أنّ حديث: ((للعامل منهم أجر خمسين منكم)) لا يدلّ على أفضلية غير الصحابة على الصحابة؛ لأنّ مجرد زيادة الأجر لا يستلزم ثبوت الأفضلية المطلقة، وأيضاً فالأجر إنّما يقع تفاضله بالنسبة إلى ما يماثله في ذلك العمل، فأمّا ما فاز به من شاهد النبي صلى الله عليه وسلم من زيادة فضيلة المشاهدة فلا يعدله فيها أحد).

3 ...... في "مجموعة الحواشي البهية"، "حاشية عصام" على "شرح العقائد"، ج٢، ص٢٣٦: (قوله: "على هذا الترتيب أيضاً": يشعر أنّ مبني ترتيب الخلافة على ترتيب الأفضلية التي حكم بها السلف).

وفي "الطريقة المحمدية" مع شرح "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۹۳: (وأفضلهم أبو بكر الصديق رضي اللّٰه عنه، ثم عمر الفاروق، ثم عثمان ذو النورين، ثم علي المرتضى، وخلافتهم) أي: هؤلاء الأربعة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم كانت (على هذا الترتيب أيضاً) أي: كما هي فضيلتهم كذلك، (ثم) بعدهم في الفضيلة (سائر) أي: بقية (الصحابة رضي اللّٰه عنهم أجمعين).

وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الرابع في الإمامة، ص۱۹۱: (والإمام الحق بعد رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي اللّٰه تعالى عنهم أجمعين، والفضيلة على ترتيب الخلافة).

قال الإمام أحمد رضا في حاشيته "المعتمد المستند"، نمبر ۳۱٦، ص۱۹۱، تحت اللفظ: **"والفضيلة"** (تبع في هذه العبارة الحسنة الأئمة السابقين، وفيها ردّ على مفضلة الزمان المدعين السنية بالزور والبهتان حيث أوّلوا مسألة ترتيب الفضيلة بأنّ المعنى الأولوية للخلافة الدنيوية، وهي لمن كان أعرف بسياسة المدن وتجهيز العساكر وغير ذلك من الأمور المحتاج إليها في السلطنة، وهذا قول باطل خبيث مخالف لإجماع الصحابة والتابعين رضي اللّٰه تعالى عنهم، بل الأفضلية في كثرة الثواب وقرب الأرباب والكرامة عند اللّٰه تعالى، ولذا عبر عن المسألة في "الطريقة المحمدية" وغيرها في بيان عقائد السنة بأنّ أفضل الأولياء المحمديين أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي اللّٰه تعالى عنهم، وللعبد الضعيف في الردّ على هؤلاء الضالين كتاب حافل كافل بسيط محيط سمّيتُه "مطالع القمرين بإبانة سبقة العمرين" ۱۲).

یعنی: اور امام برحق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، اور (ان چاروں کی) فضیلت ترتیبِ خلافت کے موافق ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے حاشیہ میں ''والفضیلۃ'' کے تحت کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حسین عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ائمہ سابقین کی پیروی کی اور اس میں اس زمانے میں تفضیلیوں کا رد ہے جو جھوٹ اور بہتان کے بل پر سنّی ہونے کے مدّعی ہیں اس لئے کہ انہوں نے فضیلت میں ترتیب کے مسئلے کو (ظاہر سے) اس طرف پھیرا کہ خلافت میں اولویت (خلافت میں زیادہ حقدار ہونے) کا معنی دنیوی خلافت کا زیادہ حقدار ہونا، اور یہ اس کے لئے ہے کہ جو شہروں کے انتظام اور لشکر سازی، اور اس کے علاوہ دوسرے امور جن کے انتظام وانصرام کی سلطنت میں حاجت ہوتی ہے ان کا زیادہ جاننے والا ہو۔ اور یہ باطل خبیث قول ہے، صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے۔ بلکہ افضلیت ثواب کی کثرت میں اور رب الارباب (اللہ تعالیٰ) کی نزدیکی میں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بزرگی میں ہے، اسی لئے ''طریقہ محمدیہ'' وغیرہا کتابوں میں اہلسنت وجماعت کے عقیدوں کے بیان میں اس مسئلے کی تعبیر یوں فرمائی کہ اولیاء محمدیین (محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء) میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں، پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس ناتواں بندے کی ان گمراہوں کے رد میں ایک جامع کتاب ہے جو کافی اور مفصل اور تمام گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے جس کا نام میں نے '' **مطلع القمرین في إبانة سبقة العمرین** ''رکھا۔ ۱۲ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یوں ہوتا تو فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سب سے افضل ہوتے کہ اِن کی خلافت کو فرمایا:

((لَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَّفْرِيْ فَرْيَهُ، حَتّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.))[1]

اور صدیقِ اکبر کی خلافت کو فرمایا:

((فِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ.))[2]

عقیدہ (۵): خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرۂ مبشّرہ وحضرات حسنین واصحابِ بدر واصحابِ بیعۃ الرضوان کے لیے افضلیت ہے[3] اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔[4]

---

1 ...... میں نے کسی کو ایسا جواں مرد نہیں دیکھا جو اتنا کام کر سکے، حتیٰ کہ لوگ (اُن کے نکالے ہوئے پانی سے) سیراب ہوگئے۔

"سنن الترمذي"، كتاب الرؤيا، باب ما جاء في رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم الميزان والدلو، الحديث: ٢٢٩٦، ج٤، ص١٢٧.

2 ...... ان کے (دورانِ خواب، کنوئیں سے پانی) نکالنے میں کمزوری تھی، اللہ عزوجل انہیں معاف فرمائے۔

"صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، الحديث: ٣٦٧٦، ج٢، ص٥٢٤.

3 ...... في "شرح المسلم" للنووي، كتاب فضائل الصحابة، ص٢٧٢: (واتفق أهل السنة على أنّ أفضلهم أبوبكر، ثم عمر، قال جمهورهم: ثم عثمان، ثم علي، قال أبو منصورالبغدادي: أصحابنا مجمعون على أنّ أفضلهم الخلفاء الأربعة على الترتيب المذكور ثم تمام العشرة، ثم أهل بدر، ثم أُحد، ثم بيعة الرضوان)، ملتقطاً.

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، أفضلية الصحابة بعد الخلفاء، ص١١٩: (أجمع أهل السنة والجماعة على أنّ أفضل الصحابة أبو بكر فعمر فعثمان فعلي، فبقية العشرة المبشرة بالجنة، فأهل بدر، فباقي أهل أحد، فباقي أهل بيعة الرضوان بالحديبية).

4 ......﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَايَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ پ١٧، الأنبياء: ١٠١-١٠٣.

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ پ١١، التوبة: ١٠٠.

﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ پ٢٧، الحديد: ١٠.

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة)).

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب مناقب أبي محمد الحسن... إلخ، الحديث: ٣٧٩٣، ج٥، ص٤٢٦. =

= "سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، الحديث: ١١٨، ج١، ص٨٤.

عـن جابر عن أم مبشر عن حفصة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إني لأرجو أن لا يدخل النار إن شاء الله أحـد شهد بدراً والحديبية))، قالت: فقلت: أليس الله عزوجل يقول: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾، قال: فسمعته يقول: ﴿ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا﴾.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ٢٦٥٠٢، ج١٠، ص١٦٣.

﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ پ٢٦، الفتح: ١٨.

عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنّه قال: ((لا يدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة)).

"سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في الخلفاء، الحديث: ٤٦٥٣، ج٤، ص٢٨١.

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب في فضل من بايع تحت الشجرة، الحديث: ٣٨٨٦، ج٥، ص٤٦٢.

شیخ المحققین خاتم المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی مایہ ناز کتاب ''تکمیل الایمان'' میں فرماتے ہیں:

ذکر عشرہ مبشرہ:

باقي العشرة المبشرة: یعنی بعد از خلفاء اربعہ فضیلت بقیہ عشرہ مبشرہ کے لیے ہے۔ اور عشرہ مبشرہ جن کی عرفیت ہے، وہ دس صحابہ کرام ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دنیا میں جنت کی بشارت دے کر فرمایا: ((أبو بكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبد الرحمن بن عوف في الجنة وسعد بن أبي وقاص في الجنة وسعيد بن زيد في الجنة وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٧٦٨، ج٥، ص٤١٦.

و"المسند" للإمام أحمد، ج١، ص٤١٠، الحديث: ١٦٧٥.

یعنی: ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعید بن زید جنتی ہیں، ابوعبیدہ بن الجراح جنتی ہیں، (رضی اللہ تعالی عنہم)

یہ دس صحابہ کرام خیار امت، افاضل صحابہ، اکابر قریش، پیشوائے مہاجرین اور اقارب مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وسلم، ان کے لیئے سبقت ایمان اور خدمت اسلام ثابت ہے، جو کہ اوروں کے لئے نہیں ہے، ان کا جنتی ہونا قطعی ہے لیکن یہ قطعیت بشارت انہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ان کے سوا بھی اور اصحاب بشارت یافتہ ہیں مثلاً: سیدتنا فاطمہ، امام حسن، امام حسین، حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت سلمان، حضرت صہیب، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہم وغیرھا۔

ان دس اصحاب مبشرہ کی شہرت ولقب، وقوع بشارت ایک حدیث اور ایک وقت میں ہونے کی وجہ سے ہے اور ان کا ذکر عقائد کے ضمن میں بسبب اہتمام بشارت، اور اہل زیغ کے مذہب کے رد وابطال کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ ان کی شان میں گستاخی کرتے اور بے ادبی کی راہ چلتے

ہیں۔اور عام مخلوق جان لے کہ دخول جنت کی بشارت ان ہی دسوں کے ساتھ قطعی اور مخصوص ہے یہ گمان محض غلط اور صریح جہالت ہے۔

اور بعض عربی کے طالب علم جو ناپختہ اور عام جہلاء سے بڑھ کر ہیں کہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی بشارت ہے لیکن ان عشرہ مبشرہ کی بشارت قطعی ہے اور ان کے سوا اوروں کے لیئے ظنی ہے اور ان دسوں کی درجہ بشارت سے قوت وشہرت اور تواتر میں کم ہے۔اس گمان فاسد کی منشاء عدم تتبع احادیث اور علم حدیث کی خدمت میں کوتاہی کی وجہ سے ہے،اللہ تعالی ان سے درگزر فرمائے،ہم نے اس بحث کو اسی زمانہ میں ایک مستقل کتاب میں جس کا نام "تحقیق الإشارة في تعميم البشاره" ہے تفصیل وتحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے،اور مبشرین کے نام بھی جو کہ احادیث میں نظر سے گزرے ذکر کردیے ہیں۔

حق وصواب یہی ہے کہ خلفاء اربعہ،فاطمہ وحسن وحسین وغیرہم رضی اللہ عنہم کی بشارت مشہور اور اصل بحد تواتر معنوی ہے باقی عشرہ مبشرہ کی بشارت بھی بحد شہرت پہنچی ہوئی ہے اور بعض دیگر صحابہ بھی اخبار احاد سے تفاوت مراتب کے ساتھ صاحب بشارت ہیں،اور حکم غیر مبشرین کا یہ ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ:مومنین ومسلمین جنتی،اور کفار دوزخی،بغیر جزم ویقین،اور بلا قطعی کسی کے جنتی یا ناری کی خصوصیت کے،اس کی مکمل تحقیق کتاب مذکور میں ملاحظہ کریں۔وباللہ التوفیق۔

ذكر أهل بدر:

أهل بدر: یعنی بعد عشرہ مبشرہ کے فضیلت بدری اصحاب کے لئے ہے۔ اور اہل بدر تین سو تیرہ (۳۱۳) اصحاب ہیں وہ سب قطعی طور پر جنتی ہیں کیونکہ ان کی شان میں فرمایا گیا: ((إنّ الله قد اطّلع على أهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم)).

یعنی:بے شک اللہ تعالی اہل بدر کو مطلع فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ:جو چاہو عمل کرو بے شک میں نے تم کو بخش دیا۔

"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب الجاسوس، الحديث: ۳۰۰۷، ج۲، ص۳۱۱.

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ((لن يدخل الله النار رجلاً شهد بدراً والحديبية)). یعنی:اللہ تعالی بدر وحدیبیہ میں حاضر ہونے والوں کو ہرگز آگ میں داخل نہ کرے گا۔

ذكر أهل أحد:

فأحد: یعنی بعد از اہل بدر فضیلت اہل غزوہ اُحد کے لئے ہے جو کہ سال چہارم ہجری میں واقع ہوا۔

بیعت رضوان:

أهل بيعت الرضوان: یعنی اہل غزوہ احد کے بعد فضیلت اہل بیعت رضوان کے لئے ہے۔یہ وہ نامی بیعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں سے ہوئی چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ پ۲٦، الفتح: ۱۸.

ترجمہ:بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

اور حدیث مبارک میں ہے: ((لا يدخل النار أحدٌ بايعني تحت الشجرة)). یعنی:اللہ تعالی کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے گا جنہوں نے

عقیدہ (۶): تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہلِ خیر وصلاح ہیں اور عادل، ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔[1]

عقیدہ (۷): کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی و گمراہی واستحقاقِ جہنم ہے، کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے[2]، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفا کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے، مثلاً حضرت امیرِ معاویہ اور اُن کے والدِ ماجد حضرت ابوسفیان اور والدۂ ماجدہ حضرت ہند، اسی طرح حضرت سیّدنا عَمر و بن عاص، و حضرت مغیرہ بن شعبہ،

درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی۔

یہ سب بھی جنتی ہیں، اور افضلیت میں یہ ترتیب مذکور مجمع علیہ ہے جسے ابومنصور تمیمی نے نقل کیا ہے۔ ان تمام مذکورین صحابہ کے بعد بھی بحسب فضائل و مآثر جو ان کے حق میں مروی ہیں، وہ سب جنتی ہیں، ان کے درجات و مقامات جدا جدا ہوں گے، علماء نے ان کی تصریح منظور نہ کی، واللہ اعلم۔ ''تکمیل الایمان'' (فارسی)، ص۱۶۱۔۱۶۵، (اردو) ص۱۱۷۔۱۲۱.

1...... في "المسامرة"، ص٣١٣: (واعتقاد أهل السنة) والجماعة (تزكية جميع الصحابة) رضي الله عنهم وجوباً بإثبات العدالة لكل منهم والكف عن الطعن فيهم، (والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه وتعالى عليهم إذ قال: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾) وقال تعالى: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَـٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ وسطاً أي: عدولاً خياراً.

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، أفضلية الصحابة بعد الخلفاء، ص٧١: (ولا نذكر الصحابة) أي: مجتمعين ومنفردين، وفي نسخة: ولا نذكر أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم إلّا بخير، ولقوله عليه الصلاة والسلام: ((إذا ذكر أصحابي فأمسكوا))، ولذلك ذهب جمهور العلماء إلى أنّ الصحابة رضي الله عنهم كلهم عدول قبل فتنة عثمان وعلي وكذا بعدها)، ملتقطاً.

وفي "شرح العقائد النسفية"، ص١٦٢: (ويكف عن ذكر الصحابة إلّا بخير).

2...... عن عبد الله بن مغفل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الله الله في أصحابي، لا تتخذوهم غرضا بعدي، فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله، ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب من سبّ أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٨٨٨، ج٥، ص٤٦٣.

في "فيض القدير"، ج٢، ص١٢٤، تحت الحديث: ((الله الله في)) حق (أصحابي) أي: اتقوا الله فيهم ولا تلمزوهم بسوء، أو اذكروا الله فيهم وفي تعظيمهم وتوقيرهم، وكرره إيذاناً بمزيد الحث على الكف عن التعرض لهم بمنقص ((لا تتخذوهم غرضاً)) هدفاً ترموهم بقبيح الكلام كما يرمى الهدف بالسهام، هو تشبيه بليغ ((بعدي)) أي: بعد وفاتي...... ((ومن آذاهم)) بما يسوءهم ((فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله يوشك أن يأخذه)) أي: يسرع انتزاع روحه أخذة

وحضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم، حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالٰی عنہ جنھوں نے قبلِ اسلام حضرت سیّدنا سید الشہد احمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کیا اور بعدِ اسلام اَخبث الناس خبیث مُسَیلِمہ کذّاب ملعون[1] کو واصلِ جہنم کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: کہ میں نے خیر النّاس وشر النّاس کو قتل کیا[2]، اِن میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبرّا[3] ہے اور اِس کا قائل رافضی، اگرچہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہوسکتی، کہ ان کی توہین، بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔[4]

عقیدہ (۸): کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔[5]

غضبان منتقم عزيز مقتدر جبار قهار ﴿**اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ**﴾)، ملتقطاً.

1 ...... نبوت کا جھوٹا دعویدار مسیلمہ لعنتی۔

2 ...... (وحشي بن حرب الحبشي قاتل حمزة بن عبد المطلب رضي الله عنه يوم أحد، وشَرِك في قتل مسيلمة الكذاب يوم اليمامة، وكان يقول: قتلت خير الناس في الجاهلية وشرّ الناس في الإسلام).

"أسد الغابة في معرفة الصحابة"، الجزء الخامس، رقم الترجمة: ٥٤٤٢، ص٤٥٤.

3 ...... نفرت کا اظہار کرنا۔

4 ...... في "الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٦٢: (من سب الشيخين أو طعن فيهما كفر ولا تقبل توبته).

وفي "البزازية"، ج٦، ص ٣١٩: (الرافضي إن كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر)، (هامش "الهندية").

وفيها ج٦، ص ٣١٨: (من أنكر خلافة أبي بكر رضي الله عنه فهو كافر في الصحيح، ومنكر خلافة عمر رضي الله عنه فهو كافر في الأصحّ)، (هامش "الهندية").

وفي "فتح القدير"، باب الإمامة، ج١، ص٣٠٤: (وفى الروافض أنّ من فضل علياً رضى الله عنه على الثلاثة فمبتدع وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر رضي الله عنهما فهو كافر).

وفي "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، إمامة العبد والأعرابي والفاسق...إلخ، ج١، ص٦١١: (والرافضى إن فضل علياً على غيره فهو مبتدع، وإن أنكر خلافة الصديق فهو كافر).

في "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٥٨: (وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر).

وفي "تبيين الحقائق"، كتاب الصلاة، الأحق بالإمامة، ج١، ص٣٤٧: (وفي الروافض إن فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر). انظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٥١.

5 ...... في "المرقاة"، كتاب الفتن، تحت الحديث: ٥٤٠١، ج٩، ص٢٨٢: (من القواعد المقررة أنّ العلماء والأولياء من الأمة لم يبلغ أحد منهم مبلغ الصحابة الكبراء).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''تابعین سے لے کر تا بقیامت

مسئلہ (۵): صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔

عقیدہ (۹): تمام صحابۂ کرام اعلیٰ و ادنیٰ (اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بھنک [1] نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا[2]، یہ سب مضمون قرآنِ عظیم کا ارشاد ہے۔

عقیدہ (۱۰): صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انبیا نہ تھے، فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں بعض کے لیے لغزشیں ہوئیں، مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خلاف ہے۔[3] اللہ عزوجل نے ''سورۂ حدید'' میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبلِ فتحِ مکہ اور بعدِ فتحِ مکہ اور اُن کو اِن پر تفضیل دی اور فرما دیا:

﴿كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ﴾

''سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔''

امت کا کوئی ولی کیسے ہی پایۂ عظیم کو پہنچے صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان (یعنی صحابہ) میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں۔ "الفتاوی الرضویة"، ج۲۹، ص۳۵۷.

1...... ہلکی سی آواز بھی۔

2...... ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ پ۱۷، الأنبياء: ۱۰۱۔ ۱۰۳.

3...... ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ پ۸، الأعرف: ۴۳۔

في "التفسير الكبير"، ج۵، ص۲۴۲۔۲۴۳: تحت الآية: (ومعنى نزع الغل: تصفية الطباع وإسقاط الوساوس ومنعها من أن ترد على القلوب،...... وإلى هذا المعنى أشار علي بن أبي طالب رضى الله عنه فقال: إني لأرجو أن أكون أنا وعثمان وطلحة والزبير من الذين قال الله تعالى فيهم: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِم مِّنْ غِلٍّ﴾).

وفي "روح البيان"، تحت الآية: ج۳، ص۱۶۲: (قال ابن عباس رضى الله عنهما: نزلت هذه الآية في أبي بكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة والزبير وابن مسعود وعمار بن ياسر وسلمان وأبي ذر ينزع الله في الآخرة ما كان في قلوبهم من غشّ بعضهم لبعض في الدنيا من العداوة والقتل الذي كان بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم والأمر الذي اختلفوا فيه فيدخلون

ساتھ ہی ارشاد فرما دیا:

﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ [1]

''اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کرو گے۔''

تو جب اُس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ ان سب سے ہم جنتِ بے عذاب وکرامت وثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ اُن کی کسی بات پر طعن کرے...؟! کیا طعن کرنے والا اللہ (عزوجل) سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ [2]

عقیدہ (۱۱): امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مجتہد تھے، اُن کا مجتہد ہونا حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حدیثِ ''صحیح بخاری'' میں بیان فرمایا ہے [3]، مجتہد سے صواب وخطا [4] دونوں صادر ہوتے ہیں۔ [5]

إخواناً علی سرر متقابلین).

1...... ﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ پ۲۷، الحديد: ۱۰.

2...... "الفتاوی الرضویة"، ج۲۹، ص۱۰۰ ـ ۱۰۱، ۲٦٤، ۳۳٦، ۳٦۱ـ۳٦۳.

3...... حدثنا ابن أبي مريم: حد ثنا نافع بن عمر: حدثني ابن أبي مليكة: (قيل لابن عباس: هل لك في أمير المؤمنين معاوية فإنه ما أوتر إلّا بواحدة قال: أصاب إنه فقيه). "صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلی الله تعالی عليه وسلم، باب ذكر معاوية رضي الله تعالی عنه، الحديث: ۳۷٦٥، ج۲، ص٥۰٥.

"المشكاة"، كتاب الصلاة، باب الوتر، الحديث: ۱۲۷۷، ج۱، ص۲٥۰.

في "المرقاة"، ج۳، ص ۳٤۹ـ۳٥۰، تحت الحديث: (قال: أي: ابن عباس أصاب، أي: أدرك الثواب في اجتهاده إنّه فقيه، أي: مجتهد وهو مثاب وإن أخطأ).

4...... صحیح اور غلط۔

5...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث المجتهد قد يخطئ ويصيب، ص۱۷٥: (والمجتهد في العقليات والشرعيات الأصلية والفرعية قد يخطئ وقد يصيب).

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، المجتهد في العقليات يخطئ ويصيب، ص۱۳۳: (أنّ المجتهد في العقليات

خطا دو قسم ہے: خطأ عنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطأ اجتہادی، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اِس میں اُس پر عند اللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں۔ مگر احکامِ دنیا میں وہ دو قسم ہے: خطأ مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا، یہ وہ خطأ اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

دوسری خطأ منکر، یہ وہ خطأ اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے۔ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا حضرت سیّدنا امیر المومنین علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کی خطا کا تھا[1] اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولٰی علی کی ڈِگری[2] اور امیرِ معاویہ کی مغفرت، رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔[3]

والشرعيات الأصلية والفرعية قد يخطئ وقد يصيب).

1 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٣٣٥ ـ ٣٣٦.

2 ...... یعنی تائید وسندِ حق۔

3 ...... عن عمر بن عبد العزيز رضي الله عنه قال: (رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام وأبو بكر وعمر جالسان عنده، فسلمت عليه وجلست، فبينما أنا جالس إذ أتي بعلي ومعاوية، فأدخلا بيتا وأجيف الباب وأنا أنظر، فما كان بأسرع من أن خرج علي وهو يقول: قضى لي ورب الكعبة، ثم ما كان بأسرع من أن خرج معاوية وهو يقول: غفر لي ورب الكعبة).

"البداية والنهاية"، ج٥، ص٦٣٣.

وفي "مختصر تأريخ دمشق"، قال يزيد بن الأصم: لما وقع الصلح بين علي ومعاوية خرج علي فمشى في قتلاه فقال: هؤلاء في الجنة، ثم مشى في قتلى معاوية فقال: هؤلاء في الجنة، وليصير الأمر إلي وإلى معاوية، فيحكم لي ويغفر لمعاوية؛ هكذا أخبرني حبيبي رسول الله صلى الله عليه وسلم.

وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أوّل من يختصم في هذه الأمة بين يدي الرب علي ومعاوية، وأوّل من يدخل الجنة أبو بكر وعمر))، قال ابن عباس: كنت جالساً عند النبي صلى الله عليه وسلم وعنده أبو بكر وعمر وعثمان ومعاوية إذ أقبل علي بن أبي طالب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمعاوية: ((أتحب علياً يا معاوية؟)) فقال معاوية: إي والله! الذي لا إله إلّا هو إنّي لأحبه في الله حباً شديداً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّها ستكون بينكم هنيهة))، قال معاوية: ما يكون بعد ذلك يا رسول الله؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: غفر الله ورضوانه، والدخول إلى الجنة))، قال معاوية: رضينا بقضاء الله فعند ذلك نزلت هذه الآية: ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾.

مسئلہ (٦): یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ [علی] کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے، محض باطل و بے اصل ہے۔[1] علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہنے کا حکم دیا ہے[2]، یہ استثنائی شریعت گڑھنا ہے۔

عقیدہ (١٢): منہاجِ نبوت پر خلافتِ حقہ راشدہ تیس سال رہی، کہ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی، پھر امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافتِ راشدہ ہوئی[3] اور آخر زمانہ میں حضرت سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔[4]

---

❶......

❷...... في "نسيم الرياض"، القسم الثاني فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله تعالى عليه وسلم، ج٥، ص٩٣: (﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ [التوبة: ١٠٠] فيدعى بذلك المذكور من المغفرة والرحمة والترضي لسائر المؤمنين والصحابة...... وأمّا ما قيل: من أنّه لا يدعى للصحابة إلّا برضي الله تعالى عنهم، فهو أمر حسن للأدب).

❸...... في "النبراس"، ص٣٠٨: (والخلافة بعد النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثون سنة لقوله عليه الصلاة والسلام: ((الخلافة ثلاثون سنة......)) وقد استشهد علي رضي الله عنه على رأس ثلاثين سنة أي: نهايتها من وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا تقريب، والتحقيق أنّه كان بعد علي رضي الله عنه نحو ستة أشهر باقية من ثلثين سنة وهي مدة خلافة الحسن بن علي رضي الله عنهما، وكان كمال ثلثين عند تسليم الحسن الخلافة إلى معاوية، وعمر بن عبد العزيز وهو خامس الخلفاء الراشدين صاحب الحديث والاجتهاد والتقوى والعدل والكرامات والمناقب الرفيعة)، ملتقطاً.

❹...... عن محمد بن الحنفية، قال: كنا عند علي رضي الله عنه، فسأله رجل عن المهدي، فقال علي رضي الله عنه: ((هيهات، ثم عقد بيده سبعاً، فقال: ذاك يخرج في آخر الزمان...إلخ)).

"المستدرك" للحاكم، كتاب الفتن والملاحم، الحديث:٨٧٠٢، ج٥، ص ٧٦٦-٧٦٧.

في "منح الروض الأزهر"، ص٦٥: ((الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تصير ملكاً عضوضاً)) ولا يشكل بأنّ أهل الحل والعقد من الأمة قد كانوا متفقين على خلافة الخلفاء العباسية وبعض المروانية كعمر بن عبد العزيز، فإنّ المراد بالخلافة المذكورة في الحديث الخلافة الكاملة التي لا يشوبها شيء من المخالفة وميل عن المتابعة يكون ثلاثون سنة، وبعدها قد تكون وقد لا تكون، إذ قد ورد في حق المهدي أنّه خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم، والأظهر أنّ إطلاق الخليفة على الخلفاء العباسية كان على المعاني اللغوية المجازية العرفية دون الحقيقة الشرعية)، ملتقطاً.

امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوّل ملوکِ اسلام ہیں [1]، اسی کی طرف توراتِ مقدّس میں اشارہ ہے کہ:

"مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ."[2]

''وہ نبی آخر الزماں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔''

تو امیرِ معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوجِ جرّار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیرِ معاویہ کو سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی [3] اور اس صُلح کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا:

((إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.))[4]

''میرا یہ بیٹا سیّد ہے، میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرا دے۔''

---

1 ...... في "منح الروض الأزهر" للقاريء، ص٦٨-٦٩: (وأول ملوك المسلمين معاوية رضي الله عنه).

2 ...... "المستدرك"، كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين، الحديث: ٤٣٠٠، ج ٣، ص٥٢٦.
و"دلائل النبوة" للبيهقي، ج٦، ص٢٨١، و"مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل، الحديث: ٥٧٧١، ج٣، ص٣٥٨.

3 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ ابني هذا سيد ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين)).
"صحيح البخاري"، كتاب الصلح، قول النبي صلى الله عليه وسلم للحسن بن علي، الحديث: ٢٧٠٤، ج٢، ص٢١٤.
و"الجامع الصغير"، الحديث: ٢١٦٧، ج١، ص١٣٢.

في "فيض القدير"، ج٢، ص٥١٩، تحت الحديث: ((أن يصلح به) يعني: بسبب تكرمه وعزله نفسه عن الخلافة، وتركها كذلك لمعاوية (بين فئتين عظيمتين من المسلمين) وكان ذلك، فلما بويع له بعد أبيه وصار هو الإمام الحق مدة ستة أشهر تكملة للثلاثين سنة التي أخبر المصطفى صلى الله عليه وسلم أنها مدة الخلافة وبعدها يكون ملكاً عضوضاً ثم سار إلى معاوية **بكتائب كأمثال الجبال** وبايعه منهم أربعون ألفاً على الموت، فلما تراء ى الجمعان علم أنّه لا يغلب أحدهما حتى يقتل الفريق الآخر فنزل له عن الخلافة لا لقلة ولا لذلة بل رحمة للأمة... إلخ).

وفي "منح الروض الأزهر" للقاريء، ص٦٨-٦٩: (أول ملوك المسلمين معاوية رضي الله عنه وهو أفضلهم لكنّه إنما صار إماماً حقاً لما فوض إليه الحسن بن علي رضي الله عنهما الخلافة، فإنّ الحسن بايعه أهل العراق بعد موت أبيه ثم بعد ستة أشهر فوض الأمر إلى معاوية رضي الله عنه).

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلح، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم للحسن بن علي رضى الله عنهما: إنّ ابني هذا... إلخ، الحديث: ٢٧٠٤، ج٢، ص٢١٤.

تو امیرِ معاویہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ، بلکہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بلکہ حضرت عزّت جلّ وعلا پر طعن کرتا ہے۔[1]

عقیدہ (۱۳): ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا **قطعی جنتی اور یقیناً آخرت میں بھی محمد رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبۂ عروس ہیں[2]، جو انھیں ایذا دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے[3] اور حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو عشرۂ مبشرہ[4] سے ہیں[5]، ان صاحبوں سے بھی بمقابلہ امیر المومنین مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خطائے اجتہادی واقع

---

1 ...... وفي "المعتمد المستند"، حاشية نمبر ٣١٩، ص١٩٢: (في "الجامع الصحيح": إنّ ابني هذا سيد لعلّ اللّٰه أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين، وبه ظهر أنّ الطعن على الأمير معاوية رضي اللّٰه تعالى عنه طعن على الإمام المجتبى بل على جده الكريم صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم، بل على ربه عزّوجل).

2 ...... عن عائشة قالت: قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّه ليهون علي الموت، إني أريتك زوجتي في الجنة)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٩٨، ج٢٣، ص٣٩.

وحدثنا عائشة رضي اللّٰه عنها أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذكر فاطمة رضي اللّٰه عنها، قالت: فتكلمت أنا، فقال: ((أما ترضين أن تكوني زوجتي في الدنيا والآخرة؟)) قالت: بلى واللّٰه، قال: ((فأنت زوجتي في الدنيا والآخرة)).

"المستدرك" للحاكم، فضائل عائشة عن لسان ابن عباس، الحديث: ٦٧٨٩، ج٥، ص١٢.

عن عمار قال: ((إنّ عائشة زوجة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الجنة)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ماذكر عائشة رضي اللّٰه عنها، الحديث: ١٠، ج٧، ص ٥٢٩. "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٣٧٦.

3 ...... ((يا معشر المسلمين من يعذرني من رجل قد بلغني عنه أذاه في أهلي... إلخ))

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي ،باب حديث الإفك ، الحديث: ٤١٤١، ج٣، ص٦٤.

وفي رواية: حدثنا هشام عن أبيه قال:...... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يا أم سلمة لا تؤذيني في عائشة فإنّه واللّٰه ما نزل علي الوحي وأنا في لحاف امرأة منكنّ غيرها)).

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب فضل عائشة رضي اللّٰه عنها، الحديث: ٣٧٧٥، ج٢، ص٥٥٢.

وفي "المرقاة"، تحت الحديث: ٦١٨٩: فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لها: ((لا تؤذيني في عائشة)) أي: في حقها، وهو أبلغ مِن لا تؤذي عائشة لما يفيد من **أن ما آذاها فهو يؤذيه**). ج١٠، ص٥٦١.

4 ...... وہ دس صحابہ جنہیں اُن کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی جن کے نام صفحہ نمبر ۲۵ پر گزرے۔

5 ...... عن عبد الرحمٰن بن عوف قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((......وطلحة في الجنة والزبير في الجنة......)).

"سنن الترمذي"، أبواب المناقب، الحديث: ٣٧٦٨، ج٥، ص٤١٦.

ہوئی، مگر اِن سب نے بالآخر رجوع فرمائی [1]، عرفِ شرع میں بغاوت مطلقاً مقابلۂ امام برحق کو کہتے ہیں، عناداً [2] ہو، خواہ اجتہاداً [3]، ان حضرات پر بوجہ رجوع اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا، گروہِ امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حسبِ اصطلاحِ شرع اِطلاق فئہ باغیہ [4] آیا ہے [5]، مگر اب کہ باغی بمعنی مُفسِد ومُعانِد وسرکش ہوگیا اور دُشنام [6] سمجھا جاتا ہے، اب کسی صحابی پر اس کا اِطلاق جائز نہیں۔

---

1 ...... (شهد الزبير الجمل مقاتلاً لعلي، فناداه علي ودعاه، فانفرد به وقال له: أتذكر إذ كنت أنا وأنت مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فنظر إلي وضحك وضحكتُ فقلت: أنت لا يدع ابن أبي طالب زهوه فقال: ليس بمزه، ولتقاتلنّه وأنت له ظالم، فذكر الزبير ذلك، **فانصرف عن القتال**، فنزل بوادي السباع، وقام يصلي فأتاه ابن جرموز فقتله، وجاء بسيفه إلى علي فقال: إنّ هذا سيف طالما فرّج الكرب عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ثم قال: بشّر قاتل ابن صفية بالنار).

"أسد الغابة في معرفة الصحابة"، ج٢، ص٢٩٧.

وفيه: (قتل طلحة يوم الجمل، وكان شهد ذلك اليوم محارباً لعلي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنهما، فزعم بعض أهل العلم أنّ علياً دعاه، فذكّره أشياء من سوابقه على ما قال للزبير، **فرجع عن قتاله**، واعتزل في بعض الصفوف، فرمي بسهم في رجله، وقيل: إنّ السهم أصاب ثغرة نحره فمات، رماه مروان بن الحكم). "أسد الغابة في معرفة الصحابة"، ج٣، ص٨٥.

ان روایتوں سے پتہ چلا کہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں سے خطاء اجتہادی واقع ہوئی اور یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدمقابل ہوئے لیکن یاددلانے پر الگ ہوگئے اور جنگ نہیں لڑی۔

2 ...... دشمنی کے طور پر۔

3 ...... في "الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب البغاة، ج٦، ص٣٩٨-٣٩٩: (البغي شرعا: هم الخارجون عن الإمام الحقّ بغير حقّ فلو بحقّ فليسوا ببغاة).

4 ...... شریعت کی اصطلاح میں اسے باغی گروہ کہا گیا ہے۔

5 ...... في "صحيح البخاري": عن عكرمة: قال لي ابن عباس ولابنه علي: انطلقا إلى أبي سعيد، فاسمعا من حديثه، فانطلقنا فإذا هو في حائط يصلحه، فأخذ رداءه فاحتبى، ثم أنشأ يحدثنا حتى أتى ذكر بناء المسجد فقال: كنا نحمل لبنة لبنة، وعمار لبنتين لبنتين فرآه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فينفض التراب عنه ويقول: ((ويح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار)) قال: يقول عمار: أعوذ باللّٰه من الفتن.

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب التعاون في بناء المسجد، الحديث: ٤٤٧، ج١، ص١٧١.

6 ...... گالی

عقیدہ (۱۴): ام المؤمنین حضرت صدیقہ بنت الصدیق محبوبہ محبوبِ ربِ العالمین جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم پر معاذ اللہ تہمتِ ملعونۂ اِفک [1] سے اپنی ناپاک زبان آلودہ کرنے والا، قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے [2] اور اس کے سوا اور طعن کرنے والا رافضی، تبرّائی، بددین، جہنمی۔

عقیدہ (۱۵): حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ شہدائے کرام سے ہیں، ان میں کسی کی شہادت کا منکر گمراہ، بددین، خاسر ہے۔

عقیدہ (۱۶): یزید پلید فاسق فاجر مرتکبِ کبائر تھا، معاذ اللہ اس سے اور ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت...؟! آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ: ''ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل؟ ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزادے''۔ [3] ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی [4] مستحقِ جہنم ہے۔ ہاں! یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہلِ سنّت کے تین قول ہیں اور ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک سُکوت، یعنی ہم اسے فاسق فاجر کہنے کے سوا، نہ کافر کہیں، نہ مسلمان۔ [5]

1...... آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی پر بہتان۔

2...... في "الفتاوی الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين: (ولو قذف عائشة رضي الله عنها بالزنى كفر بالله ولو قذف سائر نسوة النبي صلى الله عليه وسلم لا يكفر ويستحق اللعنة).

"الفتاوی الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج۲، ص۲٦٤

و"البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص٢٠٤.

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص٧٢: (سب الصحابة والطعن فيهم إن كان مما يخالف الأدلة القطعية فكفر كقذف عائشة رضي الله عنها وإلّا فبدعة وفسق). "الفتاوی الرضوية"، ج١٤، ص٢٤٦.

3...... لم نعثر عليه.

4...... وہ فرقہ جو اپنے سینوں میں حضرت علی اور حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض وکینہ رکھتے ہیں۔

5...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''یزید پلید علیہ ما یستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماع اہلسنت فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق واتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیۂ کریمہ

عقیدہ (۱۷): اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایانِ اہلِ سنّت ہیں، جو اِن سے محبت نہ رکھے، مردود وملعون خارجی ہے۔

سے اس پر سند لاتے ہیں: {فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ } کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو، یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

شک نہیں کہ یزید نے والیٔ مُلک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین وخود کعبہ معظّمہ وروضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے اذان ونماز رہی، مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کئے، کعبہ معظّمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلا دیا، مدینہ طیبہ کی پاکدامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمرائیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہوگئے، سرِ انور کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا، حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے، اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا، ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے، قرآن عظیم میں صراحۃً اس پر {لَعَنَهُمُ اللّٰهُ } (ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ت) فرمایا، لہٰذا امام احمد اور ان کے موافقین ان پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعن وتکفیر سے احتیاطاً سکوت فرمایا کہ اس سے فسق وفجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال نسبتِ کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر، اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ {فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اِلَّا مَنْ تَابَ } (تو عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہوئے۔ت) اور توبہ تادم غرغرہ مقبول ہے اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط واسلم ہے، مگر اس کے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت وبد مذہبی صاف ہے، بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبتِ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شمّہ ہو، {وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ } (اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)، شک نہیں کہ اس کا قائل ناصبی مردود اور اہل سنت کا عدو وعنود ہے''۔

"الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٥٩١۔٥٩٣.

احکام شریعت میں فرماتے ہیں: ''یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ واللّٰه تعالى اعلم. "احكام شريعت"، ص١٦٥.

انظر للتفصيل: "المسامرة"، ما جرى بين علي ومعاوية رضي اللّٰه عنهما، ص٣١٧۔٣١٨. و"النبراس"، ص٣٣٠۔٣٣٢.
و"منح الروض الأزهر" للقارئ، ص٧١۔٧٣. "شرح العقائد النسفية"، ص١٦٣۔١٦٤.

عقیدہ (۱۸): اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ، وام المؤمنین عائشہ صدیقہ، وحضرت سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن قطعی جنتی ہیں[1] اور انھیں اور بقیہ بَناتِ مکرّمات وازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔

عقیدہ (۱۹): اِن کی طہارت کی گواہی قرآنِ عظیم نے دی۔[2]

---

1 ...... عن هند بن أبي هالة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الله أبى لي أن أتزوَّج أو أُزوِّج إلّا أهل الجنة)). "الجامع الصغير"، ص١٠٤، الحديث: ١٦٦٠.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((سألت ربي أن لا أزوج إلّا من أهل الجنة ولا أتزوج إلّا من أهل الجنة)).

"الجامع الصغير"، ص٢٨٣، الحديث: ٤٦٠٧.

عن عائشة قالت: ((بشر رسول الله صلى الله عليه وسلم خديجة بنت خويلد ببيت في الجنة)).

"صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، فضائل خديجة أم المؤمنين، الحديث: ٢٤٣٤، ص١٣٢٣.

عن أبي زرعة قال: سمعت أبا هريرة قال: ((أتى جبريل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! هذه خديجة قد أتتك معها إناء فيه إدام أو طعام أو شراب، فإذا هي أتتك فاقرأ عليها السلام من ربها عز وجل ومنّي وبشّرها ببيت في الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب)). "صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، فضائل خديجة أم المؤمنين، الحديث: ٢٤٣٢، ص١٣٢٢.

عن عائشة قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّه ليهون علي الموت، إني أريتك زوجتي في الجنة)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث:٩٨، ج٢٣، ص٣٩.

عن عمار قال: ((إنّ عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم في الجنة)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ما ذكر عائشة رضي الله عنها، الحديث: ١٠، ج٧، ص ٥٢٩.

وحدثتنا عائشة رضي الله عنها أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر فاطمة رضي الله عنها، قالت: فتكلمت أنا، فقال: أما ترضين أن تكوني زوجتي في الد نيا والآخرة؟ قالت: بلى والله، قال: فأنت زوجتي في الد نيا والآخرة)).

"المستد رك" للحاكم ، فضائل عائشة عن لسان ابن عباس، الحديث: ٦٧٨٩، ج٥، ص١٢.

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((فاطمة سيدة نساء أهل الجنة)). "صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب فاطمة رضي الله عنها، ج٢، ص٥٥٠۔ انظر للتفصيل: عقيده نمبر (٥)۔

2 ...... ﴿ **اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا** ﴾ پ٢٢، الأحزاب: ٣٣.

في "تفسير الخازن"، ج ٣، ص٤٩٩، تحت هذه الآية: (﴿ **اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ** ﴾ أي: الإثم الذي نهى الله النساء عنه، وقال ابن عباس: يعني عمل الشيطان وما ليس لله فيه رضا، وقيل: الرجس الشك وقيل: السوء).

في "التفسير الكبير"، ج٩، ص١٦٨، تحت هذه الآية: (واختلفت الأقوال في أهل البيت، والأولى أن يقال: هم أولاده وأزواجه والحسن والحسين منهم وعلي منهم؛ لأنّه كان من أهل بيته بسبب معاشرته بنت النبي عليه السلام وملازمته للنبي).

ولایت کا بیان

ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔

مسئلہ (۱): ولایت وَہبی شے ہے[1]، نہ یہ کہ اَعمالِ شاقّہ[2] سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اِس عطیۂ الٰہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔[3]

مسئلہ (۲): ولایت بے علم کو نہیں ملتی،[4] خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیے ہوں۔

عقیدہ (۱): تمام اولیائے اوّلین و آخرین سے اولیائے محمدیّین یعنی اِس اُمّت کے اولیاء افضل ہیں[5]..........

---

1 ...... ولایت، اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ اِنعام ہے۔

2 ...... سخت مشکل اعمال۔

3 ......فتاویٰ رضویہ، ج۲۱،ص۶۰۶: ''ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔''
''الملفوظ''، معروف بہ ''ملفوظات اعلیٰ حضرت'' رحمۃ اللہ علیہ، حصہ اول، ص۲۳ و۲۴۔

4 ...... (فإنّ اللّٰه ما اتخذ ولياً جاهلاً)۔ "الفتوحات المكية"، ج۳، ص۹۲۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین ملت امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں: ''حاشا نہ شریعت وطریقت دو راہیں ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہو سکتے ہیں، علامہ مناوی ''شرح جامع صغیر'' پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی ''حدیقہ ندیہ'' میں فرماتے ہیں: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علم الباطن لا يعرفه إلّا من عرف علم الظاهر ["الحديقه النديه"، النوع الثاني، ج۱، ص۱۶۵] ۔ علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وما اتخذ اللّٰه ولياً جاهلاً ، اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا۔'' ''فتاوی رضویہ''، ج۲۱،ص۵۳۰۔

5 ...... في "اليواقيت والجواهر": (اعلم أنّ عدد منازل الأولياء في المعارف والأحوال التي ورثوها من الرسل عليهم الصلاة والسلام، مائتا ألف منزل وثمانية وأربعون ألف منزل وتسعمائة وتسعة وتسعون منزلاً لا بد لكل من حق له قدم الولاية أن ينزلها جميعها ويخلع عليه في كل منزل من العلوم ما لا يحصى، قال الشيخ محيي الدين: وهذه المنازل خاصة بهذه الأمة المحمدية لم ينلها أحد من الأمم قبلهم ولكل منزل ذوق خاص لا يكون لغيره)۔

"اليواقيت والجواهر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص۳۴۸۔

اور تمام اولیائے محمدیّین میں سب سے زیادہ معرفت وقربِ الٰہی میں خلفائے اَربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور اُن میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے، سب سے زیادہ معرفت وقرب صدیقِ اکبر کو ہے، پھر فاروقِ اعظم، پھر ذوالنورَین، پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔[1]

ہاں مرتبۂ تکمیل پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانبِ کمالاتِ نبوت حضراتِ شیخین کو قائم فرمایا اور جانبِ کمالاتِ ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو[2] تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انھیں کے دست نگر[3] تھے، اور ہیں، اور رہیں گے۔

عقیدہ (۲): طریقت منافیٔ شریعت نہیں۔[4] وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض جاہل مُتصوِّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں: کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زُعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد۔[5]

---

1 ...... في "المعتمد المستند"، حاشية نمبر: ٣١٦، ص١٩١: (أفضل الأولياء المحمديين أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي الله تعالى عنهم).

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٩٣: (وأفضلهم) أي: الأولياء (أبو بكر الصديق رضي الله عنه ثم عمر) بن الخطاب (الفاروق، ثم عثمان) بن عفان (ذو النورين، ثم علي المرتضى) ملتقطا۔

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٢٣٤.

3 ...... محتاج، حاجت مند۔

4 ...... یعنی: طریقت، شریعت کے خلاف نہیں ہے۔

5 ...... في "إحياء العلوم"، كتاب قواعد العقائد، الفصل الثاني: في وجه التدريج إلى الإرشاد...إلخ، ج١، ص ١٣٨۔١٣٩: (إنّ الباطن إن كان مناقضاً للظاهر ففيه إبطال الشرع، وهو قول من قال: إنّ الحقيقة خلاف الشريعة وهو كفر لأنّ الشريعة عبارة عن الظاهر والحقيقة عبارة عن الباطن)......(فمن قال: إنّ الحقيقة تخالف الشريعة أو الباطن يناقض الظاهر فهو إلى الكفر أقرب منه إلى الإيمان)، ملتقطاً. وفي "عوارف المعارف"، ص٥٢، ١٢٨.

وفي "كشف المحجوب"، ومن ذلك الشريعة والحقيقة والفرق بينهما، ص٤٢٣۔٤٣٣.

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانۂ شمع رسالت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی اختلاف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ، بددین۔ شریعت، حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال ہیں، اور طریقت، حضور کے افعال، اور حقیقت، حضور کے احوال، اور معرفت، حضور کے علومِ بے مثال، صلى الله تعالى عليه وآله وأصحابه إلى مالا يزال (ان پر (یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر) ان کی آل پر اور

مسئلہ (۳): اَحکامِ شرعیّہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، سُبکدوش نہیں ہوسکتا۔[1] بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت اُن کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ سیّد الطائفہ حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں فرمایا:

''صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوا وَلٰكِنْ إِلٰى أَيْنَ؟ إِلَى النَّارِ.''[2]

''وہ سچ کہتے ہیں، بیشک پہنچے، مگر کہاں؟ جہنم کو۔''

البتہ! اگر مجذوبیت[3] سے عقلِ تکلیفی زائل ہوگئی ہو، جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا[4]، ....

صحابہ کرام پر اللہ تعالٰی رحمت برسائے جب تک مولٰی تعالٰی فرمائے۔ت)۔ ''فتاوٰی رضویہ''، ج۲۱، ص۴۶۰۔

وانظر "الفتاوى الرضوية"، الرسالة: **"مقال عرفا بإعزاز شرع وعلماء"**، ج٢١، ص ٥٢١ إلى٥٦٨.

1 ...... وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث لا يبلغ ولي درجة الأنبياء، ص١٦٦: (ولا يصل العبد ما دام عاقلاً بالغاً إلى حيث يسقط عنه الأمر والنهي لعموم الخطابات الواردة في التكاليف، وإجماع المجتهدين على ذلك، وذهب بعض الإباحيين إلى أنّ العبد إذا بلغ غاية المحبة وصفا قلبه واختار الإيمان على الكفر من غير نفاق سقط عنه الأمر والنهي، ولايدخله الله النار بارتكاب الكبائر، وبعضهم إلى أنّه تسقط عنه العبادات الظاهرة، وتكون عباداته التفكّر، وهذا كفر وضلال، فإنّ أكمل الناس في المحبة والإيمان هم الأنبياء خصوصاً حبيب الله تعالى صلى الله عليه وسلم مع أنّ التكاليف في حقهم أتمّ وأكمل).

في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص١٢٢: (أنّ العبد ما دام عاقلاً بالغاً لا يصل إلى مقام يسقط عنه الأمر والنهي لقوله تعالى: ﴿**وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ**﴾ فقد أجمع المفسرون على أنّ المراد به الموت، وذهب بعض أهل الإباحة إلى أنّ العبد إذا بلغ غاية المحبة وصفا قلبه من الغفلة واختار الإيمان على الكفر والكفران سقط عنه الأمر والنهي، ولا يدخله الله النار بارتكاب الكبائر، وذهب بعضهم إلى أنّه تسقط عنه العبادات الظاهرة، وتكون عباداته التفكر وتحسين الأخلاق الباطنة، وهذا كفر وزندقة وضلالة وجهالة، فقد قال حجة الإسلام: إنّ قتل هذا أولى من مائة كافر).

2 ...... في "اليواقيت والجواهر"، المبحث السادس والعشرون، ص٢٠٦: (قد سئل القاسم الجنيد رضي الله عنه عن قوم يقولون: بإسقاط التكاليف، ويزعمون أنّ التكاليف إنّما كانت وسيلة إلى الوصول وقد وصلنا، فقال رضي الله تعالى عنه: صدقوا في الوصول ولكن إلى سقر). وانظر"الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٥١٢، ٥٣٨.

3 ...... اللہ تعالٰی کی محبت میں غرق ہونے۔

4 ...... في "اليواقيت والجواهر"، ص٢٠٧: (إنّ كل من سلب عقله كالبهاليل والمجانين والمجاذيب لا يطالب بأدب من الآداب بخلاف ثابت العقل فإنّه يجب عليه معانقة الأدب، والفرق أنّ من سلب عقله من هؤلاء حكمه عند الله حكم من مات في حالة شهود).

مگر یہ بھی سمجھ لو! جو اس قسم کا ہوگا، اُس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی، شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔[1]

مسئلہ (۴): اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے، ان میں جو اصحابِ خدمت ہیں، اُن کو تصرّف کا اختیار دیا جاتا ہے، سیاہ، سفید کے مختار بنا دیے جاتے ہیں[2]، یہ حضرات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں، ان کو اختیارات و تصرفات حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت میں ملتے ہیں[3]، ....

1...... ''ملفوظات'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: ''سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کریگا''۔

''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت بریلوی''، حصہ دوم، ص۲۴۰۔

2...... مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ''تفسیر عزیزی'' میں زیر آیۂ کریمہ ﴿وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ﴾ لکھتے ہیں: بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ، واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد واویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے نمایند ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا می طلبند و مے یابند۔

یعنی: اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیتِ کاملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت واختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعتِ مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا، صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند ومحتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔

"فتح العزيز"(تفسير عزيزى)، تحت الآية: **وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ**، ص٢٠٦، بحواله "فتاوى رضويه" ج٢٩، ص١٠٣-١٠٤.

3...... في "اليواقيت والجواهر": (من الأدب أن يقال: فلان يطلع على قدم الأنبياء، ولا يقال: إنّه على قلبهم؛ لأنّ الأولياء على آثار الأنبياء مقتدون ولو أنّهم كانوا على قلوب الأنبياء لنالوا ما نالته الأنبياء أصحاب الشرائع فلما أطلعني الله على مقامات الأنبياء علمت أنّ للأولياء معراجين أحدهما يكونون فيه على قلوب الأنبياء ما عدا محمداً صلى الله عليه وسلم كما سيأتي لكن من حيث هم أولياء أو ملهمون فيما لا تشريع والمعراج التالي يكونون فيه على أقدام الأنبياء أصحاب التشريع فيأخذون معاني شرعهم بالتعريف من الله ولكن من مشكاة نور الأنبياء فلا يخلص لهم الأخذ عن الله ولا عن الروح القدس وما عدا ذلك فإنّه يخالص لهم من الله تعالى ومن الروح القدس من طريق الإلهام).

("اليواقيت والجواهر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص٣٤٨-٣٤٩).

انظر "بهجة الاسرار"، ذكر كلمات أخبر بها عن نفسه... إلخ، ص٥٠، وفي "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ٤٩٢-٤٩٣.

عُلوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں[1]، ان میں بہت کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن [2] اور تمام لوحِ محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں[3]، مگر یہ سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ وعطا سے[4]، بے وِساطت رسول کوئی غیرِ نبی کسی غیب پر مُطّلع نہیں ہوسکتا۔[5]

1...... في "تفسيرات أحمدية"، پ٢١، لقمان: تحت الآية: ٣٤، ص٦٠٨ـ٦٠٩: (ولك أن تقول إنّ علم هذه الخمسة وإن كان لا يعلمه إلّا الله، لكن يجوز أن يعلمها من يشاء من محبّه وأولياءه بقرينة قوله تعالى: ﴿ **إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ** ﴾ على أن يكون الخبير بمعنى المخبر).

وفي "تفسير الصاوي"، پ٢١، لقمان: تحت الآية: ٣٤، ج٥، ص١٦٠٧: (﴿ **وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا** ﴾ أي: من حيث ذاتها، وأمّا بإعلام الله للعبد فلا مانع منه كالأنبياء وبعض الأولياء، قال تعالى: { **وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ** }. وقال تعالى: ﴿ **عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ** ﴾ قال العلماء: وكذا ولي، فلا مانع من كون الله يطلع بعض عباده الصالحين على بعض هذه المغيبات، فتكون معجزة للنبي وكرامة للولي).

2...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''ما کان و ما یکون'' کے معنی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''اس کے معنی: ''ما كان من أول يوم ويكون إلى آخر الأيام''، یعنی: روزِ اول آفرینش سے روزِ قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرے کا علم تفصیلی۔'' ''فتاوی رضویہ''، ج۱۵، ص۷۵۔

3...... "الطبقات الكبرى" المسمّاة بـ"لواقح الأنوار في طبقات الأخيار" للشعراني، الجزء الأول، ص ٢٠٨ و ٢٣٦ و٢٥٧۔

4...... "إرشاد الساري"، كتاب تفسير القرآن، تحت الحديث: ٤٦٩٧، ج١٠، ص٣٦٩: ("مفاتيح الغيب" أي: خزائن الغيب "خمس لا يعلمها إلّا الله" ذكر خمساً وإن كان الغيب لا يتناهى؛ لأنّ العدد لا ينفي الزائد، أو لأنّهم كانوا يعتقدون معرفتها "لا يعلم ما في غد إلّا الله ولا يعلم ما تغيض الأرحام" أي: ما تنقصه، "إلّا الله ولا يعلم متى يأتي المطر أحد إلّا الله" أي: إلاّ عند أمر الله به فيعلم حينئذ كالسابق إذا أمر تعالى به، "ولا تدري نفس بأي أرض تموت" أي: في بلدها أم في غيرها كما ل اتدري في أيّ وقت تموت، "ولا يعلم متى تقوم الساعة" أحد، "إلّا الله" إلّا من ارتضى من رسول فإنّه يطلعه على ما يشاء من غيبه والولي التابع له يأخذ عنه).

انظر التفصيل في "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٤٠٨، ٤١٥، ٤٤٨، ٤٧٥، ٤٧٦.

5...... في "إرشاد الساري"، كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبيصلى الله تعالى عليه وسلم...إلخ، تحت الحد يث: ٥٠، ج١، ص٢٤٣: (فمن ادّعى علم شيء منها غير مستند إلى الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم كان كاذباً في دعواه).

وفي "فتح الباري"، كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبيصلى الله تعالى عليه وسلم...إلخ، ج١، ص١١٤.

وفي "عمدة القاري"، ج١، ص٤٢٥.

"الفتاوى الرضوية"، ج ٢٩، ص٤٧٢.

عقیدہ (۳): کرامتِ اولیا حق ہے، اس کا منکر گمراہ ہے۔ (1)

مسئلہ (۵): مُردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا(2)،.................

1...... في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص۷۹: (والكرامات للأولياء حق أي: ثابت بالكتاب والسنة، ولا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة في إنكار الكرامة).

وفي "الحديقة الندية"، ص۲۹۰: (كرامات الأولياء باقية بعد موتهم أيضاً كما أنّها باقية في حال نومهم، ومن زعم خلاف ذلك في الكرامات فهو جاهل متعصّب). "الفتاوى الرضوية"، ج۸، ص۷۵، ج۹، ص٧٦٦، ج ١٤، ص٣٢٤.

2...... أخبرنا الشيخ القدوة أبو الحسن علي القرشي رضي الله عنه بجبل قاسيون، سنة ثماني عشرة وستمائة، قال: كنت أنا والشيخ أبو الحسن علي بن الهيتي عند الشيخ محيي الدين عبد القادر رضي الله عنه بمدرسته بباب الأزج سنة تسع وأربعين وخمسمائة، فجاء ه أبو غالب فضل الله بن إسماعيل البغدادي الأزجي التاجر، فقال له: يا سيدي قال جدك رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دعي فليجب، وها أنا ذا قد دعوتك إلى منزلي، فقال: إن أذن لي أجبت، ثم أطرق ملياً ثم قال: نعم، فركب بغلته وأخذ الشيخ علي بركابه الأيمن وأخذت أنا بالأيسر فأتينا داره، وإذا فيها مشايخ بغداد وعلماؤها وأعيانها، فمد سماطاً فيه من كل حلو وحامض، وأتى بسلة كبيرة مختومة يحملها اثنان وضعت آخر السماط، فقال أبو غالب: الصلاة والشيخ مطرق فلم يأكل ولا أذن في الأكل ولا أكل أحد وأهل المجلس كأن رؤوسهم الطير من هيبته، فأشار إلي وإلى الشيخ علي بن الهيتي أن قدما إلي تلك السلة، فقمنا نحملها وهي ثقيلة حتى وضعناها بين يديه، فأمرنا بفتحها ففتحناها فإذا فيها ولد لأبي غالب أكمه مقعد مجذوم مفلوج، فقال له الشيخ: قم بإذن الله معافى، فإذا الصبي يعدو وهو يبصر ولا به عاهة، فضج الحاضرون وخرج الشيخ في غفلات الناس، ولم يأكل شيئاً، فجئت إلى سيدي الشيخ أبي سعد القيلوي وأخبرته بذلك، فقال: **الشيخ عبد القادر يبرئ الأكمه والأبرص ويحيي الموتى بإذن الله** ـ قال: ولقد شهدت مجلسه مرة في سنة تسع وخمسين وخمسمائة، فأتاه جمع من الرافضة بقفتين مخيطتين مختومتين، وقالوا له: قل لنا ما في هاتين القفتين، فنزل من على الكرسي ووضع يده على إحداهما وقال: في هذه صبي مقعد، وأمر ابنه عبد الرزاق بفتحها فإذا فيها صبي مقعد، فأمسك بيده وقال له: قم فقام يعدو، ثم وضع يده على الأخرى وقال: وفي هذه صبي لا عاهة به وأمر ابنه بفتحها ففتحها، وإذا فيها صبي يمشي فأمسك بناصيته وقال له: اقعد فأقعد، فتابوا عن الرفض على يده، ومات في المجلس يومئذ ثلاثة، ولقد أدركت المشايخ من صدر القرن الماضي يقولون أربعة هم الذين يبرئون الأكمه والأبرص الشيخ عبد القادر، والشيخ بقا بن بطو، والشيخ أبو سعد القيلوي، والشيخ علي ابن الهيتي رضي الله عنهم، ولقد رأيت أربعة من المشايخ يتصرفون في قبورهم كتصرف الإحياء، الشيخ عبد القادر، والشيخ معروف الكرخي، والشيخ عقيل المنجبي، والشيخ حيا بن قيس الحراني رضي الله عنهم، ولقد حضرت عنده يوماً فاستقضاني حاجة، فأسرعت في قضائها، فقال لي: تمن ما تريد، قلت: أريد كذا وذكرت أمراً من أمور الباطن، فقال: خذه إليك فوجدته في ساعتي رضي الله عنه. "بهجة الأسرار"، ذكر فصول من كلامه مرصعا بشيء...إلخ، ص١٢٣ـ١٢٤.

مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام خوارقِ عادات [1]، اولیاء سے ممکن ہیں [2]، سوا اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہوچکی ہے۔ جیسے قرآنِ مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا [3]، ....

---

1 ...... تمام خلافِ عادات باتیں یعنی کرامات۔

2 ...... وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث كرامات الأولياء حق، ص١٤٦ تا ١٤٩: (فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة للولي من قطع المسافة البعيدة في المدة القليلة كإتيان صاحب سليمان عليه السلام وهو آصف بن برخيا على الأشهر بعرش بلقيس قبل ارتداد الطرف مع بُعد المسافة، وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة كما في حق مريم فإنّه ﴿**كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ**﴾، والمشي على الماء كما نقل عن كثير من الأو لياء والطيران في الهواء كما نقل عن جعفر بن أبي طالب ولقمان السرخسي وغيرهما وكلام الجماد والعجماء، أمّا كلام الجماد فكما روي أنّه كان بين يدي سلمان وأبي الدرداء قصعة فسبحت وسمعا تسبيحاً، وأما كلام العجماء فكتكلم الكلب لأصحاب الكهف وكما روى النبيعليه السلام قال بينما رجل يسوق بقرة قد حمل عليها إذا التفتت البقرة إليه وقالت إنّي لم أخلق لهذا وإنّما خلقت للحرث، فقال الناس: سبحان الله تتكلم البقرة، فقال النبيصلى الله عليه السلام آمنت بهذا واندفا ع المتوجه من البلاء وكفاية المهمّ عن الأعداء وغير ذلك من الأشياء مثل رؤية عمر وهو على المنبر في "المدينة" جيشه بـ"نهاوند" حتى قال لأمير جيشه: يا سارية الجبل الجبل تحذيراً له من وراء الجبل لمكر العدو هناك وسماع سارية كلامه مع بُعد المسافة وكشرب خالد السمّ من غير تضرر به وكجريان النيل بكتاب عمر، وأمثال هذا أكثر من أن يحصى ولما استدلت المعتزلة المنكرة لكرامة الأولياء بأنّه لو جاز ظهور خوارق العادات من الأولياء لاشتبه بالمعجزة فلم يتميز النبي من غير النبي أشار إلى الجواب بقوله: ويكون ذلك أي: ظهورخوارق العادات من الولي الذي هو من آحاد الأمة معجزة للرسول الذي ظهرت هذه الكرامة لواحد من أمته؛ لأنّه يظهر بها أي: بتلك الكرامة أنّه ولي ولن يكون ولياً إلّا وأن يكون محقا في ديانته وديانته الإقرار بالقلب واللسان برسالة رسوله مع الطاعة له في أوامره ونواهيه حتى لو ادعى هذا الولي الاستقلا ل بنفسه وعدم المتابعة لم يكن ولياً ولم يظهرذلك على يده، والحاصل أنّ الأمر الخارق للعادة فهو بالنسبة إلى النبي عليه السلام معجزة سواءً ظهر من قبله أو من قبل آحاد أمته وبالنسبة إلى الولي كرامة لخلوه عن دعوى نبوة من ظهر ذلك من قبله فالنبي لا بد من علمه بكونه نبياً ومن قصده إظهار خوارق العادات ومن حكمه قطعاً بموجب المعجزات بخلا ف الولي).

3 ...... في "روح المعاني"، پ ٢٢، يس: ٣٨، الجزء الثالث والعشرون، ص٢٠: (وأنت تعلم أنّ المعتمد عندنا جواز ثبوت الكرامة للولي مطلقاً إلّا فيما يثبت بالدليل عدم إمكانه كالإتيان بسورة مثل إحدى سور القرآن).

في "رد المحتار"، كتاب النكاح، باب العدة، ج٥، ص ٢٥٣: (والحاصل أنّه لا خلاف عندنا في ثبوت الكرامة، وإنّما الخلاف فيما كان من جنس المعجزات الكبار، والمعتمد الجواز مطلقاً إلا فيما ثبت بالدليل عدم إمكانه كالإتيان بسورة).

یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا، اِس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے، کافر ہے۔[1]

مسئلہ (٦): اِن سے اِستمداد و اِستعانت محبوب ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں[2]،..................

---

1 ...... وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، ومنها: هل يجوز رؤية الله تعالى في الدنيا، ص١٢٤: (وقال الأردبيلي في كتابه "الأنوار": ولو قال: إنّي أرى الله تعالى عياناً في الدنيا أو يكلمني شفاهاً كفر).

في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في رؤية الله تعالى في الدنيا، ص٢٠٠: (لا يجوز لأحد أن يدعي أنّه رأى الله بعين رأسه، ومن زعم ذلك فهو كافر مراق الدم، كما صرح به من أئمتنا صاحب "الأنوار" ونقله عنه جماعة وأقروه. وحاصل عبارته: أنّ من قال: إنّه يرى الله عياناً في الدنيا ويكلمه شفاهاً فهو كافر).

في "المعتقد المنتقد"، منه أنّه تعالى مرئي بالأبصار في دار القرار، ص٥٨: (وكفروا مدعي الرؤية كما أنّ القارئ في ذيل قول القاضي، وكذلك من ادعى مجالسة الله تعالى والعروج إليه ومكالمته قال: وكذا من ادّعى رؤيته سبحانه في الدنيا بعينه).

2 ...... في "المدخل"، فصل في زيارة القبور، الجزء الأول، ج١، ص١٨٤: (فإن كان الميت المزار ممن ترجى بركته فيتوسل إلى الله تعالى به، وكذلك يتوسل الزائر بمن يراه الميت ممن ترجى بركته إلى النبي صلى الله عليه وسلم بل يبدأ بالتوسل إلى الله تعالى بالنبي صلى الله عليه وسلم، إذ هو العمدة في التوسل، والأصل في هذا كله، والمشرع له فيتوسل به صلى الله عليه وسلم وبمن تبعه بإحسان إلى يوم الدين، وقد روى البخاري عن أنس رضي الله عنه ((أنّ عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان إذا قحطوا استسقى بالعباس فقال: اللهم إنا كنا نتوسل إليك بنبيك صلى الله عليه وسلم فتسقينا وإنا نتوسل إليك بعمّ نبيك فاسقنا فيسقون))["صحيح البخاري"، كتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس ...إلخ، ج١، ص٣٤٦، الحديث: ١٠١٠] انتهى، ثم يتوسل بأهل تلك المقابر أعني بالصالحين منهم في قضاء حوائجه ومغفرة ذنوبه، ثم يدعو لنفسه ولوالديه ولمشايخه ولأقاربه ولأهل تلك المقابر ولأموات المسلمين ولأحيائهم وذريتهم إلى يوم الدين ولمن غاب عنه من إخوانه ويجأر إلى الله تعالى بالدعاء عندهم ويكثر التوسل بهم إلى الله تعالى؛ لأنّه سبحانه وتعالى اجتباهم وشرّفهم وكرمهم فكما نفع بهم في الدنيا ففي الآخرة أكثر، فمن أراد حاجة فليذهب إليهم ويتوسل بهم، فإنّهم الواسطة بين الله تعالى وخلقه، وقد تقرر في الشرع وعلم ما لله تعالى بهم من الاعتناء، وذلك كثير مشهور، وما زال الناس من العلماء والأكابر كابراً عن كابر مشرقاً ومغرباً يتبركون بزيارة قبورهم ويجدون بركة ذلك حساً ومعنًى، وقد ذكر الشيخ الإمام أبو عبد الله بن النعمان رحمه الله في كتابه المسمى بـ"سفينة النجاء لأهل الالتجاء" في كرامات الشيخ أبي النجاء في أثناء كلامه على ذلك ما هذا لفظه: تحقق لذوي البصائر، والاعتبار أن زيارة قبور الصالحين محبوبة لأجل التبرك مع الاعتبار؛ فإنّ بركة الصالحين جارية بعد مماتهم كما كانت في حياتهم والدعاء عند قبور الصالحين، والتشفع بهم معمول به عند علمائنا المحققين من أئمة الدين انتهى۔ =

= فـي "أشعة اللمعات"، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ج١، ص٧٦٢: (واثبات کردہ اند آن را مشایخ صوفیه قدس الله اسرارهم وبعض فقهاء رحمة الله علیهم واین امری محقق ومقرراست نزداهل کشف وکمل ازایشان تا آنکه بسیاری رافیوض وفتوح ازارواح رسیدہ واین طائفه رادراصطلاح ایشان اویسی خوانند امام شافعی گفته است قبرموسی کاظم تریاق مجرب ست مراجابت وعاراوحجة الاسلام محمد غزالی گفته هرکه استمداد کردہ شود بوی درحیات استمداد کردہ میشود بوے بعد ازوفات ویکی ازمشایخ عظام گفته است دیدم چهار کس را ازمشایخ که تصرف میکنند درقبور خود مانند تصرفهاے ایشان درحیات خود یابیشترو شیخ معروف کرخی وشیخ عبدالقادرجیلانی ودو کس دیگررا ازاولیا شمردہ ومقصود حصر نیست انچه خود دیدہ یافته است گفته وسیدی احمد بن مرزوق که از اعاظم فقهاو علماومشایخ دیارمغرب ست گفت که روزے شیخ ابوالعباس حضرمی ازمن پرسید که امدادحی اقوی است یاامداد میت من بگفتم قوی میگویند که امدادحی قوی تراست ومن میگویم که امداد میت قوی ترست پس شیخ گفت نعم زیراکه دی دربساط حق است ود رحضرت اوست نقل درین معنی ازین طائفه بیشترازان است که حصرواحصار کردہ شودویافته نمیشود در کتاب وسنت واقوال سلف صالح که منافی ومخالف این باشد ورد کند این را وبتحقیق ثابت شدہ است بآیات واحادیث که روح باقی است واورا علم وشعور بزائران واحوال ایشان ثابت است وارواح کاملان را قربے ومکانتے درجناب حق ثابت ست چنانکه درحیات بود یا بیشتر ازان واولیا را کرامات وتصرف دراکوان حاصل است وآن نیست مگر ارواح ایشان را وارواح باقی ست وتصرف حقیقی نیست مگر خدا عز شانه وهمه بقدرت اوست وایشان فانی اند درجلال حق درحیات وبعد ازممات پس اگر دادہ شود مراحدی را چیزے بوساطت یکی ازدوستان حق ومکانتی که نزد خدا دارد ودرنبا شد چنانکه درحالت حیات بود ونیست فعل وتصرف درهردوحالت مگر حق را جل جلاله وعم نواله ونیست چیزے که فرق کند میان هردوحالت ویافته نشدہ است دلیلی بران درشرح شیخ ابن حجر هیتمی مکی درشرح حدیث: ((لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد))["صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، الحديث: ٤٢٧، ج١، ص ١٦٤] گفته است که این برتقدیرے ست که نماز گزارد بجانب قبر از جهت تعظیم وے که آن حرام ست باتفاق واما اتخاذ مسجد درجوار پیغمبرے یاصالحی ونماز گزاردن نزد قبروے نه بقصد تعظیم قبر وتوجه بجانب قبر بلکه به نیت حصول مدد ازوے تا کامل شود ثواب عبادت ببرکت قبر ومجاورت مرآن روح پاک را حرجے نیست). "أشعة اللمعات"، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ص ٧٦٢-٧٦٣. =

= یعنی: ''مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اولیاءِ کرام سے مدد حاصل کرنے کو ثابت اور جائز قرار دیا ہے اور یہ عقیدہ اہل کشف اور ان کے کاملین کے ہاں محقق اور طے شدہ عقیدہ ہے یہاں تک کہ بہت سے حضرات کو ان ارواح سے فیوض اور فتوح حاصل ہوئے ہیں اور اس گروہ صوفیہ کی اصطلاح میں انھیں اویسی کہتے ہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ کاظم کی قبرانور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا: جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے،اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا: میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بڑھ کر حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو اور بزرگ شمار کیے اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن مرزوق رضی اللہ عنہ کہ اعاظم فقہا و علماء اور مشائخ دیار مغرب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے دریافت کیا: کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔شیخ نے فرمایا: ہاں؛ کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسکے سامنے ہے۔اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ حد شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب وسنت واقوال سلف وصالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو اور اسکی تردید کرتی ہو بلکہ آیات واحادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور انکے حالات کا علم وشعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کاملین کو جناب حق تعالیٰ میں قرب ومرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انھیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر، اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اور انھیں کائنات میں تصرف کی قوت وطاقت حاصل ہے یہ سب کچھ انکی ارواح کرتی ہیں، اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عزشانہ ہے، یہ سب کچھ حقیقۃً اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلال حق میں فانی اور مستغرق ہیں، لہذا اگر کسی کو دوستانِ حق کی وساطت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل ہو جائے تو کوئی بعید نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ انکی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقۃً تو فعل وتصرف حق جل جلالہ وعم نوالہ کا ہوتا ہے اور ایسی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرے۔

حضرت شیخ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک: ((لعن اللّٰه اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد))["صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، الحديث: ٤٢٧، ج ١، ص ١٦٤] (اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا) کی شرح میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ انکی تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی کے پڑوس میں مسجد بنانا اور اسکی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اسکی روح پاک کا قرب وپڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج وممانعت نہیں۔''

''اشعۃ اللمعات'' (مترجم)، کتاب الجنائز، زیارت قبور کا بیان، ج۲، ص۹۲۳۔۹۲۴۔ انظر "الفتاوى الرضويه"، ج۹، ص ۷۹۱ إلى ۷۹۸.

چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ رہا ان کو فاعلِ مستقل جاننا، یہ وہابیہ کا فریب ہے، مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا، مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے[1]۔

---

1 ...... ''فتاوی رضویہ''، ج۲۱، ص۳۳۱۔۳۳۲ میں ہے: ''اہلِ استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوۃ والسلام والثناء کو عیاذاً باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت و وجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمھیں کیا جواب ملتا ہے۔

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبد الکافی سبکی رضی اللہ تعالی عنہ کتاب مستطاب ''شفاء السقام'' میں استمداد و استعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

ليس المراد نسبة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إلى الخلق والاستقلال بالأفعال هذا لا يقصده مسلم فصرف الكلام إليه ومنعه من باب التلبيس في الدين والتشويش على عوام الموحدين.

[''شفاء السقام في زيارة خير الأنام''، الباب الثامن في التوسل ---إلخ، ص۱۷۵]۔

یعنی: نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

صدقت يا سيدی جزاك الله عن الإسلام والمسلمين خيراً، امين!

اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (ت)

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی کتاب افادت نصاب ''جوہر منظم'' میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں:

فالتوجه والاستغاثة به صلى الله تعالى عليه وسلم بغيره ليس لهما معنى في قلوب المسلمين غير ذلك ولا يقصد بهما أحد منهم سواه فمن لم ينشرح صدره لذلك فليبكِ على نفسه نسأل الله العافية والمستغاث به في الحقيقة هو الله، والنبي صلى الله تعالى عليه واسطة بينه وبين المستغيث فهو سبحانه مستغاث به والغوث منه خلقاً وإيجاداً والنبي صلى الله تعالى عليه وسلم مستغاث والغوث منه سبباً وكسباً. [''الجوهر المنظم''، الفصل السابع، فيما ينبغي للزائر... إلخ، ص۶۲]۔

یعنی: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک وتعالی سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں، تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریادرسی یوں ہے کہ مراد کو خلق و ایجاد کرے، اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریادرسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔''

مسئلہ (۷): اِن کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت و باعثِ برکت ہے۔[1]

مسئلہ (۸): اِن کو دُور و نزدیک سے پکارنا سلفِ صالح کا طریقہ ہے۔

مسئلہ (۹): اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ اَبدی کے ساتھ زندہ ہیں[2]، اِن کے عِلم و اِدراک و سَمع و بَصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔[3]

1...... ''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: ''زیارتِ قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((ألا فزوروها فإنّها تزهّدكم في الدنيا وتذكّركم الآخرة))، ["سنن ابن ماجه"، ج۲، ص۲۵۲، الحديث: ۱۵۷۱، "المستدرك"، ج۱، ص۷۰۸-۷۰۹، الحديث: ۱۴۲۵-۱۴۲۸]، سن لو! قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔ خصوصاً زیارتِ مزاراتِ اولیائے کرام کہ مُوجبِ ہزاراں ہزار برکت وسعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار، ابنِ تیمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص ومزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں، مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا، رکوع وسجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری وساری ہے اس سے نماز بُری نہ ہو جائیگی''۔ ''فتاویٰ رضویہ''، ج۲۹، ص۲۸۲۔

2...... في "تفسير روح البيان"، ج۳، ص۴۳۹: قال الإمام الإسماعيل حقي رحمة الله تعالى عليه: (أجساد الأنبياء والأولياء والشهداء لا تبلى ولا تتغير لما أنّ الله تعالى قد نفى أبدانهم من العفونة الموجبة للتفسخ وبركة الروح المقدس إلى البدن كالإكسير).

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویۃ''، میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اہلسنت کے نزدیک انبیاء وشہداء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے اسی طرح شہداء واولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان وکفن بھی قبور میں صحیح وسلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی ورزق دئے جاتے ہیں۔

اور شیخ الہند محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شرح ''مشکوٰۃ'' میں فرماتے ہیں: اولیائے خدائے تعالی نقل کردہ شدہ اند ازیں دار فانی بدار بقا وزندہ اند نزد پروردگار خود، ومرزوق اند وخوشحال اند، ومردم را ازاں شعور نیست).

یعنی: اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے وہ خوش حال ہیں اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔

اور علامہ علی قاری شرح ''مشکوٰۃ'' میں لکھتے ہیں: (لا فرق لهم في الحالين ولذا قيل: أولياء الله لا يموتون ولكن ينتقلون من دار إلى دار ...إلخ)، ملتقطا. "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۴۳۱-۴۳۳.

3...... اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ''، میں ارشاد فرماتے ہیں: نوع اول: بعد موت بقائے روح وصفات وافعال روح میں۔ یہاں وہ حدیثیں مذکور ہوں جن سے ثابت کہ روح فنا نہیں ہوتی اور اس کے افعال وادراکات جیسے دیکھنا

مسئلہ (۱۰): اِنھیں ایصالِ ثواب، نہایت مُوجبِ برکات وامرِ مستحب ہے، اِسے عُرفاً براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں، یہ نذرِ شرعی نہیں جیسے بادشاہ کو نذر دینا[1]، اِن میں خصوصاً گیارھویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔

بولنا سننا سمجھنا آنا جانا چلنا پھرنا سب بدستور رہتے ہیں بلکہ اس کی قوتیں بعد مرگ اور صاف وتیز ہوجاتی ہیں حالت حیات میں جو کام ان آلات خاکی یعنی آنکھ کان ہاتھ پاؤں زبان سے لیتے تھے اب بغیران کے کرتی ہے اگر چہ جسم مثالی کی یادآوری سہی، ہر چند اس مطلب نفیس کے ثبوت میں وہ بیشمار احادیث وآثار سب حجۃ کافیہ دلائل شافیہ جن میں...الخ)۔ "الفتاوی الرضوية"، ج۹، ص۷۰۳.

انظر للتفصيل: الرسالة "**حيات الموات في بيان سماع الأموات**"، "الفتاوی الرضوية"، ج۹.

[1] ...... في "جد الممتار"، (حاشية الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن على "ردّ المحتار") ج۳، ص۲۸۵: (إنّ النذور لهم بعد تجافيهم عن الدنيا كالنذور لهم وهم فيها، وهي شائعةٌ بين المسلمين، والعلماء، والصلحاء، والأولياء منذ قديم، وليس نذراً مصطلح الفقه، وقد بيّناه في "فتاوی أفريقه".

في هامش "جد الممتار"، ج۳، ص۲۸۵-۲۸۷: قوله: (وقد بيّناه في "فتاوی أفريقه")، وإليكم تلخيص كلامه في الفتاوی المذكورة:

(لا يجوز النذر الفقهي لغير الله تعالى وما يقدّم إلى الأولياء الكرام ويسمّى بالنذر ليس بنذر فقهي بل العرف جارٍ بأنّ ما يقدّم إلى حضرات الأكابر من الهدايا يسمّونه بالنذر يقولون: أقام الملك مجلسه وقدّم الناس إليه النذور.

كتب الشاه رفيع الدين أخو الشاه عبد العزيز المحدّث الدهلوي في "رسالة النذور" بالفارسيّة ما معناه: النذر الذي يطلق هنا ليس على المعنى الشرعي؛ لأنّ العرف جارٍ بأنّ ما يقدّم إلى الأولياء يسمّى بالنذر .

قال الإمام الأجلّ سيّدي عبد الغنيّ النابلسيّ قدّس سرّه في "الحديقة الندية": (ومن هذا القبيل زيارة القبور، والتبرّك بضرائح الأولياء والصّالحين، والنذر لهم بتعليق ذلك على حصول شفاء، أو قدوم غائب، فإنّه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبورهم، كما قال الفقهاء في من دفع الزكاة لفقيرٍ وسمّاها قرضاً صحّ؛ لأنّ العبرة بالمعنَى لا باللفظ۔

"الحديقة الندية"، الخلق الثامن والأربعون، ج۲، ص۱۵۱.

ومن البيّن: أنّه لو كان نذراً فقهيّاً لَم يجز للأحياء أيضاً، مع أنّ العرف والعمل يجري من قديم في الصالحين وأكابر الدّين في الحالتين أي: حالة الحياة وبعد الموت.

بعد هذا التمهيد عرض **الإمام أحمد رضا** شواهد كثيرة على أنّ الأولياء والعلماء يستعملون لفظ النذر لِما يقدّم إلى الأكابر من الهدايا. فأورد عشر عبارات وحكايات من "بهجة الأسرار" ونصّاً من "طبقات الشافعية الكبرى" للإمام العارف بالله سيدى عبد الوهاب الشعراني وعبارتين للشاه وليّ الله الدهلوي من كتابه "أنفاس العارفين" وعبارة للشاه عبد العزيز المحدّث الدهلوي من كتابه "تحفة الاثنا عشرية"، و"بهجة الأسرار" في مناقب سيّدنا الشيخ عبد القادر الجيلاني للإمام الأجل سيّدي

مسئلہ (۱۱): عُرسِ اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی، وفاتحہ خوانی، ونعت خوانی، ووعظ، وایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے مَنہیاتِ شرعیہ[1] وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

تنبیہ: چونکہ عموماً مسلمانوں کو بحمدہٖ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ اِنھیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے، اِن کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لیے فلاحِ دارَین تصوّر کرتے ہیں، اس وجہ سے زمانۂ حال کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری، مریدی بھی شروع کر دی، حالانکہ اولیا کے یہ منکر ہیں، لہٰذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کرلیں، ورنہ اگر بدمذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھوبیٹھیں گے ۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست [2]

أبي الحسن نور الملّة والدين علي بن يوسف بن جرير اللخمي الشطنوفي الذى لقّبه إمام فنّ الرجال شمس الدين الذهبي في كتابه "طبقات القراء" والإمام الجليل جلال الدين السيوطي في كتابه "حسن المحاضرة" بـ"الإمام الأوحد".

وكتابه "بهجة الأسرار" يتناول الوقائع والحكايات وكلّ ما ينتمي إلى سيّدنا الشيخ عبد القادر الجيلاني بالأسانيد الصحيحة المعتبرة على منهج المحدّثين وجميل طريقهم في تنقيح الأخبار والآثار.

وفي هذه العبارات والنصوص ما يدلّ على أنّ الأولياء كان طريقهم إطلاق النذر لما يقدّم إليهم، كما يدلّ أنّ قبوله كان من دأبهم، وفيها ما يشهد أنّ تقديم النذور إلى أرواحهم وضرائحهم وطلب الحوائج من قوّاتهم الروحانيّة كان من أعمالهم، والشاه ولي الله الدهلوي والشّاه عبد العزيز الدهلوي الذين تعدّهما الفرقة المنكرة لنذر الأولياء وطلب الحاجات منهم إمامين، وتمثّلهما كقدوة لها، في عباراتهما أيضاً صراحة جليّة بطلب الحاجات من الأولياء بعد وفاتهم وتقديم النذور إليهم بعد مماتهم أفهولاء الأجلّة من العصور القديمة كلّهم يرتكبون المحظور ويقعون في الإشراك بالله ويجمعون على الآثام والقبائح؟ كلّا !لن يكون ذلك أبداً، بل هذا يجلّي الفرق بين النذر الفقهيّ ونذر الأولياء العرفيّ، فالنذر الفقهي لا يجوز إلّا للّه تعالى، والنذر العرفيّ الذي أصله تقديم الهدية إلى الأكابر يجوز للصالحين والأولياء بعد وفاتهم أيضاً كما يجوز في حياتهم. ١٢).

(محمّد أحمد الأعظمي المصباحي).

1 ...... یعنی وہ افعال جو شرعاً منع ہیں۔

2 ...... کبھی ابلیس آدمی کی شکل میں آتا ہے، لہٰذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے (یعنی ہر کسی سے بیعت نہیں کرنی چاہیے)۔

پیری کے لیے چار شرطیں ہیں، قبل از بیعت اُن کا لحاظ فرض ہے:

اول[1]: سنّی صحیح العقیدہ ہو۔

دوم[2]: اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

سوم[3]: فاسق مُعلِن نہ ہو۔

چہارم[4]: اُس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو۔[1]

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالْإِسْتِقَامَةَ عَلَى الشَّرِيْعَةِ الطَّاهِرَةِ وَمَا تَوْفِيْقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ أَبَدَ الْآبِدِيْن، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن.

فقیر امجد علی اعظمی عفی عنہ

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج ۲۱، ص ۴۹۲، ۵۰۵، ۶۰۳.

وانظر "سبع سنابل"، سنبلۂ دوم در بیان پیری و مریدی و حقیقت و ماهیت آن، ص ۳۹۔۴۰.